نگاہیں بند کر کے حسنِ جاناں دیکھ لیتا ہوں
اندھیرا ہے مگر خورشیدِ تاباں دیکھ لیتا ہوں

ابوالبلاغت حضرت رتنؔ پنڈوروی

اوم شری گنیش آئینہ

سرِ معرفت

۱۹۸۰ء

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کا منظوم اردو ترجمہ

مصنفہ

ابوالبلاغت پنڈت رتن پنڈوروی، جانشین
اعتبار الملک حضرت دِل شاہجہانپوری (مرحوم)

سالِ اشاعت ——— ۱۹۸۴ء

کتابت ——— اعجاز رقم دہلی

مطبع ——— جمال پریس دہلی

قیمت ——— بارہ ۱۲ روپیہ

ناشر

ماہنامہ شانِ ہند، فلیٹ ۸، انصاری مارکیٹ
دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

انتساب

میں اپنی اس ادنٰی ترین ادبی و روحانی خدمت کو بہ صد خلوص و صداقت عالیجناب ڈاکٹر اُودے سرن صاحب ارمان ادیبؔ بلاردی کے نام ....

معنون کرتا ہوں جن کی سعیٔ جمیل، کوششِ جزیل انتہائی ادبی شوق، بے غایت ذوقِ سخن، علم دوستی، لطافت پسندی، دریادلی اور مالی امداد کے فیض سے یہ کتاب حلیۂ طباعت سے متحلی ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔

قادرِ مطلق جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

خاک نشین

رتن پنڈوروی

اظہارِ تشکّر

حضرت سرور تونسوی مدیر "شانِ ہند" اس گوشہ گیر فقیر حقیر کے لئے فرشتۂ رحمت کا حکم رکھتے ہیں۔ آپ نے ماہنامہ کی تیاری، دفتری تگ و دو، صحافتی جد و جہد کے باوجود تنہا ہوتے ہوئے جسمانی کاوش کے ساتھ ساتھ مصارفِ زرِ کثیر سے خاکسار کا ایک ضخیم و حجیم با تصویر تذکرہ (ہندی کے مسلمان شعراء) چھپوا کر جہاں ادب نوازی و صحافت پروری کا حق ادا کیا وہاں اس فقیر حقیر کی فلاکت و بے بسی پر رحم کھا کر ذرّہ نوازی کا زندہ ثبوت دیا (اس سے بھی آگے بڑھ کر اب سرِ معرفت (شریمد بھگوت گیتا کا منظوم اردو ترجمہ) حلیۂ طباعت سے متحلی فرما کر اپنی انسان دوستی، بلند نظری، فراخ دلی، انسانیت نوازی اور نادار پروری کی مثال قائم کر دی۔ زبان کا منہ ہی کیا ہے کہ انکے احسانات بے پایاں اور عنایاتِ بے غایت کی سپاس گزاری و ممنونیت کا حق کما حقہ ادا کر سکے۔ دعا ہے کہ قادرِ متعال ان پر جزائے خیر کی ارزانیاں فرمائے۔ ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

سورگباش سردار گوپال سنگھ واحد

"سرِّ مغفرت" کی اشاعت کے سلسلے میں مرحوم سردار گوپال سنگھ واحد ہوگوی دلی طور پر دلچسپی لے رہے تھے اور اُنہوں نے جناب جوگندر پال صاحب پانڈے سابق وزیرِ صحت پنجاب کی رہائش گاہ پر فرمایا تھا کہ سرور صاحب "سرِّ مغفرت" اچھے انداز میں شائع کیجیے گا اور اسے کم از کم پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیجیے۔ اُن کا فرمان تھا کہ گیتا میں مَیں بھی ایک صفحہ لکھوں گا۔ اُنہوں نے اس مقدّس کتاب کی اشاعت کیلئے مالی امداد دینے کا نہ صرف وعدہ فرمایا بلکہ پانڈے صاحب نے بھی واحد صاحب کی درخواست پر مالی مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر صد ہزار افسوس کہ واحد صاحب کا اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے سرگباش ہو گیا اور پانڈے صاحب نے عملی طور پر ثبوت دیا کہ وزیروں کے وعدے اگر ایفا ہو جائیں تو وعدوں کو از خود ندامت محسوس ہوتی ہے۔ دُعا ہے کہ بھگوان کرشن جیؔ واحد صاحب مرحوم کو آواگون سے نجات دیں اور پانڈے صاحب کو وعدہ ایفائی کی ہمت دیں۔

مَیں ابو البلاغت پنڈت رلا رام صاحب رتن بنڈوروی کا تا ابد ممنونِ احسان رہوں گا کہ اُنہوں نے میری درخواست پر گیتا کا ایسا بہترین عام فہم اور اصول منظوم ترجمہ فرمایا کہ آج تک گیتا کا ایسا بہترین منظوم ترجمہ نہیں ہوا۔ بھگوان رتن صاحب کا سایۂ ہمایونی ہم سب کے سروں پر مدّتوں قائم رکھیں (آمین) وِدّیا پرکاش سرور تونسوی

۳ جنوری ۱۹۸۴ء

فہرستِ مضامین

دیباچہ

یہ ایک بے نقاب حقیقت ہے کہ شریمد بھگوت گیتا زندگی کے جملہ مسائل کا بہترین، کامیاب اور لاجواب حل پیش کرتی ہے، فلسفۂ حیات کی مکمل و مشرح تفسیر فی الحقیقت گیتا ہی ہے۔

حقائق و معارف، سکونِ قلب، سُرورِ سرمدی، مادی کائنات کی ناپائداری، تغیر پذیری، شاہدِ مقصود سے ہم آغوشی، حصولِ نجات راحتِ ابدی، حیاتِ جاوداں، وصالِ باری، نغمۂ حقیقت، درسِ وحدت، ازلیت و ابدیت کا رازِ نہانی۔ غرض کہ گیتا حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ کی ترجمان، ہندو فلسفے کی جان اور ہندوؤں کا سرمایۂ ایمان ہے، تمام شکوک انسانی کا جوابِ آخر اور مشکلاتِ ذہنی و روحانی کا سدِ باب ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ گیتا صرف ہندوؤں کی کتاب نہیں تمام اقوام و مذاہب عالم کی کتاب ہے کیوں کہ یہ مشعلِ ہدایتِ یزدانی، پیغامِ ربانی اور ہر سعی انسانی پر صدائے احسنت و مرحبا اور ہر جذبۂ پستی و پست ہمتی پر ایک غیر فانی، لازوال

اور بے بدل تنقید ہے جو ارجن کی معرفت ہر فرد، ہر جماعت، ہر قوم ہر ملک، ہر مذہب و ملّت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ گیتا کی عظمت و فضیلت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود بھگوان اسکی نسبت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ "جو پرش اس گیتا شاستر کو میرے بھگتوں میں کہے گا وہ نس سندیہہ مجھی کو پراپت ہو گا"۔ (شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۱۸، اشلوک ۶۸)

۲۔ جو پرش میرے بھگتوں میں گیتا کا اپدیش کرے گا منشوں میں اس سے بڑھ کر اور کوئی میرا دل پسند کام کرنے والا نہ ہو گا اور نہ اس سے بڑھ کر پرتھوی پر میرا کوئی پیارا ہی ہو گا۔

(ادھیائے ۱۸۔ اشلوک ۶۹)

۳۔ ہے ارجن! جو پرش اس دھرم مئی ہم دونوں کے سمواد روپی گیتا شاستر کا نتیہ پاٹھ کرے گا تو میں یہ سمجھوں گا کہ اس نے "گیان یگیہ" دوارا میرا پوجن کیا ہے۔ (ادھیائے ۱۸۔ اشلوک ۷۰)

۴۔ جو پرش شردھا یوکت اس گیتا شاستر کو سنے گا وہ بھی پاپوں سے مکت ہو کر اتم کرم کرنے والوں کے سریشٹ لوگوں کو پراپت ہو گا۔

(ادھیائے ۱۸۔ اشلوک ۷۱)

اسی اہمیت و فضیلت کا کرشمہ ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں

گیتا کے تراجم ہو چکے ہیں۔ گیتا کا فارسی منظوم ترجمہ علامہ فیضی کے قلم سے نکلا ہوا "آہنگ سرمدی" کے نام سے مشہور ہے لیکن اُردو میں اسکے متعدد تراجم ہو چکے ہیں، چنانچہ ڈاکٹر محمد عزیز نے اپنی کتاب "اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصّہ" میں گیتا کے اٹھارہ اردو تراجم کی نشان دہی کی ہے۔ ان کے نزدیک "گیان پرکاش" مُصنفہ منشی کنہیا لال عُرف الکھ دھاری گیتا کا پہلا اُردو ترجمہ ہے جو ۱۸۶۳ء میں گیان پریس اکبرآباد میں چھپا، سخاوت مرزا نے گیتا کے ایک ترجمے کی نشان دہی کی ہے جس کا نام "کرشن گیتا۔ ارجن گیتا" بتایا ہے جسے سید متین نے گیارہویں صدی ہجری میں دکنی میں ترجمہ کیا ہے۔ گمان غالب ہے کہ سیّد متین کی گیتا اور گیان پرکاش سنہ طبع ۱۸۶۳ء کے درمیانی وقفہ میں بھی گیتا کے تراجم ہوئے ہوں گے۔ جن تراجم کا نام اس حقیر و ہیچمدان مولّف کے علم میں آیا اُن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ کشن گیتا۔ ارجن گیتا از سید متین گیارہویں صدی ہجری مطابق سترہویں صدی عیسوی۔

۲۔ بھگوت گیتا۔ گارسن دتاسی نے ۱۸۶۵ء کے خطبۂ صدارت میں اس کی نشان دہی کی ہے۔

۳۔ گیان پرکاش ۔ از منشی کنہیالال عرف الکھ دھاری ۱۸۶۳ء میں چھپی ۔

۴۔ نغمۂ الوہیت ۔ از حسن الدین احمد ۔ ۱۸۷۰ء ۔

۵۔ بھگوت گیتا اردو ترجمہ ۔ از منشی شیام سندر لال ۱۸۸۴ء ۔

۶۔ صدر کی گیتا منظوم ۔ از علامہ منشی لچھمن پرشاد صاحب صدر لکھنوی ۔ صدر مرحوم نے یہ کتاب ۱۹۱۰ء میں لکھی اور اس کے تاریخی نام بھگوت گیتائے منظوم ۔ خورشیدِ معرفت اور ارمغانِ حقیقت رکھے لیکن ظالم موت کے ہاتھوں تصنیف کو لباسِ طباعت میں دیکھنا نصیب نہ ہوا ۔ آپ کے داماد حضرت منور لکھنوی نے یہ کتاب ۱۹۶۲ء میں طبع کرائی ۔

۷۔ بھگوت گیتا از منشی دیبی پرشاد ۱۹۱۳ء میں چھپی ۔

۸۔ شری بھگوت گیتا ۱۹۲۲ء مصنّف کا پتہ نہیں چل سکا ۔

۹۔ فلسفۂ الوہیت ۔ از رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن دہلوی ۱۹۲۲ء ۔

۱۰۔ سرچشمۂ عرفان ۔ از منشی جگن ناتھ پرشاد عارف ۱۹۲۵ء ۔

۱۱۔ غذائے روح منظوم از پنڈت پربھودیال مصر عاشق ۱۹۲۶ء ۔

۱۲۔ بھگوت گیتا منظوم ۔ از منشی رام سہائے تمنّا لکھنوی ۔

۱۳۔ کلامِ ربانی منظوم۔ از پنڈت یوگی راج نظر سوہانوی ۱۹۳۴ء
۱۴۔ اکسیر روح۔ از چودہری روشن لال ایم اے ۱۹۳۶ء۔
۱۵۔ نسیم عرفاں منظوم۔ از منشی بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی۔ ۱۹۳۶ء۔
۱۶۔ نورِ ہدایت از چودہری روشن لال ۱۹۳۷ء۔
۱۷۔ نغمۂ جاوید از مرزا جعفر علی خاں اثر لکھنوی ۱۹۴۰ء۔
۱۸۔ روحِ معرفت از چودہری روشن لال ۱۹۴۳ء۔
۱۹۔ دل کی گیتا از خواجہ دِل محمّد مرحوم سابق فیلو پنجاب یونیورسٹی۔
۲۰۔ شریمد بھگوت گیتا رہسیہ از پنڈت لوکمانیہ تلک۔
۲۱۔ عرفانِ مختوم ترجمہ گیتائے منظوم از آلم مظفر نگری ۱۹۶۰ء۔
۲۲۔ گیتا منظوم از خلیفہ عبدالحکیم۔
۲۳۔ مخزنِ اسرار منظوم از پنڈت دنیا ناتھ صاحب معجز دہلوی، یہ پنڈت جانکی ناتھ کے فرزند تھے۔
۲۴۔ ترجمہ گیتا از پنڈت امرناتھ ساحر دہلوی۔
۲۵۔ ترجمہ گیتا۔ از شری نارائن سوامی۔
۲۶۔ ترجمہ گیتا از سوامی دیانند بی اے مرحوم۔
۲۷۔ ترجمہ گیتا از مسٹر نہال چند ایم۔ اے۔ ایل۔ بی۔

بیرسٹر ایٹ لا الہ آباد

۲۹۔ ترجمہ گیتا۔ از جناب اجمل خان ایم۔ اے۔

۳۰۔ گیتائے منظوم مُسدّس۔ از رائے بہادر شنکر دیال

۳۱۔ گیتائے منظوم مُسدّس از برج موہن دیال احقر

۳۲۔ گیتائے منظوم از ستیہ پرکاش مہتاب

۳۳۔ گیتا پروچن از ونوبھا بھاوے ۱۹۶۷ء

۳۴۔ فضیلتِ خیال (تاریخی نام) گیتا کا اُردو منظوم ترجمہ از نسیم نور محلی مرحوم ۱۹۶۷ء۔

ایسے عالم میں مجھ ایسے فقیرِ حقیر گوشہ گیر کے ترجمے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن ؎

غور سے فکر سے تدبیر سے کیا ہوتا ہے   وہی ہوتا ہے جو منظورِ خُدا ہوتا ہے

شروع جون ۱۹۸۰ء میں خاکسار ہیچمدان مؤلف نے حضرت سرور تونسوی مُدیر ماہ نامہ "شانِ ہند نئی دہلی" کی خدمت میں لکھا کہ خاکسار کوئی مثنوی لکھنی چاہتا ہے۔ ممدوح الصدر نے فرمایا کہ مثنوی کی بجائے اگر شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ منظوم صُورت میں لکھو تو زیادہ مفید اور موزوں ہے۔ دُنیا مُستفید ہو گی۔ ان کی یہ ہدایت پلّے باندھ کر کام شروع کر دیا۔ تائیدِ ایزدی نے سر پہ ہاتھ رکھا اور خدائے

غفور کا فضل شاملِ حال رہا۔ آخر قادر متعال کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ فاضلہ سے ستمبر ۱۹۸۰ء کے آخر تک کام مکمل ہوگیا۔ اب یہ ناظرین کی رائے صائب پر موقوف ہے کہ کام کی تکمیل کہاں تک کامیاب رہی۔ بہرکیف خاکسار نے یہ مدعا ہر گام پہ پیشِ نظر رکھا کہ اشلوک کی وضاحت کا حق کماحقہٗ ادا ہو جائے۔ اس مدعا کے زیر اثر اشعار کا تعین نہیں کیا گیا اشلوک کی پوری تشریح جتنے اشعار میں ہوئی اتنے ہی کہے گئے ہیں۔ بعض جگہ صرف ایک شعر کافی رہا، بعض مواقع پر دو شعر۔ کئی جگہ ایک اشلوک کے لئے تین اور بعض پیچیدہ مقامات پر چار شعر بھی کہنے پڑے۔ چنانچہ ایک دو جگہ ایک اشلوک پانچ شعروں میں بالتوضیح سمایا گیا۔

(دوسرے) اُردو کی کس مپرسی پر نظر کر کے حتی الامکان فارسیت سے پرہیز کیا گیا۔ نہایت سیدھے سادے الفاظ میں بات ختم کرنیکی کوشش کی گئی۔ پھر بھی بعض جگہ فارسی الفاظ آگئے ہیں۔

(تیسرے) یہ ترجمہ سنسکرت نسخہ (شریمد بھگوت گیتا پریس گورکھپور) سے کیا گیا

(چوتھے) ترجمہ شروع کرنے سے پہلے ویدوں اپنشدوں برہمن گرنتھوں نیز دوسرے دھارمک گرنتھوں سے منتخب کر کے چند ایسے امور کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو گیتا کے مطالب سمجھنے میں مدد دیتے ہیں اور انسانی

معلومات کا دائرہ وسیع کرتے ہیں۔

یہ ادنیٰ ترین پیش کش ناظرینِ باتمکین کی خدمت میں حاضر ہے اگر پسند کی نگاہ سے دیکھی گئی تو زہے نصیب۔ ورنہ اس مؤلفِ ہیچمدان کو انسان۔ کوتاہ بیان سراپا خطا و نسیان سمجھ کر عفوِ تقصیر سے نوازیں زیادہ نیاز۔

خاک نشین رتن پنڈوروی

۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۸۰ء

ظہورِ عالم

ظہورِ عالم کی نسبت ہر ایک مذہب میں مختلف خیالات رائج ہیں جن کا آپس میں بڑا بھاری اختلاف ہے اپنی اپنی روایات و اعتقادات کے مطابق علماء نے اپنا اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ یہاں ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق لکھا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خالقِ عالم (جسے برہم شکتی، یا چیتن برہم یا خدا کہا جاتا ہے) سے متعلق مختصر مگر جامع واقفیت بہم پہنچائی جائے۔ کیوں کہ شریمد بھگوت گیتا میں یہ لفظ بار بار استعمال ہوا ہے "برہم شکتی" یعنی "چیتن برہم" کوئی شکل و شباہت یا جسم نہیں جسے قالب میں کر لیا جائے یہ اپنی لطافت کے سبب نظروں سے نہاں رہتا ہے۔ یہ پرماتما کی وہ لاثانی۔ لافانی اور لازوال طاقت ہے جو موجوداتِ عالم میں لطیف انداز سے سمائی ہوتی ہے اور رعنائیِ مستور سے اجسام کو زندگی کا مرتبہ عطا کرتی ہے۔ یہ منظم۔ ازلی اور ابدی جوہر (انادی شکتی)

وہ لاانتہا ہی طاقت ہے جس کے بغیر نظام عالم منتظم نہیں ہو سکتا۔ اس کی آغوش مادہ حیات میں کل کائنات اپنے اجزا میں تحلیل ہو کر ایک بیج کی صورت میں ٹھہری ہوتی ہے۔ یہ کائناتی بیج غیر فانی ہے جو پرکرتی (مادۂ جسمانی) کا مصدر ہے۔ جب کائناتِ عالم کے گزشتہ اعمالی اثرات کی طاقت اور اُن کے جوابِ عمل سے چیتن شکتی یعنی ازلی قوت کا ظہور کائناتی بیج میں ہوتا ہے اس وقت وہ بیج پھوٹتا ہے اور قانونِ قدرت کے زیرِ اثر پہلے لطیف اور پھر کثیف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ہی شکتی (طاقت) ازل ہی سے فنا و ظہور کے چکر کو چلا رہی ہے۔

بھگوان فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق میری دونوں پرکرتیوں (جڑ اور چیتن) سے پیدا ہوتی ہے گویا میں ہی سارے عالم کا پیدا کرنے اور فنا کرنے والا ہوں (ادھیائے ۷۔ اشلوک نمبر ۶)

ادھیائے ۱۴ کے اشلوک نمبر ۳ میں بھی بھگوان یہی بات دہراتے ہیں کہ پرکرتی ہی دُنیا کے پیدا ہونے کا مقام ہے جہاں میں چیتن رُوپ بیج کو بو دیتا ہوں پھر اس جڑ چیتن پرکرتی کے ملاپ ہی سے سارا عالم ظہور میں آتا ہے۔

دُنیا کی ابتدا اور انتہا کا سمجھنا آسان نہیں۔ مختلف مذاہب کے

علمائے اس سے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں، برہمن گرنتھوں میں لکھا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں بغیر ماں باپ کے محض حکم ربّی سے چار رشیوں کا ظہور ہوا جن پر چاروں وید مندرجہ ذیل ترتیب سے نازل ہوئے ۱۔ اگنی رشی پر رگ وید ۲۔ وایو رشی پر یجر وید ۳۔ آدتیہ رشی پر سام وید اور انگرہ رشی پر اتھرو وید۔

بھگوت گیتا کے ادھیائے نمبر ۱۰۔ شلوک نمبر ۶ میں بھگوان فرماتے ہیں "سات مہرشی اور اُن سے پہلے کے چار رشی اور چودہ منو یہ سب میرے من کے سنکلپ ہی سے پیدا ہوتے ہیں پھر اُن سے سارا عالم پیدا ہوتا ہے"۔

جیوتش کا قدیم ترین گرنتھ "سوریہ سدھانت" جس کی تصنیف کو آج (سنہ ۱۹۸۰ء تک) (۲۱۶۵۰۸۰) اکیس لاکھ پینسٹھ ہزار اسی برس ہو چکے ہیں۔ اُس میں دُنیا کا ایک دور چار ارب بتیس ۳۲ کروڑ سال کا قائم کیا ہے۔ جس کا نام ایک کلپ ہے۔ اس کے بعد دُنیا نیست و نابود ہو جاتی ہے اور پھر وقتِ مقررہ کے بعد وجود میں آتی ہے اسی ایک دَور کا نام کلپ ہے۔ ایک کلپ کو چودہ حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصّے کو منو کہتے ہیں ہر منو کے آغاز میں ایک سندھی واقع ہوتی ہے اور ہر منو میں

اکہتّر چوکڑی (چتر یگی) واقع ہوتی ہیں چتر یگی چاروں یُگوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں ان چار یُگوں کے نام مع مدّت حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ست یُگ۔ اس کی میعاد (۱۷۲۸۰۰۰) سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال ہے۔

۲۔ تریتا یُگ۔ اس کی میعاد (۱۲۹۶۰۰۰) بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال ہے۔

۳۔ دواپر یُگ۔ اس کی میعاد (۸۶۴۰۰۰) آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال ہے۔

۴۔ کلی یُگ۔ اس کی میعاد (۴۳۲۰۰۰) چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے۔

ان چاروں یُگوں کی میعاد کو جمع کیا تو ایک چتر یُگی کی میعاد (۴۳۲۰۰۰۰) تنتالیس لاکھ بیس ہزار سال ہوئی، چوں کہ ایک منوّ میں اکہتّر چتر یُگی ہوتی ہیں۔ ایک چتر یُگی کی مدت تنتالیس لاکھ بیس ہزار کو اکہتّر ۷۱ سے ضرب دیا تو (۴۳۲۰۰۰۰ × ۷۱ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰) تیس کروڑ سرسٹھ لاکھ بیس ہزار سال ایک منوّ کی میعاد ہوئی چوں کہ چودہ منوّ ہوتے ہیں اس لئے اس رقم کو چودہ ۱۴ سے ضرب کرنے پر (۳۰۶۷۲۰۰۰۰×۱۴=۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰)

یعنی چار ارب اُنتیس کروڑ چالیس لاکھ اسّی ہزار سال چودہ منوؤں کی مدّت ہوئی۔ چوں کہ چودہ منوؤں کے درمیان پندرہ ۱۵ سندھیاں ہوئی ہیں اور ایک سندھی کی مدّت (۱۷۲۸۰۰۰) سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس ہوتی ہے اس لئے پندرہ سندھیوں کی مدّت ۱۷۲۸۰۰۰×۱۵= (۲۵۹۲۰۰۰۰) دو کروڑ اُنسٹھ لاکھ بیس ہزار برس ہوئی اب ان ہر دَور قوم یعنی چودہ منوؤں اور پندرہ سندھیوں کی مدّت کو جمع کیا تو (۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰)×(۲۵۹۲۰۰۰۰)=(۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) یعنی چار ارب بتیس کروڑ برس حاصل ہوئے۔ جس کا نام کلپ یعنی برہم دن ہے۔ اور اس دُنیا کی عمر کا ایک دَور ہے۔ اپنی عمر کا ایک دَور پورا کرنے کے بعد یہ دُنیا فنا ہو جاتی ہے اور فنا ہو کر (۱۷۰۶۴۰۰۰) ایک کروڑ ستّر لاکھ چونسٹھ ہزار سال نیستی کے عالم میں پڑی رہتی ہے۔ جس کے بعد وہ صانعِ ارض و سما اپنی قدرتِ کاملہ سے پھر عالم کو پیدا کرتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دُنیا کو پیدا ہوئے کتنے سال ہوئے۔ اس کا جواب سنئے۔

سوریہ سِدھانت کے مُطابق اس دُنیا کے موجودہ دَور کے

چھ منو گزر کر اب ساتواں منو جاری ہے جس کی ستائیس چترُیگی کہ اب اٹھائیسویں چترُیگی جاری ہے۔ جس کے تین یُگ گزر کر اب چوتھا یُگ (کلی یُگ) گزر رہا ہے جس کی مدت سمت ۲۰۳۷ بکرم تک ۵۰۸۱ سال گزر چکے ہیں۔ پس بحساب مذکورہ بالا چھ منوؤں سے سات سندھیوں ستائیس چترُیگی۔ اور اٹھائیسویں چترُیگی کے گزشتہ برس ان سب کو جمع کیا تو چھ منوؤں کی میعاد (۳۰۶۷۲۰۰۰ × ۶ = ۱۸۴۰۳۲۰۰۰) سال۔ سات سندھیوں کی میعاد (۱۷۲۸۰۰۰ × ۷) = ۱۲۰۹۶۰۰۰) سال۔ ستائیس چترُیگی کی میعاد (۴۳۲۰۰۰۰ × ۲۷) = ۱۱۶۶۴۰۰۰۰) سال ۲۸ ویں چترُیگی کے گزشتہ ست یُگ کی میعاد = (۱۷۲۸۰۰۰) ۲۸ ویں چترُیگی کے گزشتہ ترتیا یُگ کی میعاد = (۱۲۹۶۰۰۰) ۲۸ ویں چترُیگی کے گزشتہ دواپر یُگ کی میعاد = (۸۶۴۰۰۰) ۸ ویں چترُیگی میں کلی یُگ کے جتنے برس ۱۹۸۰ء تک گزر چکے ہیں (۵۰۸۱) =

چھ منوؤں + سات سندھیوں + ستائیس چترُیگی + ۲۸ ویں چترُیگی کے گزشتہ برسوں کی کل میزان = (۱۹۷۲۹۴۹۰۸۱) یعنی (ایک ارب ستانوے کروڑ انتیس لاکھ انچاس ہزار اکاسی) سال ہوئی۔ اس مجموعہ سے وہ مدت تفریق کی جس میں دنیا نیستی کے عالم میں رہتی ہے تو (۱۷۰۶۴۰۰۰ - ۱۹۷۲۹۴۹۰۸۱ = ۱۹۵۵۸۸۵۰۸۱) سال ایک ارب پچانوے کروڑ اٹھاون لاکھ پچاسی ہزار اکّاسی برس

سمت ۲۰۳۷ بکرم مطابق سنہ ۱۹۸۰ء تک موجودہ دُنیا کو پیدا ہوئے ہو گئے۔
اب یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اس دُنیا کی زندگی کے کتنے دن باقی رہتے ہیں اس کے لئے ایک کلپ کی مدّت یعنی (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) چار ارب بتیس کروڑ میں سے مندرجہ بالا میزان یعنی ایک ارب پچانوے کروڑ اٹھاون لاکھ پچاسی ہزار اکاسی تفریق کیئے۔

(۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰)-(۱۹۵۵۸۸۵۰۸۱)=(۲۳۶۴۱۱۴۹۱۹)

یعنی دو ارب چھتیس کروڑ اکتالیس لاکھ چودہ ہزار نو سو اُنیس سال موجودہ دنیا کی زندگی کے باقی رہتے ہیں۔

یہ سوال عام طور پر زوروں پر ہے کہ کلی یگ کی عمر ابھی کتنی باقی رہتی ہے۔ یاد رہے کہ سنِ رواں سنہ ۱۹۸۰ء تک کلی یگ کی عمر کے (۵۰۸۱) سال یعنی پانچ ہزار اکاسی سال گزر چکے ہیں۔ چوں کہ کلی یگ کی عمر چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے اس میں پانچ ہزار اکاسی تفریق کیئے تو یہ (۴۳۲۰۰۰ - ۵۰۸۱) یعنی (۴۲۶۹۱۹) چار لاکھ چھبیس ہزار نو سو انیس سال ابھی کلی یگ کی عمر باقی رہتی ہے۔

شری بھگوان کرشن جی کے عہد کے تاریخی واقعات

تمام دھارمک گرنتھوں سے یہ سِدھ ہوتا ہے کہ شری بھگوان کرشن جی کے انتردھیان ہونے کے بعد راجہ پریکشت کے عہد میں کلجگ شروع ہوا۔ جیوتش گرنتھوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کلجگ آج (۱۹۸۰ء) سے ۵۰۸۱ "پانچ ہزار اکاسی" سال پہلے شروع ہوا۔ انگریزی جیوتشیوں نے بھی ثابت کیا ہے کہ کلجگ مورخہ ۱۸ فروری ۳۱۰۲ قبل مسیح شروع ہوا۔ آج کل عیسوی سن ۱۹۸۰ء ہے اس لئے کلجگ ضرور آج سے ۵۰۸۱ سال پہلے شروع ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ شری بھگوان کرشن جی کا زمانہ ۱۹۸۰ء سے پانچ ہزار اکاسی (۵۰۸۱) سال پہلے کا زمانہ ہے۔

اب یہ سِدھ کرنا ہے کہ شری بھگوان کرشن جی کی عمر اس پرتھوی پر کتنی تھی۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ذرا پانڈوں کی زندگی پر غور کرنا ضروری ہے۔ پراچین گرنتھوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھگوان کرشن جی کے انتردھیان ہونے کے تھوڑے دنوں بعد مہاراجہ یدھشٹر نے بان پرست لے لیا اور دروپدی اور بھائیوں سمیت جنگل کی راہ لی اور راج پاٹ ارجن کے پوتے یا ابھیمنیو کے بیٹے

پریکھشت کو سونپ دیا یہ واقعات ۳۱۰۲ قبل مسیح ہوئے۔

پورانوں میں ذکر آتا ہے کہ بان پرست لینے سے پہلے راجہ یدھشٹر نے ۳۷ (سینتیس) برس راج کیا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراجہ یدھشٹر کی تاج پوشی ۳۱۳۹ قبل مسیح کے شروع میں ہوئی۔ کیوں کہ مہابھارت میں یہ صاف لکھا ہے کہ کورو کشیتر کی لڑائی کارتک پورن ماشی کے بعد اماوس کو شروع ہوئی اس لئے یہ لڑائی (۱۵) پندرہ ماگھ شر یعنی مگھر مطابق دسمبر ۳۱۴۰ قبل مسیح شروع ہوئی اس لڑائی سے پہلے پانڈو تیرہ ۱۳ برس بن باس میں رہے۔ اس لئے پانڈوؤں کی جوئے میں ہار اور ان کا بن باس ۳۱۵۳ قبل مسیح شروع ہوا۔ بن باس سے تھوڑا عرصہ پہلے مہاراجہ یدھشٹر نے مگدھ کے راجہ جراسندھ کو مار کر راجسو یگیہ کیا تھا۔ گویا جراسندھ ۳۱۵۵ قبل مسیح میں مارا گیا ہوگا اور راجسو یگیہ ۳۱۵۴ قبل مسیح میں ہوا ہوگا۔

مہابھارت میں یہ لکھا ہے کہ کورو کشیتر کی لڑائی میں ارجن کا بہادر بیٹا ابھمنیو سولہ برس کی عمر میں مارا گیا تھا۔ کورو کشیتر کی لڑائی ۳۱۴۰ قبل مسیح میں ہوئی اس لئے ابھمنیو کا جنم ۳۱۵۶ قبل مسیح میں ہوا ہوگا۔ لیکن ویر ابھمنیو کی ماں سوبھدرا کا ارجن سے بیاہ تب ہوا تھا جب وہ بارہ برس کے بن باس کے بعد اندرپرست واپس

آیا تھا۔ سوبھدرا کا بیاہ ۳۱۵۷ قبل مسیح میں ہوا ہوگا اور ارجن کا بن باس ۳۱۶۶ قبل مسیح میں شروع ہوا ہوگا۔

"کلجگ برتانت" جو بھوشیہ پُران کا ایک حصہ ہے اس میں لکھا ہے کہ جب کلجگ کے ۲۵ برس گزر گئے تو سپت رشی سو سال کے لئے اشلیکھا نچھتر میں آ لیسے۔ اس سے پہلے سپت رشی مگھاں نچھتر میں تھے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ سپت رشیوں کا مگھاں نکھشتر (۳۱۰۲ - ۲۵) = ۳۰۷۷ یا ۳۰۷۶ قبل مسیح میں ختم ہُوا۔ پورانوں میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ جب مہاراجہ یُدھشٹر نے اندرپرست شہر کی بُنیاد ڈالی تو سپت رشی پکھیہ نکشتر سے نکل کر مگھاں نکشتر میں آئے تھے کیوں کہ سپت رشی ہر ایک نکشتر میں سو برس رہتے ہیں اس لئے مگھاں نکھشتر ۳۱۷۶ قبل مسیح میں شروع ہُوا اور اُسی وقت اندرپرست شہر کی بُنیاد رکھی گئی۔ لیکن اندرپرست شہر کی بُنیاد تب رکھی گئی تھی جب پانڈوؤں کو آدھا راج مل چُکا تھا۔ اور ارجن دروپدی کو سوئمبر میں جیت چکا تھا اس لئے دوارکا پوری ۳۱۷۶ قبل مسیح سے پہلے آباد ہوئی۔ اس سے پہلے شری بھگوان کرشن جی راجہ جراسندھ والے مگدھ سے ہٹ کر متھرا چھوڑ کر چلے گئے ہوں گے لیکن شری بھگوان

کرشن جی کے متھرا کو چھوڑنے سے پہلے راجہ جراسندھ نے متھرا پر کئی بار چڑھائی کی تھی اور متھرا چھوڑنے سے پہلے ہی شری بھگوان کرشن جی نے گھورا نگرا کے گوروکل میں تعلیم کا زمانہ ختم کیا تھا۔ گوروکل سے واپسی پر شری بھگوان کرشن جی کی عمر شاید ۲۵ برس کی ہو گی۔ کیونکہ زمانہ برہم چریہ آشرم ۲۵ برس کا تھا۔ راجہ کنس کو مارنے کے وقت شری بھگوان کرشن جی کی عمر ۱۶ (سولہ) برس کی تھی۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دروپدی کا سوئمبر شاید ۳۱۷۷ یا ۳۱۷۸ قبل مسیح ہوا ہو گا اور دوارکا شاید ۳۱۷۹ یا ۳۱۸۰ قبل مسیح میں آباد ہوئی ہو گی۔ شری بھگوان کرشن جی نے اپنی تعلیم غالباً ۳۱۸۴ قبل مسیح میں ختم کی ہو گی اور کنس ۳۱۹۱ قبل مسیح مارا گیا ہو گا۔ یعنی شری بھگوان کرشن جی کا اوتار ۳۲۰۷ قبل مسیح ہوا ہو گا۔

مہابھارت میں کہیں شری بھگوان کرشن جی پانڈوں سے ملتے ہیں وہ یدھشٹر اور بھیم کو پرنام کرتے ہیں اور نکل اور سہدیو کو آشیرباد دیتے ہیں۔ ارجن سے بھی شری بھگوان کرشن جی غالباً بڑے تھے۔ اب ہمیں یہ معلوم ہے کہ دریودھن یدھشٹر سے دو برس چھوٹا تھا۔ دریودھن اور بھیم ایک ہی دن پیدا

ہوئے تھے۔ ارجن بھی غالباً بھیم سے دو برس چھوٹا ہوگا اور نکل سہدیو جڑواں پیدا ہوئے تھے وہ ارجن سے دو برس چھوٹے ہوں گے چوں کہ شری بھگوان کرشن جی ارجن سے بڑے تھے اور بھیم سے چھوٹے اس لئے ارجن کا جنم ۳۲۰۶ قبل مسیح میں ہوا ہوگا بھیم اور دریودھن کا ۳۲۰۸ میں اور یدھشٹر کا ۳۲۱۰ قبل مسیح میں۔

ان مندرجہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شری بھگوان کرشن جی کا اوتار ماہ بھادوں بدھی اشٹمی ۳۲۰۷ قبل مسیح میں ہوا اور وہ ۳۱۰۲ قبل مسیح میں انتردھیان ہوئے گویا اُن کی مات لوک کی عمر ۱۰۵ برس کی تھی۔ اب ہم اس منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ شری بھگوان کرشن جی کی زندگی میں مشہور ترین واقعات کی تاریخ دے دی جائے۔ ناظرین کی دلچسپی اور فائدے کے لئے چند واقعات مع تاریخ درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ بھگوان کرشن جی کا پرگٹ ہونا اشٹمی تتھی کرشن پکش بھادوں ۳۲۰۷ قبل مسیح۔

۲۔ ارجن کا جنم ۔۔ ۳۲۰۶ قبل مسیح۔

۳۔ نکل اور سہدیو کا جنم ۳۲۰۴ قبل مسیح۔

۴۔ راجہ کنس کی شری بھگوان کرشن جی کے ہاتھوں موت

اور اُگر سین کا دوبارہ متھرا کا راجہ بننا۔ ۳۱۹۱ قبل مسیح

۵۔ شری بھگوان کرشن جی کا گھورا نگرا رشی کے آشرم میں وِدّیا حاصل کرنے کے لئے جانا ۳۱۹۱ قبل مسیح

۶۔ شری بھگوان کرشن جی کا رشی کُل گھورا نگرا آشرم سے وِدّیا سماپت کر کے واپس آنا ۳۱۸۲ قبل مسیح

۷۔ شری بھگوان کرشن جی کا متھرا چھوڑ کر یادووں سمیت دوارکا جا بسنا ۳۱۸۰ قبل مسیح

۸۔ دروپدی کا سوئمبر اور ارجن کا دروپدی سے بیاہ کرنا ۳۱۷۸ قبل مسیح

۹۔ دھرت راشٹر کا آدھا راج بانٹ کر پانڈوؤں کو دینا اور پانڈوؤں کا اندرپرست شہر کی بُنیاد رکھنا ۳۱۷۶ قبل مسیح

۱۰۔ ارجُن کا ۱۲ برس کا بن باس ۳۱۶۹ قبل مسیح

۱۱۔ ارجُن کا دوارکا میں جاکر شری بھگوان کرشن جی کے مشورے سے اور یدھشٹر کی اجازت سے سوبھدرا کو لے آنا ۳۱۵۹ قبل مسیح

۱۲۔ ارجُن کا شری بھگوان کرشن جی کی ہمشیرہ سوبھدرا سے بیاہ کرنا ۳۱۵۷ قبل مسیح

۱۳۔ ویرابھیمنیو کی ولادت ۳۱۵۶ قبل مسیح

۱۴- جراسندھ پر بھیم کی چڑھائی اور جراسندھ کی موت۔
۳۱۵۵ قبل مسیح۔

۱۵- یدھشٹر کا راجسو یگیہ کرنا اور ششپال چھیدی کی موت
۳۱۵۴ قبل مسیح۔

۱۶- پانڈوؤں کا جوئے میں راج اور دروپدی دونوں کو ہارنا۔
۳۱۵۳ قبل مسیح۔

۱۷- پانڈوؤں کو (۱۳) تیرہ برس کا بن باس اور دریودھن کا راج سنبھالنا۔ ۳۱۵۳ قبل مسیح۔

۱۸- ویرا ابھیمینو کا راجہ وراٹ کی لڑکی اُترا سے بیاہ۔
۳۱۴۰ قبل مسیح۔

۱۹- کارتک شکل پکش دوادشی کو شری بھگوان کرشن جی کا دریودھن کے دربار میں یدھشٹر کا دُوت بن کر جانا اور صُلح کا مشورہ دینا۔ ۳۱۴۰ قبل مسیح۔

۲۰- مگھر کرشن پکش پنچمی کو دریودھن کا پانڈوؤں کے خلاف اعلانِ جنگ ۳۱۴۰ قبل مسیح۔

۲۱- مگھر کرشن پکش اکادشی کے دن کورو کشیتر کے میدان میں جیوتی سر تالاب کے کنارے شری بھگوان کرشن جی کا ارجن

کو شری گیتا کا لاثانی اُپدیش دینا ۳۱۴۰ قبل مسیح ۔
۲۲۔ مگھر اماوس کو کورو کشیتر کی لڑائی شروع ۳۱۴۰ قبل مسیح
۲۳۔ مگھر شکل نومی کو بھیشم پتامہ کا زخمی ہونا ۳۱۴۰ قبل مسیح
۲۴۔ مگھر شکل پکش چودش کو درون اچاریہ کا مارا جانا ۳۱۴۰ قبل مسیح ۔

۲۵۔ پوہ کرشن پکش دُوج کو راجہ شل شنکھ اور دریودھن کا مارا جانا ۳۱۴۰ قبل مسیح ۔

۲۶۔ پوہ کرشن پکش چترتھی کو لڑائی میں مرے ہوئے لوگوں کا شرادھ کرم کیا جانا ۳۱۴۰ قبل مسیح ۔

۲۷۔ پوہ کرشن چھٹ کو مہاراجہ یدھشٹر کی تاج پوشی ۳۱۳۹ قبل مسیح ۔

۲۸۔ پوہ کرشن اشٹمی کو بھیشم پتامہ کا پانڈووں کے لئے اُپدیش ۳۱۳۹ قبل مسیح ۔

۲۹۔ ماگھ شکل اشٹمی کو بھیشم پتامہ کا اپنی دیہہ کو تیاگ دینا ۳۱۳۹ قبل مسیح ۔

۳۰۔ شری بھگوان کرشن جی کا انتردھیان ہونا ۳۱۰۲ قبل مسیح
۳۱۔ پانڈووں کو پریکشت کو راج دے کر خود بنوں کی راہ

لینا ۳۱۰۲ قبل مسیح۔

۳۲۔ کلجگ شروع ہونا ۱۸ فروری ۳۱۰۲ قبل مسیح

۳۳۔ پانڈوؤں کا اپنی دیہہ کو تیاگ دینا ۳۰۷۶ قبل مسیح

(نوٹ) انگریزی جیوتشیوں نے کلجگ کا آغاز مورخہ ۱۸ فروری ۳۱۰۲ قبل مسیح کو مانا ہے اور ہمارے دھارمک گرنتھوں سے اس کا آغاز ۷ بھادوں ۳۱۰۱ قبل مسیح ودی ترودشی اتوار آدھی رات کو بدھ ہوتا ہے۔

چند اصطلاحات

(جو گیتا جی کے مطالب سمجھنے میں مدد دیتی ہیں)

۱۔ شری کرشن اوتار سن | جیوتش گرنتھوں سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۸۰ء مطابق سمت ۲۰۳۷ بکرم میں شری کرشن اوتار سن ۵۲۱۶ ہے

۲۔ بھگوان کرشن جی کی سولہ کلائیں | شری بھگوان کرشن جی سولہ کلا سمپورن اوتار ہوئے وہ سولہ کلائیں یہ ہیں ۱۔ درشٹی کلا ۲۔ ادرشٹی کلا ۳۔ سپرشنی کلا ۴۔ آکرشنی کلا ۵۔ بہور وپنی کلا ۶۔ رمنی کلا ۷۔ کرنی کلا ۸۔ گمنی کلا ۹۔ اُتپادنی کلا ۱۰۔ بلنی کلا ۱۱۔ یاچنی کلا ۱۲۔ شروانی کلا ۱۳۔ جل ترنگنی کلا ۱۴۔ انومانی کلا ۱۵۔ ست سنکلپنی کلا ۱۶۔ سونتری کلا۔

۳۔ دُنیا کا آغاز | جیوتش گرنتھوں سے پتہ چلتا ہے کہ آج ۱۹۸۰ء مطابق سمت ۲۰۳۷ بکرم تک

(۱۹۵۵۸۸۵۰۸۱) ایک ارب پچانوے کروڑ اٹھاون لاکھ پچاسی ہزار اکاسی سال موجودہ دُنیا کو پیدا ہوئے ہو گئے۔

۴۔ کلیجگ کا آغاز بھوشیہ پوران، شری مد بھاگوت پوران۔ کلکی پوران، مہابھارت اور سوریہ سدھانت کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آج ۱۹۸۰ء سے ۵۰۸۱ سال پہلے یعنی ۳۱۰۱ قبل مسیح مورخہ ۷ بھادوں بدی ترودیشی اتوار آدھی رات اشلیکھا نچھتر دیتی پات یوگ میں کلی یُگ کا آغاز ہوا اس وقت مہاراجہ پریچھت کا عہدِ حکومت تھا۔

۵۔ کلپ دُنیا کے ایک دَور کو کلپ یا برمہہ دن یا برہما کا دن کہتے ہیں اس کی میعاد چار ارب بتیس کروڑ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) سال ہے۔

۶۔ چودہ منو چودہ منوؤں کے نام یہ ہیں ۱۔ ہیوٗمبھو۔ ۲۔ سیوارو چیس ۳۔ اُوتم۔ ۴۔ تامس۔ ۵۔ ایوت ۶۔ چاکشوش۔ ۷۔ وَیے وَس وَت۔ آج کل یہی منو چل رہا ہے ۸۔ پرتھم ساوان۔ ۹۔ دوتیہ ساوانت۔ ۱۰۔ ترتیہ ساوان۔ ۱۱۔ چنتر تھ ساوان۔ ۱۲۔ پنچم ساوان۔ ۱۳۔ ردجیہ۔ ۱۴۔ بھوٗ۔

۷۔ سات مہرشی جو دُنیا کے آغاز میں ہوئے اتری۔ پُلیشت

پُلہہ۔ کرت ۔ بھرگو۔ بشِشٹ ۔ مارِیچ۔

۸۔ سپت مہرشیوں سے پہلے کے چار رشی | سنک ۔ سنندن سناتن سنت کمار

۹۔ ایک تاریخی یادداشت | مہابھارت اشومیدھ پرب ادھیائے ۱۳ میں لکھا ہے کہ جب

راجہ پریچھت ایک مہینے کے ہوئے تو راجہ یدھشٹر نے ویاس جی اور کرشن جی کے مشورہ سے اشومیدھ یگیہ کی تیاری شروع کی۔ اس یگیہ کے لئے شام کرن گھوڑے کی تلاش شروع ہوئی۔ ویاس جی نے بتایا کہ شام کرن گھوڑا ملک عراق کے فرماں روا جونیاس کے اصطبل میں موجود ہے۔ بھیم سین فوج لے کر عراق پہنچا اور شام کرن گھوڑے کو لے آیا۔

۱۰۔ اُترائن | ۱۴ پوہ سے ۱۲ ہاڑ تک کی مدت کو اُترائن کہتے ہیں۔

۱۱۔ دکھشنائن | ۱۳ ہاڑ سے ۱۲ پوہ تک دکھشنائن ہے۔

۱۲۔ پرکرتی یعنی مادہ کی قسمیں | پرکرتی کی دو قسمیں ہیں اپرا پرکرتی اور پرا پرکرتی

یعنی جڑ اور چیتن۔

جڑ پرکرتی یہ ہے۔ زمین ۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ آسمان

من ۔ عقل ۔ غرور ۔ چیتن پرکرتی ۔

۱۳۔ جسم کے اکتیس تتو | پانچ مہا بھوت ۔ دس اندریاں پانچ کرم اندریاں ۔ پانچ گیان اندریاں ۔ پانچ گیان اندریوں کے پانچ وشئے، اور ایک من یہ اکتیس تتو جسم میں ہیں ۔

۱۴۔ پانچ مہا بھوت | آکاش ۔ وایو ۔ اگنی ۔ جل ۔ پرتھوی

۱۵۔ دس اندریاں | آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ زبان ۔ توچا ۔ لنگ ۔ گدا ۔

۱۶۔ پانچ کرم اندریاں | بان ۔ ہاتھ ۔ پاؤں ۔ گدا ۔ لنگ

۱۷۔ پانچ گیان اندریاں | آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ زبان ۔ ہاتھ ۔

۱۸۔ پانچ گیان اندریوں کے پانچ وشئے | دیکھنا، سننا ۔ سونگھنا ۔ چکھنا چھونا ۔

۱۹۔ چار پرکار کے بھوجن | ۱۔ بھکشیہ (چبا کر کھانے والے) ۲۔ بھوجیہ (پینے والے) ۳۔ لیہہ (چاٹنے والے) ۴۔ چوسیہ (چوسنے والے)

۲۰۔ ہر پرکار کے کرم کی سِدّھی کے پانچ کارن | ۱۔ آدھار،

جس کے آسرے کرم کئے جائیں یعنی جسم۔ ۲۔ کرنا (فاعل) جیو۔
۳۔ نیارے نیارے کارن یعنی من اور اندریاں۔ ۴۔ جُداگانہ کوششیں
یعنی (پران۔ اپان۔ سمان۔ اُدان۔ دیان پانچ پرکار کی ہوا)
۵۔ کارن دیو (سورج۔ چندر آدی دیوگن جن کی مدد سے اندریاں
کام کرتی ہیں)

۲۱۔ مُنی | بھگوان کے سروپ کا منن کرنے والا۔

۲۲۔ رِشی | بھگوان کے سروپ کا منن کرتا ہوا اگرہست سے بھی
تعلق رکھے۔

۲۳۔ یوگی | نیش کام کرنے والا۔

۲۴۔ من کو وش میں کرنے کا اصول

شریمد بھگوت گیتا کے ادھیائے نمبر ۶
اشلوک نمبر ۳۵ میں بھگوان فرماتے ہیں کہ ابھیاس کرنے اور
ویراگ (تیاگ) سے من وش کیا جا سکتا ہے۔

۲۵۔ شانتی کی پراپتی

شریمد بھگوت گیتا کے ادھیائے نمبر ۱۲
اشلوک نمبر ۱۲ میں بھگوان کا ارشاد
ہے کہ ابھیاس سے گیان سریشٹ ہے۔ گیان سے میرے سروپ کا
دھیان سریشٹ ہے اور دھیان سے بھی سب کرموں کے پھل کا

میرے لئے تیاگ کر دینا سریشٹھ ہے۔ اس پرکار کرم کے پھل کے تیاگ سے تت کال (فوراً) شانتی پراپت ہو جاتی ہے۔

۲۶۔ بھگتوں کی قسمیں

ادھیائے نمبر ۷ اشلوک نمبر ۱۶ میں بھگوان فرماتے ہیں کہ چار پرکار کے پُن آتما لوگ مجھے بھجتے ہیں ۱۔ ارتھارتھی (دھن اور واسناؤں کی اِچھا کرنیوالے ۲۔ آرت (روگوں سے دُکھی) ۳۔ جگیاسُو (ایشوریہ گیان حاصل کرنے کی خواہش کرنے والے) ۴۔ گیانی (نشکام بھاو سے میرا دھیان کرنے والے) ان چاروں میں سے نِیتہ پریم سے میرے دھیان میں لگا ہوا گیانی بھگت اتی اُتّم ہے۔

۲۷۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ "لڑائی کے نازک ترین موقع پر اتنی لمبی چوڑی باتوں کا محل نہیں ہوتا جتنی گیتا میں موجود ہیں" ایسے احباب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب شری گیتا وجود میں آئی اُس وقت لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ فریقین ایک دوسرے کی فوج کا جائزہ لے رہے تھے۔ گیتا جی کے سات سو اشلوک ہیں ان کا پاٹھ کرنے میں دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں ظاہر ہے زبانی بات چیت میں اس سے بھی کم وقت لگے گا۔ ایسی صورت میں یہ غلط فہمی محض خیالی

ہے۔نیز گیتا اکادشی کے دن سُنائی گئی اور لڑائی اماوس کو شروع ہوئی۔

۲۸۔سوم رس | عدم واقفیت کے سبب عوام "سوم رس" کے معنی شراب پیتے ہیں حالاں کہ تلسی۔ برہمی بُوٹی کی طرح "سوم رس" بھی ایک جنگلی تلسی کا نام ہے جس کی سردائی بنا کر رشی مُنی پیتے تھے رشیوں نے اس کو گنگا جل کی طرح مقدس مانا ہے۔چنانچہ خود شری بھگوان نے گیتا جی کے ادھیائے نمبر۹ اشلوک نمبر۲۰ میں اس بُوٹی کے تقدس اور پاکیزگی کی طرف اشارہ کیا ہے

۲۹۔گیارہ رُدّر | پشُوپتی۔ بھیرو۔ رُدر۔ وشو۔ وشیش۔ اگھور۔ رُوپ۔ ترمبک۔ کپرد۔ شُول۔ ایشان۔

۳۰۔بارہ آدیتہ | سوریہ۔ ورُن۔ ویدانگ۔ روی۔ بھانو۔ گبھستی۔ وِشنو۔ دِواکر۔ مِتر۔ یم۔ رَیتی۔ اَدیتہ۔

۳۱۔ایک اکھشونی | ایک اکھشونی فوج میں (۲۱۸۷۰) اکیس ہزار آٹھ سو ستر رتھی (۲۱۸۷۰) اکیس ہزار آٹھ سو ستر ہاتھی سوار (۱۰۹۳۵۰) ایک لاکھ نو ہزار

تین سو پچاس پیدل اور (٦٠٠٠٠) ساٹھ ہزار گھوڑ سوار ہوتے ہیں

٣٢۔ گیتا کے اٹھارہ نام

گیتا۔ گنگا۔ گایتری۔ سیتا۔ ستّیہ۔ سرسوتی۔ برہم ودّیا۔ برہم ولی۔ تری سندھیا۔ مکت گیہنی۔ اردھ ماترا۔ چدانندا۔ بھوا گنی۔ بھونا شنی۔ وید تریئی۔ پرانتوا۔ تتوارتھ۔ گیان منجری۔

٣٣۔ اُوپر کے سات لوک

بھَولوک۔ بھَوَہ لوک۔ سَنوہ لوک۔ مہہ لوک۔ جَن لوک۔ تپ لوک۔ ستیہ لوک۔

٣٤۔ نیچے کے سات لوک

اَتل۔ وِتل۔ سُوتل۔ مہاتل۔ تلاتل۔ رساتل۔ پاتال۔

٣٥۔ سپت دیپ

دیپ کو بھولوک بھی کہتے ہیں یہ تعداد میں سات ہیں ١۔ جمبُودیپ۔ ٢۔ پلکش دیپ۔ ٣۔ شالم دیپ۔ ٤۔ کُش دیپ۔ ٥۔ کروَنچہ دیپ۔ ٦۔ شاک دیپ۔ ٧۔ پُشکر دیپ۔

٣٦۔ نوکھنڈ

١۔ اُوتکل کھنڈ۔ ٢۔ بھدّراسو کھنڈ۔ ٣۔ ہرن کھنڈ۔ ٤۔ کیتومال کھنڈ۔ ٥۔ ایلاوت کھنڈ۔ ٦۔ نابھی کھنڈ۔ ٧۔ کم پورش کھنڈ۔ ٨۔ بھارت کھنڈ۔ ٩۔ نرہری کھنڈ۔

ایشور کا کلام ہے گیتا
معرفت کا پیام ہے گیتا

فلسفے کا نظام ہے گیتا
زُہد کا احترام ہے گیتا

کرم کا اہتمام ہے گیتا
یوگ کا انصرام ہے گیتا

زندگانی ہی زندگانی ہے
موت کا اِختتام ہے گیتا

سیکڑوں کو نجات دی اس نے
سربسر فیضِ عام ہے گیتا

خود حقیقت بھی مست ہے اس سے
مئے وحدت کا جام ہے گیتا

نام لینے سے پاپ کٹتے ہیں
کس قدر پاک نام ہے گیتا

اِس نے رازِ بقا کیا ظاہر
اِک حیاتِ دوام ہے گیتا

کھول رکھا ہے گنجِ روحانی
خیر خواہِ انام ہے گیتا

اس کا ہر لفظ محکمِ ربی ہے
کتنی عالی مقام ہے گیتا

سب کے دل میں ہے احترام اِس کا　　مرجعِ خاص و عام ہے گیتا
طالبِ حق کی رہنما ہے یہ　　سالکِ تیز گام ہے گیتا
ہادیِ رہ گزارِ عرفاں ہے　　بندگی کا امام ہے گیتا
آفرینش کی ابتدا کہئے　　دہر کا اختتام ہے گیتا
آشنا ہے رُموزِ باطن سے　　رُوح سے ہم کلام ہے گیتا

شانِ رفعت بیان کیا ہو رتنؔ
منزلِ حق کا بام ہے گیتا

۰د۰

اوم شری کرشن آئینمہ

سِرِّ مغفرت

شریمد بھگوت گیتا کا منظوم اردو ترجمہ

پہلا ادھیائے

دھرت راشٹر

نام لوں پہلے شری بھگوان کا
پھر کروں آغاز گیتا گیان کا

گرکشیتر کی مقدس خاک پر ۱ اور تھا نیسر کی ارضِ پاک پر
جمع ہوئی کورو پانڈو کی سپاہ جس کو کہئے ایک بحرِ بے پناہ
دھرتراشٹر اُس وقت یوں گویا ہوا انکشافِ حال کا جویا ہوا
کہہ سُنا اے سنجے سارا ماجرا طالبانِ جنگ نے کیا کیا کیا

سنجے

سنجے بولا اے شہہ عالی گہر ۲ دریودھن وہ آپ کا لختِ جگر

سامنے پانڈو کا لشکر دیکھ کر　　یہ قضا پرور سمندر دیکھ کر
درون جی کے آستانے پر گیا　　ہاتھ باندھے اس طرح کہنے لگا
آپ ہیں سر آمدِ جنگ آوراں　　مایۂ صد نازشِ ہندوستاں

دریودھن

۳ پانڈوی فوجوں کی ہیبت دیکھئے　　موت زا موجوں کی دہشت دیکھئے
دِرشٹ دیمن فوج کا سالار ہے　　جو شجاعت کا علم بردار ہے
آپ کا شاگردِ خدمت گار ہے　　آپ ہی سے برسرِ پیکار ہے
۴ ایک جانب کوہ پیکر پیل تن　　بھیم ایسا پہلوانِ گُرز زن
مُنکل وسہدیو و وراٹ صف شکن　　شیر نر راجہ درو پد تیغ زن
دھرشٹ کیتو۔ چیکتاں سے نوجواں　　شیو۔ کُنتی بھوج سے شیر ژیاں
۵ یودھامنیو اور اتموجا دلیر　　کاشی راج ابھیمنیو شیروں کے شیر
۶ دروپدی کے پانچوں پسرانِ جری　　سب کے سب رکھتے ہیں شانِ صفدری
۷ آپکی ہے ذات مرتاضِ عظیم　　وقتِ میداں آپ ہیں مرگِ غنیم
پانڈوی فوجوں کا نقشا دیکھ کر　　میرے لشکر پر بھی اب اُٹھے نظر
اپنی جانب کے بھی سنئے نامدار　　جو تہہ دل سے ہیں میرے جاں نثار
۸ آپ ہیں خود ماہرِ جنگ و جدل　　بے نظیر و بے مثال و بے بدل
بھیشم یکتا کا شہرہ عام ہے　　موت جس سے لرزہ براندام ہے

کر رہا چارج ضیغمِ میدانِ جنگ
کرن سے ہے قافیہ دشمن کا تنگ

اشو ستھاما لسا و بکرن سے جنگ جو
بھوری شروا سا شجاعِ تند خو

۹ ساتھ انکے اور بھی جاں باز ہیں
دل سے میرے ہمنوا ہم راز ہیں

آئے ہیں اُلفت کا رشتہ توڑ کر
دُنیوی لذات سے مُنہ موڑ کر

سج رہے ہیں جنگ کے آلات سے
ہر طرح بے خوف ہیں آفات سے

سر بکف استادہ ہیں میدان میں
موت کو لاتے نہیں ہیں دھیان میں

۱۰ ہے اگرچہ فوج اپنی بے شمار
ہے محافظ بھیشم عالی وقار

اُسطرف لیکن محافظ بھیم ہے
جسکی طاقت خود مجھے تسلیم ہے

فوجِ دشمن کم تو ہے پُر جوش ہے
ہر سپاہی جس کا نصرت کوش ہے

۱۱ ہوشیار اے شیر مردو ہوشیار
ہر بہانے پر رہو مصروفِ کار

ڈٹ کے بھیشم کی حفاظت سب کرو
گوہرِ مقصود سے دامن بھرو

۱۲ جب سُنی بھیشم نے دریودھن کی بات
اس طرح گرجا ہلادی کائنات

وہ کڑک اُٹھی پتامی شنکھ کی
چھپ گئی بادل میں ڈر کر رعد بھی

سن کے دریودھن بھی شاداں ہو گیا
اب ظفر مندی کا ساماں ہو گیا

۱۳ سازہائے جنگ سب اک آن میں
یک بہ یک بجنے لگے میدان میں

ڈھول نقارے دمامے چنگ و دف
شنکھ گؤمکھ کا تھا غل ہر طرف

شور تھا سازوں کا وہ محشر نشاں
کانپ اُٹھے سن کے ساتوں آسماں

ایک رتھ پر کرشن جی تھے جلوہ بار ۱۴ ساتھ اُنکے ارجنِ ناوک گزار
شان و شوکت رتھ کی ہو کیونکر بیاں دیوتا بھی سر جھکاتے ہیں جہاں
جُت رہے تھے اُس میں اسپانِ سفید یہ بھی تھا قدرت کا اک پوشیدہ بھید
دونوں نے ناقوس پھونکے زور سے بھر گئیں ساری فضائیں شور سے
پنچ جنّ بھگوان کا ناقوس تھا ۱۵ دیودت تھا ارجنِ منصور کا
بھیم کا تھا شنکھ پونڈر نام کا جسکے بجنے سے جہاں لرزا اُٹھا
پھر یدھشٹر نے بجایا انت وجے ۱۶ نکل نے سوگھوش پھونکا زور سے
اب منی پشپک بجا سہدیو کا ہر طرف اک فتنۂ محشر اُٹھا
شاہ کاشی دِرِشٹ دیمن ساتکی ۱۷ جو نہ ہارا جنگ میں اب تک کبھی
ہیں شکھنڈی و وراٹ جنگ جو ۱۸ بج رہا ہے جن کا ڈنکا چار سُو
ویر ابھمنیو۔ دروپد شیر نر دروپدی کے پانچ جنگ آور پسر
شنکھ ہر اک کا بجا با صد خروش ۱۹ موج افزا ہو گیا دریائے جوش
پانڈوؤں کا رُعب ایسا چھا گیا کوروؤں کے دل کا دِل گھبرا گیا
جنگ اب اک آن میں چھڑنے کو تھی ۲۰ تیغ گویا تیغ سے بھڑنے کو تھی

ارجن

کرشن سے اسوقت ارجن نے کہا ۲۱ اے پربھو اے خالقِ ارض و سما
اپنے خادم پر کرم فرمایئے رتھ مرا میدان میں لے جایئے

کوروی فوجوں کا نقشا دیکھ لوں ۲۲ کون سے آئے ہیں یودھا دیکھ لوں
جنگ میں کس کس سے لڑنا ہے مجھے واسطہ کس کس سے پڑنا ہے مجھے
دُشٹ دریودھن کے ساتھی کون ہیں ۲۳ وقتِ نازک اُس کے حامی کون ہیں
کن کے بل پر ناز دریودھن کو ہے اور اتنا حوصلہ دُشمن کو ہے

سنجے

سُن کے ارجن سے وہیں اک آن میں ۲۴ کرشن جی رتھ لے گئے میدان میں
کرشن جی ارجن سے یوں گویا ہوئے ۲۵ اُس کے دل کی بات کے جویا ہوئے
دیکھ ارجن کوروؤں کی فوج دیکھ بھیشم و درونا کی شانِ اوج دیکھ
دُشمنوں کو لایا ارجن دھیان میں ۲۶ آئی تبدیلی دلی ارمان میں
دیکھ کر لشکر کو ششدر رہ گیا اُلفتِ فانی کی رَو میں بہہ گیا
اُف یہ سب میرے تعلق دار ہیں جو لڑائی کے لیئے تیار ہیں
محترم دادا۔ گورو۔ یارانِ غار بھانجے بھائی بھتیجے۔ رازدار
بیٹے۔ پوتے، خُسر، ماموں، آشنا اور ساتھی جن سے میں کھیلا کیا
یہ خیال آتے ہی حیرت چھا گئی ۲۷ بے دلی اُس کا بدن لرزا گئی
دل میں جذبہ رحم کا پیدا ہوا رنج میں ڈوبا ہوا کہنے لگا
اے پربھو جو سامنے ہیں جنگ جُو ۲۸ سب ہیں میرے رشتہ دارِ نیک خُو
دیکھ کر ان کو تو گھبراتا ہے دِل ہو گئے اعضا مرے سب مضمحل

کیا کہوں میں سوکھی جاتی ہے زباں ۲۹ ہو گیا ہے جسم میں رعشہ عیاں
ہو گئے ہیں رونگٹے میرے کھڑے اب ہیں اپنی جان کے لالے پڑے
اب کھڑا رہنے کی بھی طاقت نہیں ۳۰ کیا اُٹھے گا نڈیو جب طاقت نہیں
آہ اپنے رشتہ داروں سے لڑوں ۳۱ کس طرح اس پاپ کا بھرنا بھروں
میرے دل میں خواہشِ نصرت نہیں ۳۲ کرشن جی اس کام میں راحت نہیں
اب نہیں مجھ کو حکومت سے غرض سلطنت کے عیش و عشرت سے غرض
ہے عبث یہ احتشام زندگی موت سے بدتر ہے نام زندگی
مار کر اپنوں کو جینا قہر ہے معصیت کا جام پینا قہر ہے
راج کی ہے آرزو جن کے لئے ۳۳ وہ ہتھیلی پر ہیں اپنا سر دھرے
آئے ہیں جینے کی خواہش چھوڑ کر زندگی کے عیش سے مُنہ موڑ کر
یہ گورو، تاؤ، چچے، پوتے، خسر ۳۴ ماموں، دادا، سالے، سالوں کے پدر
مار بھی ڈالیں مجھے پروا نہیں ۳۵ ایسے مرنے کا اَلم اصلاً نہیں
یہ حکومت کیا ہے میرے واسطے تینوں عالم کی حکومت بھی ملے
پھر بھی ان پر میں اٹھاؤں گا نہ ہات بن سکے گی مجھ سے یہ ہرگز نہ بات
مار کر ان کو ملے گی کیا خوشی ۳۶ بلکہ لگ جائیگا اُلٹا پاپ ہی
اسطرح کی زندگانی ہے عبث ۳۷ یہ ظفر یہ کامرانی ہے عبث
اے رشی کیس انکو ماروں کس لئے یہ تو بھائی بند ہیں اپنے سگے

گو انہیں حرص و ہوا سے کام ہے	۳۸	ظلم سے۔ جور و جفا سے کام ہے
جانتے ہیں سب انہیں عصیاں شعار		ناخلف، نااہل، ناداں، نابکار
جنگ سے سب خانداں مٹ جائے گا		دہر سے نام و نشاں مٹ جائیگا
ان کو تو پاپوں نے اندھا کر دیا	۳۹	بغض و کینہ دل میں یکسر بھر دیا
کر رہے ہیں یہ صریحاً دشمنی		پھر بھی اے بھگوان نہ مارونگا کبھی
خانداں اپنا بچانا چاہیئے		ان کی باتوں میں نہ آنا چاہیئے
جو بشر ہے صاحب علم و یقیں	۴۰	اس سے تو یہ بات ہو سکتی نہیں
جس کو دنیا میں مسرت چاہیئے		اپنے کنبے کی حفاظت چاہیئے
خانداں مٹنے سے مٹتا ہے دھرم		پاپ بڑھ جانے کا ہوتا ہے الم
پاپ بڑھ جائے تو کل کی عورتیں	۴۱	بے حیا ہوتی ہیں سب سنسار میں
محو ہو جاتا ہے عزت کا خیال		مٹ کے رہ جاتا ہے عصمت کا خیال
عورتوں کے دل میں آئی جب بدی		ناخلف ہوتی ہے پھر اولاد بھی
ناخلف اولاد سے سب خانداں	۴۲	نرک میں پڑتا ہے جا کر بے گماں
ناخلف سے پنڈ لگ سکتے نہیں		رہتے ہیں اسلاف دوزخ کے مکیں
آتش دوزخ جلاتی ہے انہیں		بھوک پیاس اکثر ستاتی ہے انہیں
ورن شنکر کا کھلا آخر بھرم	۴۳	مٹ گئے سب کل دھرم جاتی دھرم
خانداں برباد ہو جاتا ہے یوں		مورد بے داد ہو جاتا ہے یوں

کُل دھرم مٹنے سے کنبہ مٹ گیا ۴۴ کنبے کے افراد کو دوزخ ملا
خانداں کی نیک رسمیں مٹ گئیں قابلِ تعظیم قدریں مٹ گئیں
مٹ گئیں جب خانداں کی سب رسوم چھا گیا آلام کا ہر سُو ہجوم
آہ ہم سب باخرد ہُشیار ہیں ۴۵ پھر بھی لڑنے کے لئے تیار ہیں
اے پربھو! یہ دھرت راشٹر کے پسر ۴۶ مار بھی دیں مجھ نہتے کو اگر
اس میں اپنی بہتری سمجھوں گا میں اک طرح کی سروری سمجھوں گا میں

سنجے

بے دِلی کا حال ارجن کہہ چکا ۴۷ ہاتھ سے ہتھیار پھینکے برملا
رنج میں ڈوبا ہوا رونے لگا جانِ محزوں بے طرح کھونے لگا

ارجن وِشاد یوگ (ارجن کی بے دِلی) نام کا

پہلا ادھیائے سماپت ہوا

دُوسرا ادھیائے

سنجے

سنجے بولا اے شہِ والا حشم ۱ دیکھ کر ارجن کو یوں پامالِ غم
کرشن جی یہ مُنہ سے فرمانے لگے پریم سے ارجُن کو سمجھانے لگے

شری بھگوان کرشن جی

اُف یہ کمزوری تِری میدان میں ۲ جان تک باقی نہیں ہے جان میں
چھوڑ دے اپنوں کی اُلفت کا خیال ترک کر دے یہ محبّت کا خیال
یہ تِری طرزِ عمل زیبا نہیں اس میں ارجن بہتری اصلاً نہیں
ہو گی یوں دُنیا میں رُسوائی تری ہو نہیں سکتی بڑائی تری
نرک میں لیجائے گی یہ بُزدلی مِٹ کے رہجائیگی شانِ سروری
مردِ میداں بن سنبھل ہشیار ہو ۳ اُٹھ لڑائی کے لئے تیار ہو
جنگ سے کیوں اسقدر گھبرا گیا تیری جرأت کو پسینہ آگیا

ارجن

جب سُنا ارشاد یہ بھگوان کا ۴ ارجنِ غم آشنا کہنے لگا

اے مدھوسودن خدائے دو جہاں — جنگ کی مجھ میں نہیں تاب بے تواں
دادا بھیشم ہیں درون استاد ہیں — انکے الطاف و کرم سب یاد ہیں
اک طرف تو انکی میں پوجا کروں — اک طرف تیر و تبر اونچا کروں
یہ تو دونوں ہیں ریاضت کے دھنی — کسطرح ان پر کروں ناوک زنی

۵ ان بزرگوں کو نہ ماروں گا کبھی — اس حکومت سے ہے بہتر مفلسی
ہاتھ کیوں رنگوں میں انکے خون سے — یہ تو میری بہتری کرتے رہے
مارنا ان کو سراسر ہے گناہ — یہ ستم، یہ قہر، یہ ظلم آہ آہ

۶ فتحیابی راز پنہاں ہے ابھی — یہ خوشی خواب پریشاں ہے ابھی
مار کر اپنوں کو جینا ہے فضول — اس سے ہوتا ہے جہنم کا حصول
ایسے جینے سے مجھے رغبت نہیں — جنگ کرنے کی کوئی صورت نہیں

۷ آپ کا شاگرد ہے یہ کمتریں — پھر بھی کیوں ہے اسقدر اندوہ گیں
فرطِ غم سے عقل بھی سٹھیا گئی — زندگی کی زندگی گھبرا گئی
مٹ گیا سود و زیاں کا امتیاز — آپ ہی کی ذات ہے اب کارساز
اپنے خادم پر کرم فرمائیے — جو مناسب ہو مجھے سمجھائیے

۸ ایسے عالم میں پریشاں حال ہوں — رنج و غم سے بے طرح پامال ہوں
دور ہے نظروں سے راہِ مستقیم — دیکھتا ہوں سامنے فوجِ غنیم
آپ ہی کچھ رہ نمائی کیجئے — فرطِ غم میں غم ربائی کیجئے

اب تو میں اندر بھی بن جاؤں اگر — ہو نہیں سکتا کبھی غم سے مفر

سنجے

دھرت راشٹر سے یہ سنجے نے کہا — ۹ اضطراب ارجن کا حد سے بڑھ گیا
کہہ اٹھا وہ غم زدہ اندوہگیں — اپنے پربھو میں جنگ کرنے کا نہیں
کہہ کے یہ حالِ زبوں چپ ہو گیا — ۱۰ ہو کے بے دل، بے سکوں چپ ہو گیا
دیکھ کر یہ درمیاں افواج کے — زندگی و موت کی امواج کے
کرشن جی یوں ہنس کے فرمانے لگے — غمزدہ ارجن کو سمجھانے لگے

شری بھگوان کرشن جی

ایسی باتوں کیلئے ہو تم حزیں — ۱۱ قابلِ آلام جو ہرگز نہیں
یہ غم و رنج و الم بے سود ہیں — بے حقیقت، بے یقیں، بے بود ہیں
عالمانہ گفتگو کرتے ہو تم — پھر انہی کی آرزو کرتے ہو تم
عالم ان باتوں کا غم کرتے نہیں — مرنے جینے کیلئے مرتے نہیں
اس سے پہلے کیا کبھی ہم تم نہ تھے؟ — ۱۲ کیا نہ تھے خلقت کے سب چھوٹے بڑے؟
اور سارے راجگانِ ذی وقر — کیا نہ تھے موجود اس سے پیشتر؟
کیا نہ ہوگی سب کی ہستی بعدِ موت؟ — کیا نہ دیکھو گے یہ ہستی بعدِ موت؟
ہے ازل سے یہ نظامِ کائنات — ۱۳ ہے اسی پر انصرامِ کائنات
طفلی و پیرانہ سالی و شباب — ہیں کتابِ روح کے یہ تین باب

ان منازل سے گزرتی ہے یونہیں — ہو کے رہتی ہے نئے تن میں مکیں
دیدۂ بینا سے جو ہیں بہرہ ور — جینے مرنے کا نہیں اُن پہ اثر

۱۴ رنج و راحت میں نہیں ہے امتیاز — اہلِ دل ہیں ان حدوں سے بے نیاز
یہ کرشمہ ہے فقط احساس کا — ہے یہی مخزن امید و یاس کا
دُنیوی لذّات فانی ہیں تمام — درحقیقت آنی جانی ہیں تمام
اس لئے اسے مانا گنتی کے پھیر — جینے مرنے کی فضاؤں سے نہ ڈر

۱۵ جو ہیں اربابِ نظر اہلِ یقیں — شادی و غم کی انہیں پروا نہیں
کُلفت و آرام یکساں ہیں انہیں — تاجور، خُدّام یکساں ہیں انہیں
ایسے ہی اصحاب پاتے ہیں نجات — زندگی کو جو سمجھتے ہیں ممات

۱۶ عارفوں نے یہ بتایا ہے ہمیں — عالموں نے خود سُنایا ہے ہمیں
ہوتا ہے حاصل صداقت کو دوام — جھوٹ کو ملتا نہیں ہرگز قیام

۱۷ جس نے پیدا کی ہے ارجن کائنات — غیر فانی ہے اُسی کی پاک ذات
وہ بقا ہے وہ مجسّم نُور ہے — نُور کے پردے ہی میں مستُور ہے
کوئی بھی اُس کو مٹا سکتا نہیں — وہ اجل کی زد میں آ سکتا نہیں

۱۸ رُوح لافانی ہے لامحدُود ہے — اس جگہ نامِ فنا مفقود ہے
قالبِ خاکی کو فانی جانئے — رُوح کو بس جاودانی جانئے

۱۹ جو اسے مقتول یا قاتل کہے — بے خبر ہے وہ رموزِ رُوح سے

روح قاتل ہے نہ خود مقتول ہے — اہلِ عرفاں کو یہی مقبول ہے
یہ کسی کو مارتی مرتی نہیں — ایسی تہمت اپنے پر دھرتی نہیں

۲۰ روح دائم ہے ولادت سے بری — ذات اسکی ہے ہلاکت سے بری
جسم کے مرنے پہ بھی مرتی نہیں — موت اس پر کچھ اثر کرتی نہیں
قائم و دائم ہے یکساں حال پر — حکمراں ہیں ہستیِ پامال پر

۲۱ لامحالہ روح ہے سربستہ راز — ابتدا و انتہا سے بے نیاز
جو بشر اس راز سے ہمراز ہے — آشنائے جلوہ گاہِ ناز ہے
وہ کسی کو قتل کرتا ہی نہیں — یا کسی سے آپ مرتا ہی نہیں

۲۲ جس طرح ہم اپنا بوسیدہ لباس — تن سے کرتے ہیں جدا میلا لباس
پھر نئے کپڑے پہن لیتے ہیں ہم — تن کو یوں آسودگی دیتے ہیں ہم
روح بھی قالب کو میلا دیکھ کر — جسم کو بالکل نکما دیکھ کر
جسمِ نو میں آکے ہوتی ہے مکیں — ہے فقط نقلِ مکاں یہ بالیقیں

۲۳ آگ میں بھی روح جل سکتی نہیں — اور پانی میں یہ گل سکتی نہیں
خشک کر سکتی نہیں اس کو ہوا — کچھ اثر اس پر نہیں ہتھیار کا

۲۴ جلنے یا گلنے کی حد سے دور ہے — سوکھنے کٹنے کی زد سے دور ہے
مستقل، دائم، قدیم و جاوداں — ہر جگہ موجود ہے یہ بے گماں
لاشریک و لازوال و لامکاں — بے عدیل و بے مثال و بے نشاں

لاتغیر اور لامحدود ہے ۲۵ سالکوں کی منزلِ مقصود ہے
ہر کسی کی عقل میں آتی نہیں اس کا جلوہ ہر نظر پاتی نہیں
آتما کو غیر فانی مان کر غم نہ کر اے ارجن یہ نکتہ جان کر
مانتا ہے تو اگر فانی ہے یہ ۲۶ پھر بھی کیوں تجھ کو پریشانی ہے یہ
جو جنم لیتا ہے مرتا ہے ضرور ۲۷ اس سفر کو ختم کرتا ہے ضرور
جو مرے گا پھر جنم پائے گا وہ پھر عدم آباد سے آئے گا وہ
ایسے عالم میں یہ غم بے سود ہے یہ ترا ہیجان سب بے بود ہے
بعد مرنے کے جنم سے پیشتر ۲۸ قالبِ خاکی نہیں پاتا بشر
وہ زمانہ زندگی کہیئے جسے جسم کی دولت میسر ہے اسے
ایسی صورت میں الم کا ذکر کیا بات جو شدنی ہے اسکی فکر کیا
روح کا عرفان ٹیڑھی کھیر ہے ۲۹ اس جگہ ہر عقل پر تقصیر ہے
دیکھتا ہے کوئی حیرت سے اسے کوئی سنتا ہے عقیدت سے اسے
کوئی کہتا ہے فضیلت روح کی اک معمہ ہے حقیقت روح کی
کہنے سننے میں یہ آسکتی نہیں بھید اس کا عقل پا سکتی نہیں
دیدہ ور ہی آشنائے راز ہے یا شناسائے حریم ناز ہے
ہر بدن میں روح بستی ہے ضرور ۳۰ غیر فانی اسکی ہستی ہے ضرور
پھر عبث یہ رنج و غم اچھا نہیں ساری خلقت کا الم زیبا نہیں

باغِ امکاں کا تو مستاجر نہیں — کیوں ہے دُنیا کے لئے اندوہگیں

۳۱ کہہ رہا ہے تجھ کو یہ تیرا دھرم — تو کشتری ہے اُٹھا تیغ و عَلم

جنگ ہے تیرے لئے راہِ نجات — جنگ سے پائے گا تو شانِ حیات

چھوڑ کر یہ یاس و حسرت جنگ کر — اپنے تیروں سے عدو کو تنگ کر

۳۲ جنگ کا حاصل یہ میداں ہو گیا — قدرتاً جنّت کا ساماں ہو گیا

ہاتھ سے فردوس کو جانے نہ دے — دل میں مطلق بے دلی آنے نہ دے

چھتّری کے واسطے دولت ہے یہ — زندگی کی شان ہے شوکت ہے یہ

جس کشتری کو یہ نعمت مل گئی — دو جہاں کی اُس کو دولت مل گئی

۳۳ جنگ سے مُنہ موڑنا زیبا نہیں — یُوں دھرم کو چھوڑنا زیبا نہیں

دہر میں بدنام ہو جائے گا تو — موردِ الزام ہو جائے گا تو

جو دھرم سے بے وفا ہو جائے گا — بحرِ عصیاں میں فنا ہو جائے گا

۳۴ تجھ کو بے غیرت کہے گی ہر زباں — آتشِ دوزخ کرے گی بے نشاں

موت سے بدتر ہے ایسی زندگی — دہر میں دوبھر ہے ایسی زندگی

۳۵ ہو رہی ہے ہر طرف مدحت تری — مانتے ہیں جنگ جو طاقت تری

تجھ سے دُشمن لرزہ براندام ہے — ہر جری کے لب پہ تیرا نام ہے

جانتے ہیں سب تجھے ناوک فگن — مردِ میداں، شیر افگن، صف شکن

اب اگر تو جنگ سے گھبرائے گا — سب کی نظروں سے وہیں گر جائیگا

جنگ سے بھاگا ہوا کہلائے گا — چھتری ہو کر یہ ذلت پائے گا

۳۶ طعنے دیں گے سو طرح دشمن تجھے — سب کہیں گے بزدل و پُرفن تجھے

ہر نظر دیکھے گی نفرت سے تجھے — سب پکاریں گے حقارت سے تجھے

دل دکھے گا اور تم پچھتاؤ گے — یاس کے طوفان میں بہہ جاؤ گے

یہ بُرائی موت کا پیغام ہے — جگ ہنسائی موردِ آلام ہے

۳۷ جنگ میں تو کام آئے گا اگر — جنّت الفردوس میں پائے گا گھر

اور اگر قسمت سے نصرت پائیگا — شان سے تختِ حکومت پائیگا

تجھ کو دونوں صورتیں ہیں سودمند — جنگ کو کیوں کر رہا ہے ناپسند

اُٹھ لڑائی کے لئے تیار ہو — یاس و حسرت چھوڑ کر ہشیار ہو

۳۸ رنج و راحت کو برابر مان کر — ایک سا سود و زیاں کو جان کر

ہار جانا، جیتنا یکساں سمجھ — اس کو رازِ مخفیِ عرفاں سمجھ

یہ سمجھ کر جنگ کی نیت سے اُٹھ — بے دلی کو چھوڑ کر ہمت سے اُٹھ

دامِ عصیاں سے رہائی پائے گا — اور دنیا میں بڑائی پائے گا

۳۹ روح کا عرفان تجھ سے کہہ دیا — سانکھ کا یہ گیان تجھ سے کہہ دیا

مجھ سے سن اب شرحِ جذباتِ عمل — ختم ہو جائے مکافاتِ عمل

کرم سے رہ کر الگ تو کرم کر — پھر نہ ہو گا تجھ پہ کرموں کا اثر

کرم کے بندھن سے چھوٹے گا جبھی — گیان کا سرچشمہ پھوٹے گا جبھی

۴۰ بے غرض ہوگا عمل تیرا اگر — لازماً پائے گا اس کا تو ثمر
ہو نہیں سکتا کبھی ناکام تو — ہر عمل میں رکھ پربھو کا نام تو
ہے یہی حسنِ عمل راہِ نجات — رہ نہیں سکتا یہاں خوفِ ممات
یہ حیاتِ جاوداں کا راز ہے — اس میں مضمر لامکاں کا راز ہے

۴۱ کام دیتی ہے یہاں عقلِ سلیم — یہ دکھاتی ہے صراطِ مُستقیم
وہ خرد جو بے نیازِ نفس ہے — جس کی ہستی شرحِ رازِ نفس ہے
منزلِ مقصود کی ہے رہ نما — رازِ ہست و بُود کی ہے رہ نما
ہو نمایاں جس خرد میں انتشار — دیکھئے اُس کو ہمیشہ بے قرار

۴۲ طالبانِ خُلد کی کج فہمیاں — پا نہیں سکتیں حقیقت کا نشاں
کھو گئے جو وید کی تعلیم میں — روشنی پاتے نہیں تفہیم میں
جن کو ہے اپنے ہی مطلب سے غرض — اُن کو لاحق ہے جہالت کا مرض

۴۳ راحتِ جنّت ہے جن کا مدّعا — ہر عمل اُن کا ہے عشرت آزما
اصل میں ہیں وہ پرستارِ ہوس — یا اسیرِ دامِ آزارِ ہوس
ایسے لوگوں کو سکوں حاصل نہیں — قائم اک مرکز پہ اُن کا دل نہیں
خواہشاتِ دُنیوی میں مست ہیں — اُن کی نظریں پست سے بھی پست ہیں

۴۴ شان و شوکت کے تمنّائی ہیں جو — عیش و عشرت کے تمنّائی ہیں جو
مر رہے ہیں محض جنت کے لئے — جی رہے ہیں جھوٹی لذّت کے لئے

پست ہمت پست فطرت ہیں وہ لوگ
دشمنِ تسکین و راحت ہیں وہ لوگ

بے خبر ہیں نیک و بد اعمال سے
بے تمیزی ہے عیاں افعال سے

۴۵ تین گُن جو وید میں مذکور ہیں
اہلِ اللہ اُن گُنوں سے دُور ہیں

تو بھی ان کی قید سے آزاد ہو
ہو کے محوِ ذاتِ حق دل شاد ہو

سب خیالِ رنج و راحت چھوڑ دے
ذاتِ لافانی سے رشتہ جوڑ دے

ترک کر دے خواہشِ دنیا اگر
سرمدی جلووں سے ٹکرائے نظر

۴۶ جب نگاہوں میں ہو بحرِ بیکراں
پھر کسی تالاب کی حاجت کہاں

یوں سمجھئے عارفوں کے واسطے
ذاتِ حق کے محرموں کے واسطے

وید کے اشغال کی حاجت نہیں
کرم کے بندھن سے کچھ رغبت نہیں

۴۷ غور سے سُن ارجنِ والا تبار
کرم کرنے پر ہے تیرا اختیار

کرم کے پھل کی مگر خواہش نہ کر
ہے یہی راہِ سکون اے دیدہ ور

ہو گی خواہش کرم کے پھل کی اگر
تجھ کو سمجھیں گے حقیر اہلِ نظر

چھوڑ کر پھل کی تمنا کرم کرنا چاہیئے
اس طرح راہِ ہدایت سے گزرنا چاہیئے

۴۸ تجھ کو چاہے جیت ہو یا ہار ہو
دل میں تکمیلِ عمل سے پیار ہو

شادی و غم کو برابر جان کر
اور اپنے آپ کو پہچان کر

ثمرۂ اعمال سے ہو بے نیاز
ہو کے یکسو دل کو کر دے محوِ راز

اس طرح پائے گا تسکینِ دوام
یوگ ہے ارجن اسی منزل کا نام

جس عمل میں ہو ثمر کی آرزو ۴۹ قابلِ نفرت ہے ایسی جستجو

عقل اس سے پا نہیں سکتی قرار ہو نہیں سکتا کبھی دل پختہ کار

اس لئے اے ارجنِ نیکو خصال ترک کر دے کرم کے پھل کا خیال

جس بشر کے دل میں یہ جذبہ نہیں اس بشر کو سمجھئے ادنیٰ تریں

عقلِ یکساں ہیں جسے حاصل ہوئی ۵۰ اُس کو منزل معرفت کی مل گئی

نیک و بد افعال کا پھر کیا اثر جب ہوں انوارِ حقیقت جلوہ گر

ہو اگر یکسانیت کا یہ چلن چھوٹ جائے گا ترا آواگمن

عارفوں کو ہے یہی مسلک پسند ۵۱ یوگ پر رہتے ہیں دائم کاربند

فکرِ انجامِ عمل کو چھوڑ کر کرم کرتے ہیں وہ پھل کو چھوڑ کر

ہر الم ہر رنج سے آزاد ہیں چھوٹ کر آواگمن سے شاد ہیں

محرمِ اسرارِ یزدانی ہیں وہ ہم کنارِ رازِ پنہانی ہیں وہ

یاد رکھ اے ارجنِ فرخندہ خو ۵۲ دُنیوی اُلفت سے جب نکلے گا تو

دُور ہو جائیگی سب اُلجھن تری عقل بھی ہو جائیگی روشن تری

جان لے گا یوگ کے فرمان کو یوگ سے پائے گا پھر نروان کو

چھا رہا ہے تجھ پہ ویدوں کا اثر ۵۳ چاہتا ہے اپنے کاموں کا ثمر

عقل ہے فی الحال گھبرائی ہوئی مختلف باتوں سے بھرمائی ہوئی

عقل جب اک حال پر جم جائے گی بے قراری چھوڑ کر تھم جائے گی

جب سمادھی میں ترا دل جائے گا — یوگ کا رتبہ تجھے مل جائے گا

ارجن ۵۴

سُن کے یہ ارشاد سب بھگوان کا — کہہ اُٹھا ارجن شیریں نوا
عارفِ حق جو کوئی انسان ہے — کہئے مجھ سے اُسکی کیا پہچان ہے؟
اُس کا کیا کردار کیا گفتار ہے؟ — کیا چلن ہے کیا طریقِ کار ہے؟
اے مدھوسُودن وضاحت کیجئے — اپنے خادم پر عنایت کیجئے

شری بھگوان کرشن جی ۵۵

کرشن جی نے جب سُنی ارجن کی بات — اس طرح گویا ہوئی وہ پاک ذات
ذاتِ حق سے جو بشر پیوست ہے — اور اپنی ذات ہی میں مست ہے
خواہشِ حرص و ہوا سے دُور ہے — نفس کی ہر اک بلا سے دُور ہے
قلب کو حاصل ہے تسکینِ دوام — قائم العقل اُس بشر کا ہے مقام
۵۶ ہو نہ جس پر رنج و راحت کا اثر — طیش و عیش و زشت و اُلفت کا اثر
جو نہیں ہے غم زدہ آلام سے — شادماں ہوتا نہیں آرام سے
جس کا دل خوف و خطر سے دُور ہے — آرزوؤں کے اثر سے دُور ہے
درحقیقت مردِ کامل ہے وہی — شغلِ حق جوئی کا شاغل ہے وہی
۵۷ خوب جوئی سے جسے رغبت نہیں — زشت خوئی سے جسے نفرت نہیں
جو ہے دُنیا کی محبت سے بری — اور جذباتِ عداوت سے بری

مدحت و ذم کی جسے پروا نہیں فرحت و غم کا خیال اصلاً نہیں
جس کو ہر لذّت خیالِ خام ہے قائم العقل اُس بشر کا نام ہے

۵۸ کچھوے کی مانند مردِ خود شناس ضبط کر کے کھینچ لے اپنے حواس
دُور کھینچے خود کو محسوسات سے کوئی مطلب ہو نہ ہو مطلوبات سے
بے تعلّق ہر تعلّق سے رہے قائم العقل اُس کو ہر کوئی کہے

۵۹ جس کو ضبطِ نفس کی نعمت ملی عقل قائم کی اسے دولت ملی
خواہشوں سے ہو گیا جو دُور تر جانِ عرفاں بن گیا ایسا بشر
شوقِ لذّت پھر بھی مٹ سکتا نہیں یہ لگا رہتا ہے پیچھے بالیقیں
نُورِ حق باطن میں ہو جب جلوہ گر چھُوٹتا ہے شوقِ لذت سے بشر

۶۰ اس قدر ہیں خوگرِ لذّت حواس کھینچتے ہیں عاقلوں کو اپنے پاس
پل میں کر دیتے ہیں ہنگامہ بپا زور کچھ چلتا نہیں انسان کا
عقل بھی کچھ کام کر سکتی نہیں خواہشِ لذات مر سکتی نہیں

۶۱ اس لئے ارجن یہ نکتہ جان کر ہر گھڑی ہر وقت مجھ میں دھیان کر
جو بشر ہر وقت مجھ میں مست ہے نفسِ امارہ پہ بالا دست ہے
عقل و دل پر جس کا قبضہ ہو گیا داغِ عصیاں کو وہ گویا دھو گیا
اپنے بس میں کر لئے جس نے حواس قائم العقل اُس کو کہئے بے ہراس

۶۲ دُنیوی لذات پہ ہے جو نثار خواہشِ بے جا کا ہے آئینہ دار

ہے گرفتارِ فریبِ آرزو — اور محرومِ شکیبِ آرزو
جس پہ جادوئے چاہ کا چل جائیگا — اپنے ہی غصے میں وہ جل جائیگا

٦٣
غصہ گویا دشمنِ ادراک ہے — عقل ایسے میں خس وخاشاک ہے
درحقیقت طیش اک افتاد ہے — سر بسر ظلمات کی بنیاد ہے
سلب ہوجاتا ہے اس سے حافظہ — قوتِ حکمت بھی ہوتی ہے فنا
نیک و بد میں امتیاز ہوتا نہیں — پھر کوئی بھی چارہ ساز ہوتا نہیں

٦٤
نفس کو قابو میں جس نے کرلیا — گوہرِ مقصد سے دامن بھر لیا
اس کے عقل و دل بھی روشن ہوگئے — جلوہ گر انوارِ باطن ہوگئے
الفت و نفرت سے بالاتر ہوا — صاف باطن، صافِ دل یکسر ہوا
گو حواسِ ظاہری ہوں صرفِ کار — کچھ اثر اس پر نہیں ہے زینہار

٦٥
جس کو باطن کی صفائی مل گئی — رنج سے اس کو رہائی مل گئی
دولتِ تسکینِ دل حاصل ہوئی — اس سے ہم آغوش خود منزل ہوئی
مٹ گیا جب دل سے سارا انتشار — عقل کو بھی ہوگیا حاصل قرار

٦٦
شغل سے جو آدمی بیگانہ ہے — بے خرد، بے ہوش یا دیوانہ ہے
جب توازن ہی نہیں ادراک میں — مل گئی بس زندگی بھی خاک میں
برہمی پیدا ہوئی جذبات میں — گھر گیا وہ بے طرح آفات میں
عقل کو تسکین پھر حاصل کہاں — شادمانی و نشاطِ دل کہاں

٦٧ عقل و دل میں جب نمایاں ہو فتور — مٹ کے رہ جاتا ہے انسانی شعور

جب کوئی انساں ہو پابندِ حواس — گھیر لیتی ہے اسے امید و یاس

وہ بشر جذبات میں یوں بہہ گیا — جس طرح کشتی ڈبو لیتی ہے ہوا

چھوڑ دیتا ہے وہ راہِ مستقیم — چھوڑ جاتی ہے اسے عقلِ سلیم

٦٨ اس لئے اے ارجنِ ضیغم شکار — جس کو دل پر ہو مکمل اختیار

این و آں کا جو بشر طالب نہ ہو — جس پہ کوئی آرزو غالب نہ ہو

ضبطِ دل کی جس کو دولت مل گئی — نورِ حق کی جس کو نعمت مل گئی

ہے زمانے میں وہی مردِ فہیم — بے گماں ہے مالکِ عقلِ سلیم

٦٩ رات کو سوتی ہے سب خلقِ خدا — عارفِ کامل مگر ہے جاگتا

جاگتا ہے دن میں جب سارا جہاں — محرمِ اسرار سوتا ہے وہاں

عارفوں کی کیا نرالی بات ہے — رات میں دن اور دن میں رات ہے

جاگتا ہے رات کو عارف مگر — دن کو سو جاتا ہے چادر اوڑھ کر

٧٠ سیکڑوں ملتے ہیں دریا بحر میں — پھر بھی ہے تسکیں ہویدا بحر میں

اس طرح اک مردِ کامل کے حواس — کر نہیں سکتے اسے پابندِ یاس

خواہشوں سے رہ کے وہ بالا نشیں — ذاتِ حق میں رہتا ہے دائم مکیں

یوں سکونِ مستقل پاتا ہے وہ — مر کے جاتا ہے نہ پھر آتا ہے وہ

دل سے جو کبر و خودی کو چھوڑ دے — دنیوی الفت کا رشتہ توڑ دے

جو نہ ہو مغلوب حرص و آز سے　　جو شناسا ہو حقیقی راز سے

جو رہے قہر و غضب سے بے خبر　　مست ذاتِ حق رہے شام و سحر

اُس کا حصّہ ہے سکونِ جاوداں　　وہ بشر ہے حق سے واصل بے گماں

یاد رکھ اے ارجن نیکو صفات　　۷۲　　در حقیقت ہے یہی راہِ نجات

نفس و عقل و دِل پہ جس کو ضبط ہو　　اُس کو دائم ذاتِ حق سے ربط ہو

خواہشوں کے جال سے آزاد ہو　　لذّتوں کی چال سے آزاد ہو

مر کے محوِ ذات ہو جاتا ہے وہ　　زندگیِ جاوداں پاتا ہے وہ

سانکھیہ یوگ (شغلِ عرفاں) نام کا
دوسرا ادھیائے سماپت ہُوا

تیسرا ادھیائے

ارجن

۱ سن کے ساری بات ارجن نے کہا — اے پربھو اے خالقِ ارض و سما
آپ نے عرفان کی تلقین کی — اور اُس کو دی عمل پر برتری
پھر عمل پر کیوں لگاتے ہیں مجھے — یہ دو رنگی کیوں دکھاتے ہیں مجھے
ایک ہی رستہ مجھے سمجھایئے — جو مناسب ہو وہی فرمایئے

۲ آپ کی تقریر سے حیران ہوں — کچھ سمجھ سکتا نہیں نادان ہوں
دل میں اک اُلجھن سی پیدا ہو گئی — عقل بھی اس رہ گذر میں کھو گئی
آپ نے فرمائے ہیں یہ دو طریق — وہم پیدا ہو گیا ہے اے شفیق
اک طریقِ کار سمجھائیں مجھے — مستقل اک راہ پر لائیں مجھے

شری بھگوان کرشن جی

۳ یوں ہوئی گویا وہ ذاتِ ذوالجلال — سن ذرا اے ارجن فرخندہ فال
دو طریقے ہیں جہاں میں بیگمان — جن پہ چلتے آ رہے ہیں این و آں
اک طریقہ گیان یا عرفان ہے — سربسر وہ عارفوں کی جان ہے

اک طریقہ بے غرض حسنِ عمل
جانتے ہیں جس کو یوگی بے بدل

۴ کہنے کو کر دے بشر ترکِ عمل
ہو نہیں سکتا مگر ترکِ عمل
چھوڑنا افعال کا ممکن نہیں
چھوڑنا اعمال کا ممکن نہیں
ہم کبھی یوں شاد ہو سکتے نہیں
فعل سے آزاد ہو سکتے نہیں

۵ آدمی بے کار رہ سکتا نہیں
یہ اذیت کوئی سہہ سکتا نہیں
اپنی فطرت سے بشر مجبور ہے
جس کو دیکھو کام پر مجبور ہے
فعل پر قائم ہے عالم کا نظام
فعل کے دم سے ہے دنیا کا قیام
فعل فطرت کا تقاضا جانئے
فعل کو دنیا کا ملجا جانئے

٦ جو بظاہر روک لے اپنے حواس
آرزو لیکن اُسے رکھے اُداس
دل ہی دل میں خوگرِ لذات ہو
اُس کا باطن پیکرِ لذات ہو
وہ فریبی، پُر ریا، مکار ہے
اپنے مطلب میں بڑا ہشیار ہے

۷ جو تہِ دل سے کرے بس میں حواس
خواہشیں آنے نہ پائیں اُنکے پاس
بے غرض رہ کر کرے ہر کام کو
دل کو بھی اس کی خبر اصلاً نہ ہو
بن کے فاعل فعل سے آزاد ہو
دل ہی دل میں مطمئن ہو شاد ہو
وہ بشر ہے واقفِ رازِ نہاں
کرم یوگی اُس کو کہئے بے گماں

۸ فرض میں داخل ہیں اے ارجن جو کام
تم انہیں پورا کرو ہر صبح و شام
کام کرنا ہی ہے فرضِ اوّلیں
کچھ نہ کرنے سے ہے کرنا بہتریں

کام کو سمجھو مدارِ زندگی — کام ہے جوشِ بہارِ زندگی
آدمی جو دہر میں بے کار ہے — زندگی اُس کے لیئے آزار ہے

۹ ایشور کے نام پر جو کام ہوں — یگیہ جن کاموں سے سرانجام ہوں
اور جو افعال ہیں ان کے سوا — اُن میں ہے پابندیِ حرص و ہوا
اس لیئے ارجن پربھو کے نام پر — بے غرض رہ کر جہاں کے کام کر

۱۰ جب برہما نے جہاں پیدا کیا — یگیہ پر رکھی گئی اِس کی بنا
پھر یہ فرمایا کہ اے اہلِ جہاں — یگیہ ہی ہے سب کی ہستی کا نشاں
یگیہ کو سمجھو مدارِ زندگی — یگیہ ہے وجہِ وقارِ زندگی
یگیہ کو جو آدمی اپنائے گا — بے شبہ دل کی مُرادیں پائے گا

۱۱ یگیہ سے خوش دیوتاؤں کو کرو — اُن کی پوجا کا ہمیشہ دم بھرو
دیوتا جب شادماں ہو جائینگے — تم پہ بھی لُطف و کرم فرمائیں گے
اس طرح مل جل کے سب شاداں رہو — پا کے ساری برکتیں فرحاں رہو
یہ نشاطِ جاوداں کا راز ہے — نیک بندوں کا یہی انداز ہے

۱۲ ہدیۂ شکرانہ لے کر دیوتا — یگیہ میں بیٹھے ہوئے دیں گے دعا
بے طلب سب نعمتیں مل جائینگی — دل کی کلیاں خود بخود کھل جائینگی
جو بشر پا کر ہزاروں نعمتیں — کچھ نہیں دیتا خُدا کی راہ میں
درحقیقت غاصبِ پُرفن ہے وہ — یہ چور ہے، قزاق ہے رہزن ہے وہ

بچ رہے جو نذرِ شکرانہ کے بعد ۱۳ یگیہ کی رسم قدیمانہ کے بعد
اُس کو لاتا ہے جو استعمال میں پھنس نہیں سکتا گنہ کے جال میں

جس کو اپنے پیٹ ہی کا دھیان ہے اپنی ہی خاطر سبھی ساما(ن) ہے
اُس کو سمجھو پاپ ہی کھاتا ہے وہ مر کے سیدھا نرک میں جاتا ہے وہ

غلّے پر ہے زندگی کا انحصار ۱۴ اور غلّے کا ہے بارش پر مدار
یگیہ سے ہوتا ہے بارش کا ظہور یگیہ نے افعال سے پایا سرُور

فعل سب پیدا ہوئے ہیں وید سے ۱۵ وید نکلے ایشور کے بھید سے
ایشور موجود ہے جب ہر جگہ یگیہ میں بھی ہے وہی رونق فزا

یگیہ کرنا سب سے افضل کام ہے یگیہ گویا ایک فیضِ عام ہے
جو بشر اس راہ پر چلتا نہیں ۱۶ وہ جہاں میں پھولتا پھلتا نہیں

جس کا دل اٹکا ہے محسوسات میں وہ عبث جیتا ہے کائنات میں
محوِ روحِ پاک ہے جو آدمی ۱۷ عشقِ صادق کی ہے جس کو تشنگی

جس کا دل فقر و غنا سے مست ہے کیفِ تسلیم و رضا سے مست ہے
خود شناسی کا جسے عرفان ہے فعل سے آزاد وہ انسان ہے

جو ہے محسوسات سے بالاتریں کرم کی اُس کو ضرورت ہی نہیں
اُس کو کچھ مطلب نہیں افعال سے ۱۸ وہ بری ہے بندشِ اعمال سے
کام کرنا یا نہ کرنا ایک ہے اس کو جینا اور مرنا ایک ہے

وہ تو ہے سُود و زیاں سے بے نیاز — بلکہ ہے سارے جہاں سے بے نیاز
مستِ عرفاں، محوِ استغنا ہے وہ — دُنیوی افعال سے بالا ہے وہ

۱۹ تو بھی ارجنؑ اپنے دِل کو رام کر — بے غرض بے مدعا ہر کام کر
بے غرض عامل عمل سے ہے بری — اُس سے رہتے ہیں ہمیشہ خوش ہری
مر کے جا ملتا ہے آخر ذات سے — چھوٹتا ہے دُنیوی آفات سے

۲۰ دیکھئے راجہ جنک سے تاجدار — عارفانِ حق میں ہے جن کا شمار
کرم کرنے ہی سے منزل پا گئے — ہستیٔ انساں کا حاصل پا گئے
اس طرح تو رہ کے سرگرمِ عمل — مرنے جینے کی مصیبت سے نکل

۲۱ پاک دل بندوں کی جو ہو رہ گزر — دوسرے بھی چلتے ہیں اُس راہ پر
جو ہے اُن کی زندگانی کا اصول — وہ ہے سب کی کامرانی کا اصول

۲۲ میں ہوں گو دونوں جہاں سے بے نیاز — این و آں، کون و مکاں سے بے نیاز
حشمتِ کونین حاصل ہے مجھے — ہر طرح تسکینِ کامل ہے مجھے
مجھ پہ کوئی فرض بھی باقی نہیں — اور کوئی قرض بھی باقی نہیں
کام کرنا پھر بھی میرا فرض ہے — فرض ہی کا مجھ پہ گویا قرض ہے

۲۳ کام کرنا چھوڑ دوں میں ہی اگر — پیروی میری کرے گا ہر بشر
ترک کر دے گا ادائے فرض کو — بھول جائے گا صدائے فرض کو

۲۴ کام سے میں ہی اگر غفلت کروں — اور بیکاری کا ہر دم دم بھروں

درہم و برہم نظامِ دہر ہو — اور ناممکن قیامِ دہر ہو
نسلِ انسانی میں آجائے فتور — ہے سراسر اس میں میرا ہی قصور
اس تباہی کا سبب میں ہی بنوں — موردِ قہر و غضب میں ہی بنوں

۲۵ جس طرح اہلِ غرض کرتے ہیں کام — کام ہی میں ہیں مگن وہ صبح و شام
فکر رہتی ہے انہیں انجام کی — اور قیمت مانگتے ہیں کام کی
یوں ہی سالک بھی ہو سرگرمِ عمل — لیکن اپنے کام کا مانگے نہ پھل
سامنے اُس کے ہو بہبودِ انام — رہ نمائی خلق کی ہو اُس کا کام

۲۶ اہل اللہ کا یہی دستور ہے — ان کو سب کی بہتری منظور ہے
کام کرتے ہیں بھلائی کے لئے — دوسروں کی رہ نمائی کے لئے
اُن کو ثمرے سے کوئی مطلب نہیں — کام سے ہے کام لیکن بایقیں
تا کہ جاہل بھی ہوں مصروفِ عمل — نظمِ عالم میں نہ آجائے خلل

۲۷ ذاتِ مطلق بانیِ اعمال ہے — حاکمِ کُل حاکمِ افعال ہے
ہے ازل ہی سے یہ جاری سلسلہ — تا ابد یوں ہو گا ساری سلسلہ
ایسے عالم میں بھی مردِ پُرغرور — بے خرد، بے ہوش جاہل، بے شعور
کہتا ہے ہر فعل کا فاعل ہوں میں — کارگاہِ دہر کا حاصل ہوں میں

۲۸ یاد رکھ اے ارجنِ فرخندہ ذات — ہیں الگ مجھ سے یہ افعال و صفات
جو بشر اس راز سے ہے آشنا — فعل کرنے پر بھی ہے اس سے جدا

جو غرض کے ہاتھ سے مجبور ہیں ۲۹ یا صفاتی کھیل سے معذور ہیں
اُن کو ہوتی ہے ثمر کی آرزو دِل میں رکھتے ہیں اجر کی آرزو
گو وہ مطلب کیلئے کرتے ہیں کام پھر بھی داتا کا یہی ہے فرضِ عام
اُن کو بھٹکائے نہ اپنی راہ سے چاہ وہ رکھیں غرض کی چاہ سے
تم ثمر کی آرزو کو چھوڑ دو ۳۰ ہر عمل اپنا مرے ارپن کر دو
ہو کے یوں انجام سے بالاتریں اُٹھ کے دشمن کو کرو زیرِ نگیں
اس ہدایت پر جو عامل ہے بشر ۳۱ بس وہی دُنیا میں کامل ہے بشر
کرم کے پھل کی جسے پروا نہیں کرم کا بندھن اُسے اصلا نہیں
جلوۂ حق کا وُہی ہے رازدار اور ہے بندِ عمل سے رُستگار
جو مری تلقین پر چلتا نہیں ۳۲ دہر میں وہ پھولتا پھلتا نہیں
علم ہونے پر بھی وہ نادان ہے آدمی کی شکل میں حیوان ہے
مل نہیں سکتی اُسے منزل کبھی پا نہیں سکتا سکونِ دِل کبھی
اپنی فطرت کے مطابق ہر بشر ۳۳ محو ہے اعمال میں آٹھوں پہر
کوئی فطرت کو بدل سکتا نہیں جبر سے بھی کام چل سکتا نہیں
محرمِ حق بھی ہے پابندِ عمل جانتا ہے اس کو دستورِ ازل
تم کو محسوسات سے رغبت نہ ہو ۳۴ اور مطلوبات سے نفرت نہ ہو
رغبت و نفرت کو دشمن مان کر اپنے رستے کی رکاوٹ جان کر

ترک کردو دل سے دونوں کا خیال | دہر میں کہلاؤ مردِ باکمال

۳۵ ہر دھرم سے بڑھ کے ہے اپنا دھرم | وہ بُرا ہو یا کہ ہو اچھا دھرم
اس میں جینا اس میں مرنا چاہیئے | دوسرے دھرموں سے ڈرنا چاہیئے
فرضِ دیگر باعثِ خطرات ہے | لامحالہ موجبِ آفات ہے

ارجن

۳۶ سُن کے ارجن نے یہ حیرت سے کہا | اے پربھو اب یہ تو فرمائیں ذرا
دل میں گو خواہش نہیں ہوتی مگر | محو ہو جاتا ہے بدیوں میں بشر
اُس طرح مجبور کر دیتا ہے کون | نیکیوں سے دور کر دیتا ہے کون
کون سی طاقت کا ہے یہ سب قصور | کون پیدا کرتا ہے دل میں فتور

شری بھگوان کرشن جی

۳۷ سُن کے یہ بھگوان فرمانے لگے | نیک و بد ارجن کو سمجھانے لگے
آدمی کو ورغلاتی ہے ہوس | راہِ عصیاں پر چلاتی ہے ہوس
اس سے پیدا ہوتے ہیں طیش و غضب | آگ جن کی ہے بُرائی کا سبب
سب یہ پاتے ہیں رجوگن سے ظہور | اور پیدا کرتے ہیں دل میں فتور
۳۸ آگ کو جیسے چھپاتا ہے دھواں | گرد سے ہو آبِ آئینہ نہاں
جیسے ماں کے پیٹ میں ننھا جنیں | چھپ کے اک جھلّی میں ہوتا ہے مکیں
اس طریقے سے یہ نفسانی ہوس | علم عرفاں کو چھپا لیتی ہے بس

اِس ہوس کو گیان کا دُشمن سمجھ ۳۹ بدتریں اعمال کا مسکن سمجھ
آگ کی مانند ہے یہ شعلہ زن اس سے جل جاتے ہیں علم و عقل و فن
ڈالتی ہے عقل پر پردا یہی کرتی ہے انسان کو رُسوا یہی
آگ ہے یہ سیر ہو سکتی نہیں ہر کسی کے زیر ہو سکتی نہیں
دانش و دل اور یہ پانچوں حواس ۴۰ اِن میں کرتی ہے ہوس دائم نواس
ان پہ اپنا جال پھیلاتی ہے یہ ہر بُری خواہش کو گرماتی ہے یہ
عقل کو مغلوب کر لیتی ہے یہ رُوح کو مرعوب کر لیتی ہے یہ
اِس لئے اس سے کنارا چاہیئے ۴۱ نفسِ امارہ کو مارا چاہیئے
سب سے پہلے کر کے تسخیرِ حواس کر دو ارجن پھر ہوس کا ستیاناس
گو حواسِ خمسہ ہیں شہ زور تر ۴۲ رکھتے ہیں جذبات کو جو منتشر
ان سے بالا ہے مگر دل کا مقام اور دل پر عقل کا ہے حکم عام
عقل پر بھی آتما کی حکمرانی چاہیئے اس کا رتبہ سب سے افضل مانیئے
اے شجاعِ دہر ارجن سُن ذرا ۴۳ روحِ اقدس کا سمجھ کر مرتبا
دل کو زورِ عقل سے تسخیر کر پھر ہوس کے قتل کی تدبیر کر
ہستیِ حرص و ہوس برباد کر عارفانہ زندگی کو شاد کر

کرم یوگ (عظمتِ عمل) نام کا تیسرا ادھیائے
سماپت ہوا

چوتھا ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

یوں شری بھگوان فرمانے لگے ۱ گوہرِ نایاب برسانے لگے
یہ جو رازِ سرمدی تجھ سے کہا سب سے پہلے مَیں نے سُورج کو دیا
اور سُورج سے منُو کو مل گیا اِکشواکو نے منُو سے لے لیا
اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا ۲ راج رشیوں نے یونہی حاصل کیا
گردشِ دوراں کا چکر یوں چلا دہر سے یہ علم غائب ہو گیا
آج تجھ سے کہہ دیا رازِ قدیم ۳ تُو بھگت ہے اور میرا ہے ندیم
یہ ہے علمِ نور، علمِ جاوداں جلوہ گر ہیں اس میں اسرارِ نہاں
ارجن

جب سُنا ارشاد یہ بھگوان کا ۴ فرطِ حیرانی سے ارجن نے کہا
ابتدائے آفرینش سے حضورؔ سب کو ہے تسلیم سورج کا ظہور
آپ تو دُنیا میں آئے ہیں ابھی کس طرح تعلیم یہ سورج کو دی
دُور فرمائیں یہ حیرانی مری تا نہ بڑھ جائے پریشانی مری

شری بھگوان کرشن جی

۵ دیکھ کر ارجن کو حیرت میں اسیر — بولے یوں بھگوان اے روشن ضمیر

بارہا ہم اور تم پیدا ہوئے — بارہا ساتھی بنے کھیلا کئے

میں مگر اس بھید سے ہوں آشنا — یہ پہیلی تو نہیں ہے جانتا

۶ میری ہستی ہے سراپا ایک راز — ابتدا و انتہا سے بے نیاز

میں جنم لیتا نہیں ۔ مرتا نہیں — ان منازل میں قدم دھرتا نہیں

خالقِ کون و مکاں سمجھو مجھے — کارسازِ دو جہاں سمجھو مجھے

خلق پہ جب مہرباں ہوتا ہوں میں — اپنی قدرت سے عیاں ہوتا ہوں میں

۷ جب دھرم پر زور پاتا ہے زوال — بڑھتے بڑھتے پاپ پاتا ہے کمال

نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں جب — اور بدیاں شاد ہو جاتی ہیں جب

بھول جاتا ہے فرائض کو بشر — باندھ لیتا ہے گناہوں پر کمر

ایسے عالم میں عیاں ہوتا ہوں میں — لامکاں سے بامکاں ہوتا ہوں میں

۸ نیک بندوں کی حفاظت کیلئے — بدشعاروں کی ہلاکت کے لئے

پھر دھرم کو زندہ کرنے کے لئے — نیکیاں ہر دل میں بھرنے کے لئے

قالبِ خاکی میں ہو کر جلوہ گر — ڈالتا ہوں سب پہ قدرت کا اثر

ایسا ہی یگ یگ میں ہوتا آیا ہے — یہ مری فطرت ہے میری مایا ہے

۹ آشنا ہے جو بشر اس راز سے — باخبر ہے سرمدی اعجاز سے

مر کے مجھ میں ہی سما جاتا ہے وہ — مرنے جینے میں نہیں آتا ہے وہ

۱۰ جس نے دُنیاوی محبّت چھوڑ دی — طیش یا غصّہ کی حالت چھوڑ دی

توڑ کر پابندیٔ بیم و رجا — ہو گیا جو محوِ تسلیم و رضا

ہر قدم پر جس کو ہے تکیہ مرا — جو ہے میرے آسرے پر جی رہا

میری ہی صورت میں وہ مستور ہے — معرفت کے نُور سے پُر نُور ہے

۱۱ یاد کرتا ہے مجھے جیسا کوئی — مجھ سے بھی پاتا ہے پھل ویسا کوئی

مختلف رستے ہیں منزل ایک ہے — جو بھی رستہ لے سکے وہ نیک ہے

جونسے رستے سے آتا ہے بشر — مُجھ کو اُس رستے سے پاتا ہے بشر

۱۲ لوگ کچھ ہیں اس لئے محوِ عمل — جلد مل جائے انہیں کرموں کا پھل

دیوتاؤں کی پرستش میں ہیں شاد — بیگماں پاتے ہیں وہ دِل کی مُراد

۱۳ رکھ کے گُن پر اور کرموں پر مدار — میں نے کی ہیں چار ذاتیں آشکار

میں یہ کرنے پر بھی کچھ کرتا نہیں — فعل کی حد میں قدم دھرتا نہیں

میں ہوں ارجن سربسر رازِ خفی — غیر فانی اور فعلوں سے بری

۱۴ کرم کے پھل پر نہیں میری نظر — اس لئے اس کا نہیں مجھ پر اثر

جو کوئی یہ بھید پا کر شاد ہے — کرم کے بندھن سے وہ آزاد ہے

۱۵ عارفانِ حق نے بھی یہ جان کر — اچھے کرموں کو کیا پہچان کر

کرم کے پھل کی مگر پروا نہ کی — اسطرح کی آرزو اصلاً نہ کی

تجھ کو بھی لازم ہے، ارجن کرم کر | چھوڑ کر دل سے تمنائے ثمر

۱۶ کیا ہے کرنا کیا نہ کرنا اے عزیز | سخت مشکل کام ہے اس کی تمیز

اہلِ دانش اس جگہ حیران ہیں | جاننے والے بھی خود انجان ہیں

یہ معمہ آج حل کرتا ہوں میں | منکشف رازِ عمل کرتا ہوں میں

ہو گا جب اس راہ میں تو گامزن | دور ہو جائے گا سب رنج و محن

۱۷ ہے بڑی گہری حقیقت فعل کی | غور سے سن کیا ہے صورت فعل کی

فعل کی ہیں تین قسمیں برملا | فعل، ترکِ فعل، فعلِ ناروا

۱۸ فعل میں شامل ہو ترکِ فعل بھی | آ نہیں سکتی وہاں ہرگز خودی

جس نے ترکِ فعل کو سمجھا ہے فعل | جانتا ہے بس وہی کہ کیا ہے فعل

وہ ہی انساں ہے خرد سے بہرہ ور | رازدار و رازدان و باخبر

مل گئی عرفان کی منزل اسے | ہاتھ آئی ہستیِ کامل اسے

۱۹ جس کے ہیں افعال سب بے آرزو | جو نہیں کرتا ثمر کی جستجو

نگہِ دانایاں میں ہے دانا وہی | عارفوں کی صف میں ہے بالا وہی

۲۰ جس کو حاصل کی تمنا ہی نہیں | فعل کے ثمرے کی پروا ہی نہیں

جس کا شیوہ ہے فقط ترکِ عمل | چاہتا ہرگز نہیں کرموں کا پھل

وہ عمل کرنے پہ بھی قادر نہیں | غیر کی امداد کا حامل نہیں

اس کو حاصل ہے نشاطِ جاوداں | اس کو کہئے رہنمائے عارفاں

جس نے تن من اپنے قابو میں کیا ۲۱ دُور کر دی دنیوی حرص و ہوا
کام میں تن ہو مگر من دھیان میں کامراں ہے وہ بشر عرفان میں
پاپ لگتا ہی نہیں اس کو کبھی فعل کرنے پر ہے فعلوں سے بری

صابر و شاکر، توکّل آشنا ۲۲ محرمِ اسرارِ تسلیم و رضا
رنج و راحت کی حدوں سے دُور تر ہر طرح ہر حال میں مسرور تر
ایک ہیں جس کیلئے سود و زیاں کلفت و آلام میں بھی ہے شادماں
ہے عمل کرنے پہ آزادِ عمل ہر نفس گویا ہے دل شادِ عمل

اپنے من کو ذاتِ حق سے جوڑ کر ۲۳ ہر تعلق سے تعلق توڑ کر
یگیہ کی خاطر ہے جو محوِ عمل فعل سے آزاد ہے وہ بے خلل

ذاتِ مطلق ہے ہون کی ابتدا ۲۴ ذاتِ باری ہے ہون کا مدّعا
ذات کو ساماں ہون کا جانئے ذات کو تل آگ، گھی، جو مانئے
ذاتِ اقدس جل رہی ہے آگ میں ہے یہ قدرت معرفت کی بات میں
ذات کو کرتا ہے شامل ذات میں اور مل جاتا ہے شاغل ذات میں

دیوتاؤں کی پرستش میں مگن ۲۵ بعض یوگی کرتے ہیں یوجن ہون
بعض یوگی خواہشوں سے دُور ہیں سر بسر وہ کبریائی نور ہیں
اُن کو ہے بس ذاتِ باری سے لگن آتشِ عرفاں میں کرتے ہیں ہون

بعض یوگی ضبطِ دل کی آگ میں ۲۶ پھونک دیتے ہیں سماعت کی حسیں

بس میں کر لیتے ہیں گویا وہ حواس — آ نہیں سکتی بُرائی اُن کے پاس
وہ بھی ہیں اشیائے محسوسات کو — آتشِ رس میں جلا دیتے ہیں جو
کام سے آزاد رکھتے ہیں حواس — اس طرح وہ ہو نہیں سکتے اُداس

٢٧ بعض روشن کر کے خود ضبطی کی آگ — اور اُس پر معرفت کی دیجئے لاگ
اُس میں کر دیتے ہیں کرموں کو ہون — جس سے بن جاتا ہے کندن اُنکا من

٢٨ بعض ہیں جب تپ اہنسا میں مگن — بعض کو ہے پاٹھ پُوجا کی لگن
ایشور کے نام پر دیتے ہیں دان — ہیں تہ دل سے دھرم کے پاسبان

٢٩ جسِ دم میں بعض رکھتے ہیں کمال — روک رکھتے ہیں وہ اپنے دم کی چال
گو ہوا اندر یا ہو باہر کی ہوا — کرتے ہیں باہم وہ دونوں کو فنا
روک کر پھر سانس کی رفتار کو — دیکھتے ہیں سرمدی انوار کو

٣٠ ضبط میں رکھتے ہیں جو اپنی غذا — خود کو کر دیتے ہیں وہ خود پر فدا
یگیہ سے رکھتے ہیں کامل آگہی — اور یکسر ہیں گناہوں سے بری

٣١ پاک ہے جو یگیہ سے باقی بچا — اُسکو کھانے والا حق سے مل گیا
یگیہ اگر کوئی بشر کرتا نہیں — تنگ ہیں اسکے لیے دُنیا و دیں
اس شغل سے جو بشر محروم ہے — اُسکی ہستی جان لو معدوم ہے

٣٢ یگیہ کرنے کے کئی دستور ہیں — سر بسر جو وید میں مذکور ہیں
ان کا مخرج بے غرض اعمال ہیں — جو وصالِ ذاتِ حق پر دال ہیں

جس کو ہے معلوم یہ پوشیدہ بات — درحقیقت وہ ہے حقدارِ نجات
یگیہ جو دولت سے پاتا ہے ظہور ۳۳ قابلِ تعظیم ہے گو وہ ضرور
لیکن افضل یگیہ ہے عرفان کا — کرم سے بالا ہے رُتبہ گیان کا
اہلِ عرفاں کی کرو تعظیم تم ۳۴ اور خم کردو سرِ تسلیم تم
اس طرح عرفان کو حاصل کرو — حاصلِ منزل سے شاداں دل کرو
جب تُو پالے گا سرورِ معرفت ۳۵ تیری ہستی ہو گی نورِ معرفت
دامِ الفت ٹوٹ جائیگا وہیں — معصیت سے چھُوٹ جائیگا وہیں
اور آخر مجھ میں یا اپنے میں تُو — ساری دُنیا دیکھ لے گا ہُو بہُو
چاہے تو کتنا بھی ہو عصیاں شعار ۳۶ حد سے بڑھ کر ہو گناہوں کا شمار
معرفت کی ناؤ میں ہو کر سوار — یہ پاپ ساگر سے اتر جائے گا پار
آگ کے شعلوں میں جیسے لکڑیاں ۳۷ راکھ ہو جاتی ہیں جل کر بیگماں
معرفت کی آگ عملوں کو یونہیں — راکھ کرتی ہے جلا کر بالیقیں
دولتِ عرفاں ہے ایسی پاک تر ۳۸ جس کو پاکر پاک ہوتا ہے بشر
یوگ میں جو مردِ کامل ہو گیا — خود بخود عرفاں کا حامل ہو گیا
بس میں کر لیتا ہے جو اپنے حواس ۳۹ اُس کو سمجھو درحقیقت حق شناس
اس طرح وہ حق میں واصل ہو گیا — معرفت کا جذبہ کامل ہو گیا
جس کو عرفاں سے عقیدت ہی نہیں ۴۰ اور ڈانواڈول ہے جس کا یقیں

دولتِ عرفاں سے وہ محروم ہے
مل نہیں سکتی کبھی راحت اُسے
اس کی دُنیا بے طرح مذموم ہے
مارتی ہے وہم کی لعنت اُسے

بے غرض ہیں جسکے ارجنؔ سب عمل
کرم کرنے پر کبھی گھبراتا نہیں
۴۱ عارفوں میں وہ بشر ہے بے بدل
کرم کے بندھن میں وہ آتا نہیں

اس لئے اے ارجنِ جنگ آزما
تیرے دل میں جسقدر ہیں وسوسے
۴۲ اپنے دل سے وہم کے پردے اُٹھا
معرفت کی تیغ سے سب کاٹ دے

مردِ میداں بن کے اُٹھ ہشیار ہو
جنگ کرنے کے لئے تیار ہو

گیان کرم سنیاس یوگ (عارفانہ ترکِ عمل)

نام کا چوتھا ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینہ

پانچواں ادھیائے

ارجُن

سن کے ارجن عرض پیرا یوں ہُوا ۱ اے پربھو! اے مالکِ شاہ و گدا
اِک طرف ترکِ عمل کی برتری اِک طرف حُسنِ عمل کی سروری
مختلف رستوں سے مَیں حیران ہوں وقفِ غم ہوں موردِ ہیجان ہوں
ایک ہی طرزِ عمل سمجھائیے بہتریں رستہ جو ہو فرمائیے

شری بھگوان کرشن جی

دیکھ کر ارجُن کو یوں آزردہ حال ۲ راہِ حق کی جستجو میں پائمال
یوں شری بھگوان فرمانے لگے اور راہِ نیک سمجھانے لگے
دونوں رستے ٹھیک ہیں بہرِ نجات ان پہ چل کے بنتی ہے سالک کی بات
بہتریں ترکِ عمل سے ہے عمل آ نہیں سکتا کوئی اس میں خلل
جسکے دل میں اُلفت و نفرت نہ ہو ۳ کرم کے پھل کی جسے حاجت نہ ہو
وہ عمل کی قید سے آزاد ہے بن کے سنیاسی نہایت شاد ہے
درحقیقت ایک ہیں ترک و عمل ۴ جو نہ مانے وہ ہے جاہل پُرخلل

جو تسنے رستے پہ جی چاہے چلو — منزلِ مقصود کو حاصل کرو

کرم تیاگی کو جو ملتا ہے مقام ۵ کرم یوگی بھی وہی پاتا ہے دھام

تیاگ سے ہوتا ہے حاصل جو مقام — اُس جگہ عامل بھی رکھتا ہے قیام

جانتا ہے جو کوئی دونوں کو ایک — عاملوں یا تارکوں میں ہے وہ نیک

سن اے ارجن بے غرض عامل ہے جو ۶ جلد پا لیتا ہے وہ بھگوان کو

بے غرض عامل نہ ہو جو آدمی — مل نہیں سکتا اُسے سنیاس بھی

جس کے قابو میں حواس و دل ہوئے ۷ اُس کو گویا دو جہاں حاصل ہوئے

اپنی صورت سب کی صورت ہے اُسے — اپنی راحت سب کی راحت ہے اُسے

وہ عمل کرنے پہ بھی عامل نہیں — قیدِ بندِ فعل کا حامل نہیں

جو بشر چلتا ہوا پھرتا ہوا ۸ بیٹھتا، اُٹھتا ہوا، گرتا ہوا

سانس لیتا، جاگتا، سوتا ہوا ۹ بولتا، ہنستا ہوا، روتا ہوا

دیکھتا، چھوتا ہوا، سنتا ہوا — سونگھتا یا پھینکتا، چنتا ہوا

چھوڑتا، آتا ہوا، جاتا ہوا — اور آنکھیں کھولتا، پاتا ہوا

یہ سمجھتا ہے مَیں کچھ کرتا نہیں — فعل کی اُلفت کا دم بھرتا نہیں

یہ حواسِ ظاہری کا کام ہے — نام میرا تو برائے نام ہے

اصل میں وہ ہے حقیقت آشنا — یوگ میں اونچا ہے اُس کا مرتبا

جو کرے ہر کرم ایشور کے لئے ۱۰ بے تعلق اُس کے ثمرے سے رہے

ہے گناہوں سے بری وہ خوش عمل　　جس طرح پانی میں رہتا ہے کمل
تارکِ کامل ہے جو کوئی بشر　۱۱　وہ نہیں ہوتا طلب گارِ ثمر
عقل و دل، جسم و حواسِ جسم سے　　ہے وہ کوشاں دل کی پاکی کیلئے
کرم کے پھل کی جسے خواہش نہیں　۱۲　یوگیوں میں ہے وہی بالا نشیں
اس کو حاصل ہے سُرورِ سرمدی　　ذات اس کی خود ہے نورِ سرمدی
جو بشر ہے بندۂ حرص و ہوا　　اس کی خواہش میں ہے صبح و مسا
اس کا دل رہتا ہے ہر دم بے قرار　　اسکی ہستی ہے مجسّم اضطرار
جس نے اپنے دل پہ قابو پا لیا　۱۳　ہو گیا رازِ نہاں سے آشنا
اپنا دل افعال میں دیتا نہیں　　دوسروں سے کام وہ لیتا نہیں
جسمِ خاکی جو ہے نَو در کا مکاں　　رات دن رہتا ہے اس میں شادماں
خالقِ اکبر خدائے دو جہاں　۱۴　خلق کرتا ہے زمین و آسماں
اُس کو عامل کی ضرورت ہی نہیں　　فعل سے کوئی اسے رغبت نہیں
فعل، فاعل، اور فعلوں کا ثمر　　کھیل ہیں مایا کے سارے سر بسر
ہر جگہ موجود ہے پرماتما　۱۵　وجہ ہست و بُود ہے پرماتما
وہ نہیں لیتا ثواب انسان کا　　وہ نہیں چھوتا عذاب انسان کا
نورِ عرفاں جہل کے پردے میں ہے　　جس کے باعث ہر بشر دھوکے میں ہے
نورِ عرفاں جس کو حاصل ہو گیا　۱۶　وہ بشر ہم دوش منزل ہو گیا

دِل ہوا روشن بسانِ آفتاب ‏ ہو گیا مستور جلوہ بے حجاب

۱۷ ‏ جس کے عقل و دل ہیں محوِ یادِ حق ‏ جس کا دائم کام ہے اورادِ حق

ہوتا ہے عرفانِ حق حاصل اُسے ‏ ذات خود ہیں کرتی ہے واصل اُسے

۱۸ ‏ ہو جو عارف وہ دنیا میں بے مثال ‏ جس نے پایا انکساری میں کمال

اُسکو سارے اہلِ دُنیا ایک ہیں ‏ گائے ہاتھی اور کتا ایک ہیں

ہو برہمن خواہ شودر ہو بشر ‏ جاتی ہے ایک عارف کی نظر

چشمِ بینا کیلئے یکساں ہیں سب ‏ اہلِ شانِ محفلِ امکاں ہیں سب

۱۹ ‏ عاشقِ انسانیت ہے جو بشر ‏ بے گماں پاتا ہے دُنیا پر ظفر

پاک و یکساں چونکہ ہے ذاتِ خُدا ‏ اس میں مل جاتا ہے وہ بھی برملا

۲۰ ‏ ہو کوئی مرغوب یا ناخوب شے ‏ پاکے دونوں کو جو عارف شاد ہے

خوش نہیں ہوتا کبھی مرغوب سے ‏ اور ناخوش وہ نہیں ناخوب سے

قیدِ زشت و خوب سے آزاد ہے ‏ ہر گھڑی ہر حال میں دِل شاد ہے

وصلِ ذاتِ حق سے وہ مسرور ہے ‏ وہم کی سرحد سے کوسوں دُور ہے

۲۱ ‏ جو جہاں میں طالبِ لذت نہیں ‏ این و آں سے جس کو کچھ رغبت نہیں

کیفِ باطن پاکے جو مسرور ہے ‏ باطنی انوار سے پُر نور ہے

اُس کو حاصل ہے نشاطِ جاوداں ‏ وصلِ حق سے ہے ہمیشہ شادماں

۲۲ ‏ بے بقا ہے لذتِ نفس و حواس ‏ پُر فنا ہے عشرتِ نفس و حواس

لذتیں گو موجبِ آرام ہیں — در حقیقت مصدرِ آلام ہیں
یہ مزے یہ خواہشیں فانی ہیں سب — بلکہ کہئے دشمنِ جانی ہیں سب
اس لئے ارجن جو ہیں عرفاں نصیب — وہ پھٹکتے ہی نہیں ان کے قریب

۲۳ موت کے آنے سے پہلے جو بشر — جوشِ نفس و طیش پر پایا ہے ظفر
در حقیقت عارفِ کامل ہے وہ — راحت و آرام کا حاصل ہے وہ

۲۴ جس بشر کو باطنی فرحت ملی — دائمی آرام کی دولت ملی
اپنے ہی باطن میں ہے جو گام زن — جس کا دل ہے نورِ عرفاں میں مگن
دل میں ہے نورِ مساواتِ خدا — بیگماں وہ ذاتِ حق سے مل گیا

۲۵ پاپ جن کے مٹ گئے ہیں گیان سے — وسوسے جاتے رہے عرفان سے
جنکے دل میں خلق سے سچا ہے پیار — اور ہے یکسانیت جن کا شعار
جن کو یکسوئی عبادت میں ملی — دل کی سرمستی ریاضت میں ملی
پا گئے نروان وہ حق آشنا — چھٹ گئے آواگون سے بر ملا

۲۶ خواہش و غصہ سے جو آزاد ہیں — دل پہ قابو پا کے دل میں شاد ہیں
جو ہیں انوارِ خدا سے بہرہ ور — جن کو حاصل ہے نگاہِ حق نگر
وصلِ باری اُن کو حاصل ہو گیا — اور حاصل لطفِ منزل ہو گیا

۲۷ ظاہری لذات سے دل موڑ کر — ابروؤں کے درمیاں رکھ کر نظر
آنیوالی جانے والی سانس کا — کرکے یکساں نظم و اندازہ ہوا

یہ حواس و عقل و دل کو جیت لے ۲۸ خوف و طیش و طمع کو بس میں کرے
ہو نہ دل سے طلب گارِ نجات وہ ہی ہوگی ہے سزاوارِ نجات
جس کو حاصل ہے مرا نورِ جمال ۲۹ جس نے سمجھا مجھ کو ربِّ ذوالجلال
خالقِ کون و مکاں جانا مجھے مالکِ ہر دو جہاں جانا مجھے
یگیہ تپ کی نذر میرے نام پر پیش کرتا ہے مجھے ہر گام پر
جان لے اے ارجنِ دشمن شعار وہ بشر پاتا ہے تسکین و قرار

کرم سنیاس یوگ (ترکِ عمل) نام کا
پانچواں ادھیائے سماپت ہوا

چھٹا ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

پھر ہوئے بھگوان یوں گوہر فشاں ١ سن ذرا اے ارجن عالی مکاں
کرنیکے قابل جو کرتا ہے عمل — ترک کردیتا ہے دل سے اسکا پھل
اصل میں ہے تارک کامل وہی — یوگ یا سنیاس کا عامل وہی
ترک کرتا ہے فقط اگنی کو جو — پا نہیں سکتا کبھی سنیاس کو

کہتے ہیں سنیاس جسکو عام لوگ ٢ نام اسکا دوسرا ہے کرم یوگ
پھل کی جس نے آرزو چھوڑی نہیں — یاد رکھو وہ کبھی یوگی نہیں

جو بشر ہے یوگ کا امیدوار ٣ دل میں رکھتا ہے جو اس رستے سے پیار
فعل اسکے واسطے اک فرض ہے — فعل اسکے سر پہ گویا قرض ہے
فعل کے ثمرے کو لیکن چھوڑ دے — اس تمنا سے تعلق توڑ دے
اس طریقے سے وہ ہوگا کامیاب — وصل باری کا کھلے گا اس پہ باب

بس میں کر لیتا ہے جو اپنے حواس ٤ خواہشیں آتی نہیں ہیں اسکے پاس
کام کے انجام سے بیگانہ ہے — وہ ہی یوگی اصل میں فرزانہ ہے

ایسا ہی یوگی ہے منزل آشنا | بحرِ عرفاں میں ہے ساحل آشنا
آدمی خود ارتقا حاصل کرے ۵ ابتدا میں انتہا حاصل کرے
جانبِ پستی کبھی مائل نہ ہو | بھول کر بھی غیر کا سائل نہ ہو
ہر گھڑی سُود و زیاں پر دھیان ہو | آنکھ روشن اور دِل بلوان ہو
آپ ہی ہے آدمی اپنا عدو | خود ہی بن جاتا ہے یارِ نیک خو
جس نے اپنے آپ پر پائی ظفر ۶ دوست اپنا آپ ہی ہے وہ بشر
جس نے اپنے آپ کو جیتا نہیں | آپ ہی دُشمن ہے اپنا بالیقیں
ذلت و عزت میں گرم و سرد میں ۷ شادی و آلام میں دُکھ درد میں
رُوح جس کی ہے ہمیشہ مطمئن | محو ہے پرماتما میں اس کا من
جو مُنی ہر حال میں مسرور ہے ۸ معرفت کے نور سے پُر نور ہے
کر لئے ہیں جس نے قابو میں حواس | خواہشیں پھرتی نہیں ہیں آس پاس
سونا مٹی ایک ہیں جس کے لئے | اطمینانِ قلب ہے حاصل جسے
یوگیوں میں برگزیدہ ہے وہی | حق شناس و حق رسیدہ ہے وہی
جو جہاں میں سب کا خیر اندیش ہو ۹ خواہ وہ زردار یا درویش ہو
کوئی پاپی ہو یا ہو دھرماتما | دُشمنِ جاں ہو کہ یارِ باوفا
ہو یگانہ یا ہو بیگانہ کوئی | ہو وہ دیوانہ کہ فرزانہ کوئی
جس کی ہو ہر ایک پر یکساں نظر | یوگیوں میں وہ ہی افضل ہے بشر

جو مُنی حرص و ہوا سے ہے بری ۱۰ جیت رکھے ہیں حواس و جسم بھی
جمع وہ کرتا نہیں مال و منال چاہتا ہے دل سے باری کا وصال
ہے یہ زیبا ایسے یوگی کے لئے کُنجِ خلوت میں کہیں تنہا رہے
وصل کی تکمیل میں مشغول ہو محو کر دے حق میں اپنے آپ کو
دیکھ کر اک خاص پاکیزہ مقام ۱۱ مُطمئن ہو کر کرے اُس میں قیام
اسطرح ہموار ہو جائے نشست ہو جب آرام ہو۔ بالا نہ پست
پھر کُشتا آسن بچھانا چاہیئے مرگ چھالا اُس پہ لانا چاہیئے
مرگ چھالا پر بھی ہو کپڑا بچھا اُس پہ پھر یوگی کا آسن ہو جما
بیٹھ جائے جب نشستِ پاک پر ۱۲ دُور کر دے دل سے سب خوف و خطر
اپنے بس میں کر کے افعالِ حواس منتشر خیالوں کو آنے دے نہ پاس
دھیان میں رکھے خُدا کے نُور کو ضبط میں رکھے دلِ مغرور کو
رُوح کی پاکیزگی کے واسطے کام لے یوگی پرانایام سے
پُشت، سر، گردن کو سیدھا تان کر ۱۳ ناک ہی کی نوک میں رکھے نظر
پھر نہ قالب کو ہلانا چاہیئے ذات سے خود کو ملانا چاہیئے
پھر کسی جانب نہ دیکھے زینہار دل کو رکھے پُر سکون و پُر قرار
ضبطِ دل کی مشق یوں جاری رہے دل میں جوشِ وصلتِ باری رہے
خواہشاتِ نفس سے مُنہ موڑ لے ۱۴ شہوت و لذّت سے رشتہ توڑ لے

اطمینانِ قلب سے مسرور ہو خوف، نفرت، بے دلی سے دور ہو
اسطرح ہو محو میرے دھیان میں وہ فنا ہو جائے میری شان میں
عشق کے دریا میں ایسا غرق ہو مجھ میں یا اُس میں نہ کوئی فرق ہو

١٥ اس عمل کی مشق جو کرتا رہے میری ہی اُلفت کا دم بھرتا رہے
پائیگا وہ دولتِ نورِ نجات ذات سے مل جائیگی آخر کو ذات
مجھ میں پنہاں ہے سکونِ جاوداں اُسکو پائیگا وہ عامل بے گماں

١٦ جو بہت کھاتے ہیں یا کھاتے نہیں رات دن سونے سے اُکتاتے نہیں
جاگتے رہتے ہیں جو سوتے نہیں ایسے عامل کامراں ہوتے نہیں

١٧ کھانا پینا اور سونا جاگنا چلنا پھرنا بیٹھ رہنا بھاگنا
جس کو ہو ملحوظ ان میں اعتدال ہر قدم پر ضبط کا رکھے خیال
بس سمجھ لو یوگ کے قابل اُسے یوگ کا ہے مرتبہ حاصل اُسے
اس طریقے سے وہ ہوگا باکمال یوگ میں ہو جائیگا یوں بے مثال

١٨ جو مُنی لذّات سے آزاد ہے خواہشوں کو چھوڑ کر دِل شاد ہے
آتما ہی میں جو رکھتا ہے قیام سِدّھ ہے وہ یوگیوں میں نیک نام

١٩ جس جگہ ساکن رہے موجِ ہوا اُس جگہ بے خوف جلتا ہے دیا
ٹمٹماتی ہی نہیں ہے اس کی لَو جھلملاتی ہی نہیں ہے اُسکی ضو
یہ ہی نقشہ عینِ اُس یوگی کا ہے مستحق جو وصلتِ باری کا ہے

دِل کی یکسوئی سے ہے وہ محوِ ذات — ہے میسّر اُس کو تسکین و ثبات

جب ریاضت نے دکھایا معجزہ ۲۰ جب دلِ سرکش پہ قابو پا لیا

جب ملا یوگی کو تسکین و قرار — دُور دِل سے ہو گیا سب انتشار

نفس پر قابض ہوئی عقلِ لطیف — مائلِ حق ہو گیا مردِ عفیف

اطمینانِ قلب حاصل ہو گیا — اور یوگی حق میں واصل ہو گیا

تب گزرتا ہے حدِ ادراک سے ۲۱ لُطف پاتا ہے سکونِ پاک سے

پھر نظر اُٹھتی نہیں لذّات پر — ہو چکا قربان یوگی ذات پر

دائمی راحت میں وہ مدہوش ہے — سرمدی جلوؤں سے ہم آغوش ہے

اس قدر پھر محو ہو جاتا ہے وہ — خود کو حق کی ذات میں پاتا ہے وہ

یوگ سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ۲۲ اِس کے پلّے کی کوئی نعمت نہیں

اِس کو پا کر سیر ہوتا ہے بشر — پھر کسی شے پر نہیں اُٹھتی نظر

وہ مُصیبت میں بھی گھبراتا نہیں — اس کی پیشانی پہ بل آتا نہیں

ایسے یوگی نے وہ پایا ہے کمال — دِل میں آتا ہی نہیں کوئی خیال

دُکھ بھری دُنیا سے جس کو عار ہے ۲۳ جلوۂ انوار ہی سے پیار ہے

بس سمجھ لو یوگ میں کامل ہے وہ — اعتقاد و صدق کا حامل ہے وہ

ہو کبھی دِل میں جو خواہش کا ظہور ۲۴ اُسکو کر دے عقل کی طاقت سے دُور

من سے قابو میں کرے اپنے حواس — زندگی کو کر سکے بے خوف و ہراس

عقل کے ماتحت کردے اپنا من ۲۵ جلوۂ دیدار کی بس ہو لگن
یہ اثر ہو معرفت کی بات میں ذات اُس میں اور وہ ہو ذات میں
گھو کبھی بیٹھے دل اگر صبر و قرار ۲۶ یا تڑپ اُٹھے کبھی سیماب وار
خواہشوں کی سمت پھر رغبت کرے دُنیوی لذات کی جانب جھُکے
عامل اُس کو ہر طرف سے روک لے آنکھ سے اوجھل کبھی ہونے نہ دے
روک کر یوں راہِ کج سے بار بار کر دے اس کو محوِ ذاتِ کردگار
جس کا دل تسکین سے پھر پُور ہے ۲۷ جو گناہوں کی حدوں سے دُور ہے
مٹ گیا ہے خواہشوں کا انتشار دِل سے سب جاتا رہا ہے اضطرار
ایسے یوگی کو فراغت ہے نصیب جاودانی عیش و راحت ہے نصیب
جو ہے یوگی پاک ذات و پارسا ۲۸ بے گناہ و بے ریا و با صفا
وہ ہے یوگی واصلِ ذاتِ خدا اُسکو ملتی ہے نشاطِ لافنا
یوگ میں گم ہو گیا جس کا وجود ۲۹ خوب سمجھا اس نے رازِ ہست و بود
مل گئی اُس کو حقیقت کی نظر دیکھتا ہے سب کو خود میں سر بسر
شاہد و مشہود اُس کو ایک ہیں عابد و معبود اُس کو ایک ہیں
جلوہ گر کثرت میں ہے وحدت اُسے اپنی ہی صورت ہے ہر صورت اُسے
جس نے دیکھا مجھ میں مخلوقات کو ۳۰ مجھ میں پایا ساری کائنات کو
مجھ کو پایا ساری کائنات میں اور دیکھا مجھ کو مخلوقات میں

معرفت کا راز اُس پر کھُل گیا
وہ جُدا مجھ سے نہیں اُس سے جدُا

مُجھ میں اُس میں اب نہیں باقی تمیز
بن گئے دونوں ہی گویا ایک چیز

۳۱ منزلِ وحدت میں ہے جسکا مقام
کرتا ہے اک حال میں دائم قیام

مُجھ کو ہر جا جلوہ گر پاتا ہے جو
ذرّے ذرّے پر جھُکا جاتا ہے جو

وہ ہے واقف جلوۂ مستُور سے
ہے منوّر معرفت کے نُور سے

میرے ذکر و فکر سے خوشحال ہے
وصل کی دولت سے مالا مال ہے

۳۲ غیر کی راحت میں ہے راحت اُسے
غیر کی کُلفت میں ہے کُلفت اُسے

اپنے دِل میں سب کو یکساں مان کر
دوسروں کو اپنے جیسا جان کر

دیکھتا ہے سب میں جو پنہاں مجھے
جانتا ہے دہر کا یزداں مجھے

یوگیوں میں واصلِ کامل ہے وہ
اور میری ذات میں شامل ہے وہ

ارجن

۳۳ عرض کی ارجن نے با عجز و نیاز
اے حقیقی رہنما اے کارساز

دل بڑا سرکش ہے نافرمان ہے
فتنہ پرور، فتنہ جُو، شیطان ہے

یہ کبھی اِک حال پر رہتا نہیں
اِس کا دھارا اِک طرف بہتا نہیں

یوگ پائے گا بھلا کیوں کر قرار
میرے دل میں یہ ہے پیدا انتشار

۳۴ دل ہے بے آرام، بیکل، بیقرار
ہٹ کا پُتلا، ضد کا پورا، نابکار

جیسے مشکل ہے ہوا کا روکنا
ویسے ہے اس بادپا کا روکنا

شری بھگوان کرشن جی

سُن کے یہ بھگوان فرمانے لگے ۳۵ ضبطِ دل کا راز سمجھانے لگے
ٹھیک ہے ارجُن سراسر یہ خیال دل کو اپنے بس میں کرنا ہے محال
یہ بڑا موذی ہے ناہنجار ہے ظالم و سفاک ہے خونخوار ہے
بس میں آتا ہے یہ مشق و ترک سے لازمی ہیں دونوں یوگی کے لئے
دل کو جو قابو میں لا سکتا نہیں ۳۶ عمر بھر وہ یوگ پا سکتا نہیں
دل کو بس میں کر کے جو کوشش کرے گوہرِ مقصود سے دامن بھرے

ارجُن

عرض کی ارجُن نے اے جانِ جہاں ۳۷ دُور کر دیں آپ یہ میرا گُماں
دہر میں ایسے بھی کچھ انسان ہیں یوگ کے باعث بڑے حیران ہیں
تنگیٔ تدبیر سے مجبُور ہیں کوششِ ناکام سے معذُور ہیں
رہ گئے ہیں یوگ میں ناکامیاب اُنکا کیا انجام ہوگا اے جناب
اے پربھو اے والیٔ کون و مکاں ۳۸ رازِ سربستہ کریں مجھ پر عیاں
شوق ہونے پر بھی جو مغمُوم ہیں یوگ کی تکمیل سے محرُوم ہیں
اپنے دین و دُنیا کو جو کھو چکے عشقِ حق سے ہاتھ اپنے دھو چکے
کیا وہ دُنیا سے مٹیں گے اسطرح پھٹ کے مٹ جاتے ہیں بادل جسطرح
میرا یہ شک دُور کر دیں اے پربھو ۳۹ دل کو یوں پُر نور کر دیں اے پربھو

دوسرا کوئی نہیں ہے آپ سا — میرا شنکا جو میرے دل سے دے مٹا

شری بھگوان کرشن جی

٤٠ سن کے ارجن کی زباں سے یہ بیاں — پھر ہوئے بھگوان یوں گوہر فشاں
گو ہیں ناکام عمل ایسے بشر — نورِ ایماں سے ہیں لیکن بہرہ ور
خواہ دنیا خواہ عقبیٰ ہو مگر — مٹ نہیں سکتے کبھی ایسے بشر
جو کہ عابد ہوں نکو افعال ہوں — ہو نہیں سکتا کہ وہ پامال ہوں

٤١ یوگ میں گو وہ بشر ناکام ہیں — لیکن آخر کار نیک انجام ہیں
مر کے سیدھے سورگ میں جاتے ہیں وہ — مدتوں راحت وہاں پاتے ہیں وہ
سورگ کی مدت جو ہو جائے تمام — آتے ہیں دنیا میں پھر وہ نیک نام
ایسے گھر میں آ کے لیتے ہیں جنم — ہیں جہاں نیکی و سیم و زر بہم

٤٢ یا جنم لیتے ہیں وہ انساں وہاں — کرم یوگی اور عارف ہو جہاں
یہ جنم لیکن بڑا دشوار ہے — اچھی قسمت ہو تو بیڑہ پار ہے

٤٣ بارِ ہستی جب وہ کرتے ہیں قبول — زندگیٔ نو کا ہوتا ہے حصول
یاد آتے ہیں گزشتہ واقعات — وہ عمل وہ فعل تدبیرِ نجات
پھر برائے فعل کی تکمیل میں — یا گزشتہ یوگ کی تحصیل میں
صرف کر دیتے ہیں ساری کوششیں — تا کہ پہنچیں منزلِ مقصود میں

٤٤ پچھلے فعلوں ہی سے وہ مسحور ہیں — ان کی رغبت کے لئے مجبور ہیں

خود کھنچے آتے ہیں عرفاں کی طرف | گامزن رہتے ہیں یزداں کی طرف
چونکہ ٹھوکر کھا چکے ہیں وہ بشر | اسلیئے کرتے ہیں کوشش بیشتر
یوگ کی تکمیل سے انجام کار | اُن کو ملتا ہے وصالِ کردگار
اس طرح وہ کوششیں کرتے ہوئے | ۴۵ وصلِ حق کا دل سے دَم بھرتے ہوئے
یوگ میں پاتے ہیں آخر کو کمال | ذاتِ حق کا کرتے ہیں حاصل وصال
کرم کانڈی یا تپسوی ہو بشر | ۴۶ مرتبہ یوگی کا عالی ہے مگر
تُم بھی ارجُن یوگ کو حاصل کرو | عاملِ کامل بنو، یوگی بنو
یوں تو یوگی سب کے سب ممتاز ہیں | ۴۷ قابلِ صد عزّت و اعزاز ہیں
لیکن ان میں سب سے افضل ہے وہی | ذات اپنی جس نے مجھکو سونپ دی ہی
ہے فقط میری رضا پر محوِ ذات | میری ہی ہستی ہے اُسکی کائنات
جس نے اپنا آپ مجھ کو دے دیا | دل سے میری یاد کو اپنا لیا

آتم سینم یوگ (پاکیزگیٔ نفس) نام کا
چھٹا ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری گنیش آئینمہ

ساتواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

پھر یہ پربھو یوں پھول برسانے لگے ۱ پیار کے لہجے میں یوں فرمانے لگے

ہو کے میرے لطف کے امیدوار جلوۂ مستور پر ہو کر نثار

پاک ہو کر یوگ کی تکمیل سے اور میرے وصل کی تحصیل سے

کس طرح تم ہو سکو گے بہرہ ور سن لو ارجن یہ بھی رازِ مستتر

منکشف رازِ نہاں کرتا ہوں میں ۲ اس حقیقت کو عیاں کرتا ہوں میں

علم جس کا علمِ مطلق جانیئے اصل جس کی امرِ برحق جانیئے

جو بشر اس علم سے پُرنور ہے آشنائے جلوۂ مستور ہے

اس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں وہ ہے آگاہِ حقیقت بالیقیں

سیکڑوں بندوں میں ہیں بس ایک دو ۳ سچے معنوں میں مرے جویا ہیں جو

ان میں بھی اک آدھ ہے ایسا بشر جو کہ واقف ہے حقیقی طور پر

کیونکہ مجھ کو جاننا دشوار ہے ذات کو پہچاننا دشوار ہے

آتش و آب و زمین و آسماں ۴ باد و عقل و کبر و دل بھی ہیں عیاں

آٹھ ہیں یہ میری فطرت کی صفات — ان میں پوشیدہ ہے میری پاک ذات

لیکن اے ارجن یہ فطرت پست ہے ۵ نچلے ہی درجے پہ رہ کر مست ہے

رکھتا ہوں میں ایک فطرت اور بھی — جسکو حاصل ہر طرح ہے برتری

آتما یا رُوح جس کا نام ہے — سربسر جو ہستیٔ اجسام ہے

جس پہ قائم ہے نظامِ کائنات — جسکے دم سے ہے قیامِ کائنات

ہیں یہ دونوں ہی بنائے دوجہاں ۶ رونق افزائے فضائے دوجہاں

یہ جنم دیتی ہیں مخلوقات کو — جلوہ گر کرتی ہیں کائنات کو

دونوں عالم کی ولادت مجھ سے ہے — اور آخر کار رحلت مجھ سے ہے

میں ہی دُنیا میں ہوں مُختارِ بقا — میرے ہی ہاتھوں میں ہے نظمِ فنا

دوجہاں میں کچھ نہیں میرے سوا ۷ مجھ سا کوئی بھی نہیں ہے دوسرا

مجھ میں سارے مُنسلک ہیں اسطرح — مالا کے منکے گندھے ہوں جسطرح

سن اے ارجن پانی میں لذت ہوں میں ۸ اور مہر و ماہ میں طلعت ہوں میں

اوم ویدوں میں خلا میں ہوں صدا — مردمی مردوں میں ہوں میں برملا

آگ میں ہوں سوز خوشبو خاک میں ۹ ہوں عبادت عابدانِ پاک میں

میں ہی ہوں خلقِ خُدا کی زندگی — مجھ سے ہے شاہ و گدا کی زندگی

میں ہوں ارجن سارے جانداروں میں جان ۱۰ عقلمندوں میں مجھی کو عقل جان

تاب والوں میں ہوں میں تابندگی — عالمِ ایجاد کی ہوں زندگی

زور ہوں میں زور والوں میں مگر ۱۱ خواہشیں رہتی ہیں مجھ سے دُور تر
میں ہوں ہر انساں کے دل کا مدعا جو دھرم میں ہو نہ ہرگز ناروا
مجھ سے ارجن تینوں گن پیدا ہوئے ۱۲ تینوں میری ذات پر شیدا ہوئے
وہ ہیں مجھ میں ۔ میں مگر ان میں نہیں دل میں رکھ اس بات کا کامل یقیں
دہر ہے تینوں گنوں میں پھنس رہا ۱۳ اس لئے مجھ کو نہیں ہے جانتا
میں تو ست، رج، تم سے ہوں بالانشیں عقل دُنیا کی وہاں جاتی نہیں
اس حقیقت سے ہے دُنیا بے خبر میں ہوں لافانی گنوں سے دُور تر
آشنا اس راز سے ہے وہ بشر جس نے پائی ہے نگاہِ حق نگر
تین گن مل کر بنی مایا مری ۱۴ اس پہ غالب آ نہیں سکتا کوئی
محو میری یاد میں ہے جو مدام جیت لیتا ہے اسے وہ نیک نام
پھنس گئے حیوان گنوں کے دام میں ۱۵ مٹ گئے بس آرزوئے خام میں
سر بسر وہ جاہل و ناپاک ہیں بدشعار و ظالم و سفاک ہیں
رکھتے ہیں جو دل میں شیطانی خیال جن پہ نازل ہے گناہوں کا وبال
دھیان وہ میری طرف کرتے نہیں اور حاصل یہ شرف کرتے نہیں
اے بھرت کی نسل کے ممتاز سن ۱۶ مجھ سے میرے عابدوں کا راز سن
میرے بھگتوں کی یہ چار اقسام ہیں دل سے جو خواہانِ فیضِ عام ہیں
پہلے وہ جن کو ہے حرصِ دُنیوی دُوسرے وہ جو ہیں روگوں سے دکھی

تیسرے وہ طالبِ عرفاں ہیں جو — چوتھے وہ جو پا چکے ہیں گیان کو

۱۷ ان میں گیانی کا ہے اونچا مرتبا — وصل میرا جس کو حاصل ہو گیا

مل کے میری ذات میں سرشار ہے — مجھ کو اس سے اس کو مجھ سے پیار ہے

۱۸ یوں تو یہ چاروں کے چاروں نیک ہیں — پارسا ہیں، منتخب ہیں، ایک ہیں

ذات گیانی کی ہے لیکن میری ذات — ایک ہی ہے میری یا گیانی کی ذات

۱۹ سیکڑوں جنموں میں پاتا ہے مجھے — تب وہ اپنے من میں لاتا ہے مجھے

پھر وہ ہو جاتا ہے آگاہِ نکات — دیکھتا ہے اپنے اندر میری ذات

جب کٹھن منزل یہ پا جاتا ہے وہ — سربسر مجھ میں سما جاتا ہے وہ

مجھ میں اس میں فرق پھر کوئی نہیں — اس کا ملنا ہے مگر مشکل تریں

۲۰ عیشِ فانی پر ہیں جو دل سے نثار — دنیوی لذات کے امیدوار

دیوتاؤں کا وہ کرتے ہیں بھجن — اپنی اپنی طرز میں ہیں سب مگن

۲۱ پوجا کرتے ہیں بھگت جس روپ کی — جس میں رکھتے ہیں عقیدت وہ دلی

کرتا ہوں ان کا عقیدہ پائیدار — تا کہ ہو جائے وہ بھگتی استوار

۲۲ پوجتا ہے پختہ ہو کر پھر بشر — رکھتا ہے اس روپ کو پیشِ نظر

خوب ہو جاتا ہے پکا اعتقاد — دیوتا کو خود پہ کر لیتا ہے شاد

ہو کے بھگتی کے ثمر سے کامراں — عمر بھر رہتا ہے دل میں شادماں

یہ ثمر بھی میں ہی دیتا ہوں اسے — سایۂ رحمت میں لیتا ہوں اسے

اسطرح ثمرہ جو پاتے ہیں بشر ۲۳ دائمی ہوتا نہیں اُس کا اثر
عارضی ہے اور فانی ہے یہ پھل — بے خرد کی زندگانی ہے یہ پھل
کرتے ہیں جو دیوتاؤں کا بھجن — اُن کی منزل بھی ہے دیوؤں کا وطن
کرتے ہیں میرے بھگت حاصل مجھے — جانتے ہیں جاوداں منزل مجھے

سب سے برتر پاک تر اعلیٰ ہوں میں ۲۴ غیر فانی اور بے ہمتا ہوں میں
ہوں نہاں نظروں سے لامحدود ہوں — ذرّے ذرّے میں مگر موجود ہوں
لوگ مجھکو جان سکتے ہی نہیں — کم نظر پہچان سکتے ہی نہیں
وہ سمجھتے ہیں کہ میں محدود ہوں — مثلِ انساں جسم میں مسدود ہوں

یوگ مایا میں چھپا رہتا ہوں میں ۲۵ اپنی فطرت سے ڈھکا رہتا ہوں میں
اسلئے رہتا ہوں نظروں سے نہاں — درحقیقت ہوں میں سب کے درمیاں
ابتدا و انتہا سے بے نیاز — بے جنم ہوں اور سب کا کارساز
اہلِ دُنیا اپنی غفلت کے سبب — میری اصلیت سے ناواقف ہیں سب

عہدِ ماضی، حال، مُستقبل کو میں ۲۶ جانتا ہوں اِن کی ہر محفل کو میں
جو ہُوا، ہوتا ہے، ہوگا جو ابھی — جانتا ہوں سارا حالِ واقعی
میرا لیکن رازداں کوئی نہیں — آشنا و محرم و ہم داستاں کوئی نہیں
کیونکہ لوگوں میں عقیدت ہی نہیں — نام سے میرے محبّت ہی نہیں

رغبت و نفرت کے باعث ہر بشر ۲۷ راحت و کلفت میں ہے آٹھوں پہر

باہمی جھگڑوں بکھیڑوں میں پڑا — وہم کی اُلجھن میں ہے اُلجھا ہوا
بے غرض جنکے مگر اعمال ہیں ۲۸ پاک سیرت ہیں نکو افعال ہیں
جو گناہوں کی حدوں سے دُور ہیں — ایسی راہوں کی حدوں سے دُور ہیں
اُلفت و نفرت سے جو آزاد ہیں — رنج و راحت چھوڑ کر دل شاد ہیں
کرتے ہیں تن من سے وہ میرا بھجن — اُن کے دل میں ہے فقط میری لگن
دل میں رکھ کر محض میرا آسرا ۲۹ جانتے ہیں مجھ کو ہی مشکل کُشا
کرتے ہیں کوشش بھلائی کے لئے — مرنے جینے سے رہائی کے لئے
چاہتے ہیں وہ کہ پا جائیں نجات — اور چھُوٹے دامنِ مرگ و حیات
وہ ہیں عرفان و عمل سے بہرہ ور — اور میری ذات سے ہیں با خبر
جو ادھی بھوت اپنے دل میں جان لے ۳۰ یا ادھی دیو اپنے من میں مان لے
جو ادھی بگیہ مجھ کو سمجھے بَر مَلا — اصل میں ہے وہ حقیقت آشنا
مرتے دم بھی یاد رکھتا ہے مجھے — نزع میں بھی شاد رکھتا ہے مجھے
بعد مرنے کے وہ پاتا ہے نجات — اور ہو جاتا ہے آخر جزو ذات

گیان یوگ (علم معرفت) نام کا
ساتواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینہ

آٹھواں ادھیائے

ارجن

مائلِ گفتار یوں ارجن ہوا ۱ اے مرے بھگوان میرے رہ نما
برہمہ کیا ہے اور ادھیاتم ہے کیا کون سا ہے بھید ان میں چھپ رہا
کرم کیا ادھی بھوت کیا نستے ہے بھلا اور کیا ادھی دیو کا ہے مدّعا
شرح ان الفاظ کی فرمایئے کیا حقیقت اِن میں ہے سمجھایئے
اے پربھو ادھی یگیہ سے ہے کیا مُراد ۲ اس میں پنہاں ہو رہی ہے کس کی یاد
کس کے دم سے جسم ہے حرکت کناں بس رہا ہے کون اس کے درمیاں
خود پہ قابو پا چکے ہیں جو بشر آشنا جلوؤں سے ہے جن کی نظر
مرتے دم جب دے رہے ہیں جان وہ آپ کا کرتے ہیں کیوں کر دھیان وہ

شری بھگوان کرشن جی

یوں ہوئے بھگوان جی نغمہ فشاں ۳ کوئی بھی ثانی نہیں جس کا یہاں
برہمہ ہے اُس قادرِ مطلق کا نام ذرّے ذرّے میں جو رکھتا ہے قیام
اور ادھیاتم کے معنی آتما فطرتِ برحق ہے روحِ لا فنا

جس سے ہے سارے زمانے کا ظہور
کرم کہتے ہیں اسے سب ذی شعور

٤
ہوتے ہیں اجسام پہلے رونما
اور آخر کار ہوتے ہیں فنا

ہوتے ہیں موجود پھر معدوم جو
کہتے ہیں ادھی بھوت ان اجسام کو

جو بناتا ہے یہ ساری صورتیں
کہتے ہیں ادھی دیو اُس کو اصل میں

اور ادھی یگیہ اسمِ اعظم ہے مرا
نام گویا فخرِ عالم ہے مرا

٥
مرتے دم جو یاد رکھتا ہے مجھے
نزع میں بھی شاد رکھتا ہے مجھے

آکے مل جاتا ہے میری ذات میں
شک نہیں ارجن ذرا اس بات میں

٦
مرتے دم جو آرزو رکھے بشر
جس کا وہ جویا رہا ہو عمر بھر

مرنے پر اُس آرزو کو پائے گا
اور اُس کی ذات میں مل جائیگا

٧
اس لیے ارجن تو کر میرا بھجن
جنگ بھی کر دل میں رکھ میری لگن

بیگماں پائے گا تو میرا وصال
اپنے دل میں پختہ کر لے یہ خیال

٨
جو بشر میرا بھجن کرتا رہے
دل کسی جانب کبھی جانے نہ دے

مرکے آخر مجھ میں مل جاتا ہے وہ
مرنے جینے میں نہیں آتا ہے وہ

٩
صدق رکھ کر جو دلِ آبادہ میں
محو ہو جاتا ہے اُس کی یاد میں

منکشف ہیں جس پہ اسرارِ نہاں
جسکو کہتے ہیں خبیر و غیب داں

حاکمِ کُل ابتدا سے بے نیاز
ہے لطیف و برتر و خلقت نواز

جو مجسّم نور و لامحدود ہے
پاک تر ہے ہر جگہ موجود ہے

مردِ عامل جو عقیدت مند ہے ۱۰ یوگ بل سے ہر طرح خورسند ہے
ہو کے یک سُو ابروؤں کے درمیاں دیکھتا ہے روشنی کو بے گماں
مست رہتا ہے اُسی کے دھیان میں غرق ہو جاتا ہے یوں عرفان میں
اور آخر نور بن جاتا ہے وہ جلوۂ مستور بن جاتا ہے وہ
وید میں اونکار جس کا نام ہے ۱۱ درحقیقت وہ ہی مکتی دھام ہے
نفرت و اُلفت کو دل سے چھوڑ کر جس میں جا ملتا ہے یوگی بے ضرر
جس کو پانے کے لئے اکثر بشر رہتے ہیں تنہا مجرّد پاک تر
رکھتے ہیں جو اوم کو وردِ زباں ہوتے ہیں وہ واصلِ حق بیگماں
تن کے دروازوں کو پہلے روک کر ۱۲ اپنے دل کو ہر طرف سے روک کر
وسطِ سر میں روک کر اپنے پران رات دن کرتا ہے میرا ہی دھیان
رکھ کے میرے روپ ہی میں انہماک ۱۳ اوم کا کرتا ہے بس وردِ پاک
ایسے عالم میں جو مر جائے بشر میری ذاتِ پاک میں پائے وہ گھر
ہر طرف سے جو ہٹا لے اپنا دل ۱۴ اور مجھ ہی میں لگا لے اپنا دل
دل کو جب یکسو بنا لیتا ہے وہ مجھ کو آسانی سے پا لیتا ہے وہ
جسکو حاصل ہو گیا میرا وصال ۱۵ بہتریں ہے ایسے یوگی کا مآل
مجھ میں مل کر پھر جنم پاتا نہیں دُکھ بھری دُنیا میں وہ آتا نہیں
بستے ہیں برہمہ لوک تک جتنے جہاں ۱۶ اُن میں مر کے جاتی ہیں جو ہستیاں

پھر جنم لیتے ہیں آکر برملا　　آنے جانے کا ہے جاری سلسلہ

پا لیا جس شخص نے میرا وصال　　آگیا برہم لوک میں فرخندہ فال

پھر جنم لے کر نہیں آتا ہے وہ　　میرے اندر ہی سما جاتا ہے وہ

١٧ چار یُگ کی ہوتی ہے اک چوکڑی　　اس کو کہتے ہیں مہایُگ سب رشی

جب گزرتے ہیں مہایُگ اک ہزار　　ہوتا ہے اک دن برہما کا شمار

اتنے ہی عرصہ کو جانو ایک رات　　کس قدر پیچیدہ ہے چھوٹی سی بات

یوگیوں کی اس پہ رہتی ہے نظر　　اس حقیقت سے وہی ہیں باخبر

١٨ جب عیاں ہوتی ہے برہما کی سحر　　غیب سے بنتی ہے خلقت سر بسر

آئیگا برہما کا جب وقتِ مسا　　غیب میں ہوجائے گی خلقت فنا

١٩ یوں ہی ارجنؔ سب کی سب خلقِ خدا　　دن کو پیدا شب کو ہوتی ہے فنا

٢٠ غیب سے آگے ہے اک نوری مقام　　جس کا ہے نامِ مبارک پرم دھام

نور میں پوشیدہ ہے وہ لازوال　　غیر فانی، نورِ مطلق، ذوالجلال

٢١ وہ مجسّم نور ہے میرا مقام　　جس کو حاصل ہے حقیقت میں دوام

اس میں جا کر پھر کوئی آتا نہیں　　پھر زمانے میں جنم پاتا نہیں

٢٢ جس کے دم سے یہ جہاں آباد ہے　　جو خدائے عالمِ ایجاد ہے

چاہتا ہے دل سے جو اس کا وصال　　وہ کرے پیدا عبادت میں کمال

٢٣ پیارے ارجنؔ آج تجھ سے برملا　　حال سن یوگی کے وقتِ مرگ کا

کب وہ مرکر پھر جنم پاتا نہیں　　کب وہ مر کے پھر سے آتا ہے یہاں

۲۴ دن ہو، آتش ہو، اُجالا پاکھ ہو　　رُخ ہو سورج کا شمالی سمت کو

ایسے عالم میں ہو جس کا انتقال　　بے گماں پائے گا وہ میرا وصال

۲۵ دُود ہو، شب ہو، اندھیرا پاکھ ہو　　رُخ ہو سورج کا جنوبی سمت کو

موت ایسے میں جو یوگی پائے گا　　چاند میں رہ کر وہ واپس آئیگا

۲۶ یہ دو راہا مستقل ہے ٹھیک ہے　　ایک روشن اور اک تاریک ہے

پہلے رستے سے تو ملتی ہے نجات　　دوسرا دیتا ہے پھر تازہ حیات

۲۷ دونوں رستوں کا ہے جو راز آشنا　　دُنیوی اُلفت سے رہتا ہے جُدا

تُم بھی ارجن یوگ کو حاصل کرو　　خود کو ذاتِ پاک میں شامل کرو

۲۸ وید کے پڑھنے سے جو ملتا ہے پھل　　سُود مند ہے جس قدر حُسنِ عمل

یگیہ سے تپ سے جو ملتا ہے ثمر　　دان کرنے سے جو ہوتا ہے اثر

دُور تر ہے ان سے یوگی کی نظر　　جانتا ہے ان کو ہیچ و بے وقر

کیونکہ وہ ہے منزلِ حق کا مکیں　　یہ جہاں اُسکے لئے کچھ بھی نہیں

اکھشر برہم یوگ (ہستیٔ لافنا) نام کا

آٹھواں ادھیائے سماپت ہوا

نواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

۱ پھر ہُوا ارشاد یوں بھگوان کا — پھر کھُلا رازِ نہاں عرفان کا
پیارے ارجن تو ہے بیشک نیک خو — تو نہیں ہے نکتہ چین و عیب جو
تجھ سے کہتا ہوں میں اب رازِ نہاں — معرفت کا جو ہے اندازِ نہاں
اس کو سن کر دور ہو جائے گا غم — ہر طرح کا فور ہو جائے گا غم

۲ راز یہ ہر راز سے ممتاز ہے — نکتے نکتے میں نیا انداز ہے
علم یہ ہر علم کا سرتاج ہے — سارے علموں پر اسی کا راج ہے
پاک تر، اعلیٰ و برتر ہے یہی — دوسرے علموں سے بڑھ کر ہے یہی
غیر فانی، پُراثر، آسان ہے — یہ دھرم ہے نام اس کا گیان ہے

۳ اس دھرم کی قدر جو کرتا نہیں — اسکی اُلفت کا جو دم بھرتا نہیں
زندگی و موت کا دامِ بلا — رکھتا ہے پابند اُس کو برملا

۴ ساری دُنیا کو کیا میں نے عیاں — لیکن اپنے آپ کو رکھا نہاں
مجھ میں ہے موجود ساری کائنات — سب سے لیکن دُور تر ہے میری ذات

۵ میری نشانِ بے نیازی دیکھئے — خوب ہے کیا جلوہ سازی دیکھئے
مجھ میں ہے مخلوق سب موجود بھی — غور سے دیکھو تو ہے نابود بھی
میں ہوں بے شک خالقِ ارض و سما — پالنے والا ہوں سب اجسام کا
پھر بھی میں رکھتا نہیں ان میں قیام — سب سے ارجن ہے الگ میرا مقام

۶ جسطرح ہر سمت چلتی ہے ہوا — ایسے میں بھی اُس کا مسکن ہے خلا
ہے یوں ہی مخلوق کا مجھ میں قیام — اس حقیقت کو سمجھ اے نیک نام

۷ دَورِ دُنیا ختم ہو جاتا ہے جب — مجھ میں مل جاتے ہیں یہ اجسام سب
دَورِ نو کا پھر سے جب آغاز ہو — میں بنا لیتا ہوں کائنات کو

۸ اپنی ہی قدرت پہ پا کر اختیار — رچتا ہوں سنسار کو میں بار بار
کرم جیسے ہوں کسی انسان کے — میں جنم دیتا ہوں ویسا ہی اسے

۹ آفرینش کا ہے گو مجھ سے ظہور — میں مگر رہتا ہوں اس سے دُور دُور
بے تعلق ہوں جہاں میں سر بسر — مجھ پہ کرموں کا نہیں کچھ بھی اثر

۱۰ میں فقط مالک ہوں کُنتی کے پسر — کام کرتی ہے مری قدرت مگر
اس لئے سارا جہاں جنبش میں ہے — زندگی و موت کی گردش میں ہے

۱۱ درحقیقت میں ہوں عالم کا خدا — راز یہ جاہل نہیں ہے جانتا
قالبِ انساں میں مجھ کو دیکھ کر — رکھتا ہے مجھ پر حقارت کی نظر

۱۲ ایسے جاہل کی ہیں اُمیدیں فضول — سیرتِ شیطاں کو کرتا ہے قبول

وہ جہاں میں بے طرح ناکام ہے — اُس کا ہر اک فعل بد انجام ہے
مُنکروں کی پیروی کرتا ہے وہ — مُلحدوں کی ہمسری کرتا ہے وہ
اُسکی فطرت میں خباثت ہے بھری — اُسکے باطن میں کثافت ہے بھری
لیکن ارجُن جو بشر ہیں نیک خو ۱۳ نیک سیرت، نیک طینت، نیک جُو
عابد و طاعت گزار و پارسا — حق پسند و حق پرست و حق نما
جانتے ہیں بانیٔ دُنیا مجھے — مانتے ہیں حاصلِ عقبےٰ مجھے
ان کو ہے ہر وقت میری ہی لگن — ہر نفس کرتے ہیں وہ میرا بھجن
عزم راسخ کے ہیں جو آئینہ دار ۱۴ رکھتے ہیں مجھ پر یقیں دیوانہ وار
کرتے رہتے ہیں مری حمد و ثنا — آسرا ہے اُن کو میرے نام کا
مست رہتے ہیں وہ میرے ذکر میں — محو رہتے ہیں وہ میری فکر میں
ہیں وہ کوشاں مجھ کو پانے کیلئے — میری ہستی میں سمانے کے لئے
پوجتے ہیں بعض مجھ کو یگّیہ سے ۱۵ چاہتے ہیں اسطرح درشن مرے
بعض ہو کر میری وحدت پر نثار — کرتے ہیں اپنی عقیدت آشکار
بعض کثرت پر ہیں رکھتے اعتقاد — کرتے ہیں مجھ کو کئی رنگوں سے یاد
مجھ کو آقا خود کو خادم جان کر — پُوجتے ہیں مجھ کو ایسا مان کر
میں ہی ارجن آہوتی ہوں میں ہی گھی ۱۶ یگیہ میں ہوں یگیہ کا سب کرم بھی
آگ میں غلّہ بھی میں ہوں برملا — میں ہوں منتر میں ہی برہمن کی صدا

آسرا سب کا ہوں سب کا پاسباں ۱۷ سب کا خالق، باپ، دادا، اور ماں
رگ، یجر، سام، اوم مجھ کو جان لے میری ہستی کو مقدس مان لے
سب کے فعلوں کا ثمر دیتا ہوں میں ۱۸ سب دعاؤں میں اثر دیتا ہوں میں
سب کا رازق سب کا ہوں پروردگار سب کا مالک سب کا ہوں میں رازدار
سب کا حافظ سب کے رہنے کا مکاں سب کا رہبر سب کا ہوں روزی رساں
میں ہوں سب کی زندگی سب کی فنا میں ہوں سب کا غیر فانی آسرا
پیارے ارجن میں ہی سورج روپ ہوں ۱۹ میں ہی گرمی اور میں ہی دھوپ ہوں
خود بھی تپتا ہوں تپاتا بھی ہوں میں رات یا دن کو تپاتا بھی ہوں میں
بادلوں کو رنگ پر لاتا ہوں میں روکتا ہوں اور برساتا ہوں میں
میں بقا ہوں اور میں ہی ہوں فنا جھوٹ سچ بھی جان مجھ کو برملا
چاروں ویدوں کے عمل میں ہیں جو مست ۲۰ طالبِ فردوس یا جنت پرست
سوم رس پی کر ہوئے پاپوں سے دور یگیہ سے لیتے ہیں پوجا کا سرور
نیک طینت، نیک دل، نیکو شعار راحتِ جنت کے ہیں امیدوار
خلد آخر کار پا لیتے ہیں وہ اپنے کرموں کا مزا لیتے ہیں وہ
ختم ہو جاتے ہیں جب سارے ثواب ۲۱ بند ہو جاتا ہے پھر جنت کا باب
پھر پلٹ کر دہر میں آتے ہیں وہ اس جہاں میں پھر جنم پاتے ہیں وہ
چاہتے ہیں جو بہتر کرموں کا پھل محض مطلب کیلئے ہے ہر عمل

مرنے جینے سے وہ چھوٹ سکتے نہیں — آمد و شد میں رہیں گے بالیقین
پیار سے جو یاد کرتے ہیں مجھے ۲۲ بے غرض یوں شاد کرتے ہیں مجھے
کرتا ہوں اُن کی حفاظت ہر طرح — کر سکیں میری عبادت ہر طرح
تن سے من سے یا عقیدت سے بشر ۲۳ پوجتا ہے دیوتاؤں کو اگر
وہ مجھی کو پوجتا ہے بے گماں — اُسکی پوجا میں مگر ہیں خامیاں
یگیہ میں ہوں یگیہ کی پوجا ہوں میں ۲۴ یگیہ کا سب بھوگ بھی کھاتا ہوں میں
اس حقیقت سے ہیں انساں بے خبر — مرنے جینے میں پھنسے ہیں سربسر
کرتے ہیں جو دیوتاؤں کا بھجن ۲۵ پاتے ہیں وہ دیوتاؤں کا وطن
پتروں کی پوجا کرے جو بے گماں — پتروں کی دُنیا میں پائے وہ مکاں
کرتا ہے بھوتوں کی پوجا جو بشر — بھوتوں میں ملتا ہے جا کر سربسر
بے غرض کرتا ہے جو پوجا مری — مجھ میں مل جاتا ہے آخر وہ مُنی
میری پوجا اس قدر آسان ہے ۲۶ خود بھگت بھی دیکھ کر حیران ہے
دل میں سالک کے عقیدت چاہیئے — مجھ سے بس سچی محبت چاہیئے
بھینٹ کرتا ہے جو کوئی جل مجھے — یا چڑھائے پھول، پتر، پھل مجھے
پریم سے جو کچھ بھی ہوتا ہے وصول — شوق سے کرتا ہوں میں اُسکو قبول
یگیہ ہو، تپ ہو، ہون ہو، دان ہو ۲۷ کرم یا خوراک کا سامان ہو
جاپ ہو، تیرتھ ہو یا جو کچھ بھی ہو — پریم سے ارجن مجھی کو سونپ دو

اس طرح تم نیک و بد اعمال سے ۲۸ اپنے کرموں کے گھنیرے جال سے
جان جانے پر رہائی پاؤ گے اور میری ذات میں مل جاؤ گے

ہر بشر پر ہے مری یکساں نظر ۲۹ میں نہیں ہوں تفرقہ سے بہرہ ور
پریم سے کرتا ہے جو میرا بھجن مجھ میں وہ میں اس میں رکھتا ہوں وطن

کوئی چاہے کتنا بھی ہو بدچلن ۳۰ کرتا ہے دل سے اگر میرا بھجن
اُس کو سادھو جان لینا چاہئے نیک اُس کو مان لینا چاہئے

جلد وہ دھرماتما ہو جائے گا ۳۱ اور پھر تسکینِ کامل پائے گا
دل میں رکھ ارجن تو یہ کامل یقیں ہر بھگت میرا فنا ہوتا نہیں

ویش ہو، عورت ہو، شودر ہو کوئی ۳۲ یا ہو پاپی جیو بشر نر کوئی
جب کبھی میری شرن میں آئیگا رُتبہ میرے قُرب کا وہ پائے گا

ہو برہمن یا ہو کوئی چھتری ۳۳ دل سے کرتا ہو جو میری بندگی
ایسے عابد کی تو کیا ہی بات ہے سمجھو اُس کی ذات میری ذات ہے

جسمِ انساں درد و غم کی کان ہے دہر میں دو روز کا مہمان ہے
قالبِ خاکی کا ہے یہ مدّعا یاد رکھو ہر نفس پرماتما

پیارے ارجن مجھ میں اپنا من لگا ۳۴ جان لے میں ہوں ترا پرماتما
چھوڑ کر دل سے خیالِ ماسوا میرے ہی قدموں میں اپنا سر جھکا
قالب و قلب و زباں کے فعل سے جو بھی ملتا ہے مجھی کو سونپ دے

پوُجِ مجھ کو، دیکھ جلوؤں کا ظہوُر		اسطرح تو مجھ کو پائیگا ضرور

راج وِدّیا راج گو یہ (شاہِ عُلوم) نام کا
نواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینہ

دسواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی۔

اے بہادر کُنتی پتر سُن ذرا ۱ راز اک کہتا ہوں تجھ سے پھر نیا
تو مرا پیارا بھگت ہے اس لئے کہتا ہوں تیرے بھلے کے واسطے
دیوتا یا مہرشی ہیں جس قدر ۲ سب ہیں میری ابتدا سے بے خبر
کیونکہ میں تو خود ہوں اُنکی ابتدا اُن کو دیتا ہوں جنم انسان کا
سب کا مالک میں ہوں سب کا کارساز ۳ ابتدا و انتہا سے بے نیاز
غیر فانی ہوں جنم لیتا نہیں اپنی قدرت کا پتا دیتا نہیں
آشنا اس راز سے ہے جو بشر اُس پہ پاپوں کا نہیں ہوتا اثر

انکسار و عقل و وہم و درگزر ۴ معرفت، حُسنِ صداقت اور ڈر
ضبطِ دل، ضبطِ نظر، ضبطِ حواس بُردباری، رحم، بے خوفی، ہراس

راحت و تکلیف و تولید و فنا ۵ بندگی و بخشش و صبر و ثنا
شہرت و ذلّت، ندامت، آگہی درد یا یکسانیت یا گُم رہی

الغرض جتنی ہیں دُنیا میں صفات جن سے وابستہ ہے انسانوں کی ذات
مجھ سے ہی پیدا ہوئی ہیں بیگماں میری ہی فطرت میں ہے اُنکا مکاں

چار پہلے بعد کے ساتوں رشی ۶ اور پھر چودہ منو بھی ساتھ ہی
میرے ہی من سے ہوئے پیدا یہاں اُن سے پھر پیدا ہوا سارا جہاں

جن کو ہے میری حقیقت کا پتا ۷ وُسعتِ قدرت سے جو ہیں آشنا
ہر گھڑی رہتے ہیں میرے دھیان میں یوگ سے سرمست ہیں وہ گیان میں

مَیں نے ہی سارا جہاں پیدا کیا ۸ مَیں ہی دنیا ہوں اسے پھر ارتقا
یہ حقیقت جانتا ہے جو بشر کرتا ہے میرا بھجن آٹھوں پہر

جان و دل سے جو مجھے رکھتے ہیں یاد ۹ رہتے ہیں میرے بھجن میں شاد شاد
جان کی بازی لگا دیتے ہیں جو اپنی ہستی کو گنوا دیتے ہیں جو
کرتے ہیں میرا ہی چرچا ہر گھڑی رہتے ہیں میرے ہی شیدا ہر گھڑی
اسطرح دل کا سکوں پاتے ہیں وہ اور مجھ میں ہی سما جاتے ہیں وہ

جن کو ہے ہر وقت میری ہی لگن ۱۰ پریم سے کرتے ہیں جو میرا بھجن

بخشتا ہوں عقل کا وہ یوگ انہیں — جس سے آسانی سے مجھ کو پا سکیں

رحم کھاتا ہوں میں اُن کے حال پر ۱۱ خود بنا لیتا ہوں اُن کے دل میں گھر

شمع عرفاں کی میں دے کر روشنی — دُور کر دیتا ہوں تا ریکی رہی

ارجن

سُن کے ارجن اِس طرح کہنے لگا ۱۲ کیا کہوں بھگوان رُتبہ آپ کا

سب سے افضل سب سے برتر آپ ہیں — سب سے اعلیٰ سب سے بڑھ کر آپ ہیں

اِس جہاں کی ابتدا ہے آپ سے — ابتدا کی انتہا ہے آپ سے

دست گیر و خالقِ اکبر ہیں آپ — پاک، ارفع، عادل و داور ہیں آپ

سب کے رازق، غیر فانی، بے جنم ۱۳ سب کے مالک اور سب کے محترم

سب میں پنہاں اور سب میں جلوہ گر — قائم و دائم ہیں آپ اک حال پر

ویاس، دیول، است، نارد، مہ رشی — پا چکے منزل جو کامل یوگ کی

کرتے ہیں تصدیق اِن الفاظ کی — اور ہے یہ آپ کا ارشاد بھی

آپ جو کچھ بھی ہیں مجھ سے کہہ رہے ۱۴ مانتا ہوں اپنے دل میں سچ اُسے

طرفہ تر ہے رازِ پنہاں آپ کا — دیوتا، دانو ہیں سب نا آشنا

آپ ہی ہیں خالقِ کون و مکاں ۱۵ آپ ہی ہیں مالکِ ہر دو جہاں

محفلِ امکاں کی ہیں بنیاد آپ — ہیں خدائے عالمِ ایجاد آپ

کون جانے بھید ذاتِ پاک کا — دیوتاؤں کے تمہیں ہو دیوتا

خود ہی خود کو جان سکتے ہو پربھو — دوسرا اس میں کرے کیا گفتگو

۱۶ بس رہے ہیں سب جس طاقت سے آپ — جلوہ گر ہر جا ہیں جس عظمت سے آپ

یہ تماشا سر بسر اعجاز ہے — آپ ہی کے ہاتھ اس کا راز ہے

۱۷ دھیان کرنے کی روش فرمایئے — بھید اپنا آپ ہی سمجھایئے

دھیان میں وہ کون سا سامان ہو — جس سے مجھ کو آپ کی پہچان ہو

۱۸ آپ اپنی یوگ شکتی کا بیاں — قدرتی طاقت کا پھر رازِ نہاں

مہرباں ہو کر کہیں تفصیل سے — فائدہ ہو مجھ کو اس تکمیل سے

اتنا دل کش ہے بیاں یہ آپ کا — سیر ہوتا ہی نہیں ہے دل مرا

شری بھگوان کرشن جی

۱۹ سن کے ارجن کی زباں سے عرضِ حال — یوں ہوئی گلبار ذاتِ ذوالجلال

اے جری اے کورووں میں پاک تر — پیارے ارجن سن بیانِ مختصر

کہہ رہا ہوں طاقتیں کچھ خاص خاص — سن کے ہو جاؤ گے پاپوں سے خلاص

کیونکہ لامحدود ہے وسعت مری — عقل میں آتی نہیں قدرت مری

۲۰ میں ہی ارجن روحِ مخلوقات ہوں — زندگی و جانِ کائنات ہوں

سب کا ہوں آغاز و وسط و انتہا — چل رہا ہے مجھ سے سارا سلسلہ

میں ہی خالق میں ہی ہوں پروردگار — میں ہی مالک میں ہی سب کا رازدار

۲۱ آدتی کے جو ہوئے بارہ پسر — ان میں وشنو مجھ کو جان اے دیدہ ور

جسقدر ہیں تاب دار اشیا یہاں اُن میں سُورج مَیں ہوں بیشک بیگماں
میں مریچی ہوں ہوا کا دیوتا ہے لقب نکشتروں میں چاند کا
کہہ رہا ہوں تجھ سے ارجن خاص بھید ۲۲ جان لے ویدوں میں مجھکو سام وید
حاسۂ خمسہ میں دل ہے میرا نام دیوتاؤں میں ہوں اندر شاد کام
میں ہوں مخلوقات کی روح وروان خود عیاں ہوں اور خود ہی ہوں نہاں
مَیں ہوں یکشوں اور اسروں میں کبیر ۲۳ پربتوں میں نام ہے میرا سمیر
گیارہ رُدروں میں مجھے شنکر تو جان آٹھ وسُوؤں میں ہوں اگنی بیگمان
دہر میں ہیں جس قدر آلی مقام ۲۴ ہے سمندر اُن کے اندر میرا نام
مجھ کو گوروؤں میں برہسپت جانئے سینا پتیوں میں سکندھ جی مانئے
منتروں میں اوم رشیوں میں بھرگو ۲۵ یگوں میں جپ یگیہ ہوں اے نیک خو
رہتے ہیں اجسام جو ساکن مدام اُن میں ہے کوہِ ہمالہ میرا نام
مَیں درختوں میں پیپل کا درخت ۲۶ دیو رشیوں میں ہوں نارد نیک بخت
چترتھ ہوں مَیں ہی گندھربوں کا دل اور سدھوں میں سمجھ مجھ کو کپل
اُچّے شروا میں ہوں اسپ بادپا ۲۷ ہاتھیوں میں نام ایراوت مرا
شاہِ عادل مَیں ہی انسانوں میں ہوں غم رُبا دُنیا کے غم خانوں میں ہوں
جنگ کے آلات میں بجر ہوں مَیں ۲۸ اژدہوں میں باسکی اژدر ہوں میں
کام دھنو گایوں میں جان لے جذبۂ شہوت مجھی کو مان لے

۲۹ نام ہے ناگوں میں پایا شیش کا — اور پتروں میں ہوں میں ہی اریما
میں ہی ہوں یم راج ایسا قہر فن — عالمِ آبی کے اندر ہوں ورن

۳۰ میں پرندوں میں گرڑ ہوں بے گماں — پھاڑنے والوں میں ہوں شیر ژیاں
دیتوں میں پہلاد میرا نام ہے — وقت ہوں میں گنتی کرنا کام ہے

۳۱ تیز گاموں میں ہوں بادِ تیز گام — اور میں ہتھیار بندوں میں ہوں رام
مچھلیوں میں جان لے مجھ کو مگر — ندیوں میں ہوں میں گنگِ پاک تر

۳۲ در حقیقت ساری کائنات کا — میں ہوں وسط و ابتدا و انتہا
سارے علموں میں ہوں علمِ معرفت — بحث میں ہوں بحث کی میں علمیت

۳۳ حرفوں میں آکار ہے میرا ہی نام — وقت ہوں میں جس کا نہیں ہے اختتام
لفظوں کے جوڑوں میں اک دوندا ہوں میں — جس کا ہر سو رُخ ہے وہ برہما ہوں میں

۳۴ موت ہوں میں سب کو کرتا ہوں فنا — ہستیِ عالم کی میں ہوں ابتدا
عورتوں میں نیک نامی دلبری — خوبروئی، خوش کلامی، دل کشی
خلق و رفق و تیز فہمی و حیا — بُردباری، حلم و عفو و حوصلا
تو مجھی کو جان یہ ساری صفات — بس رہی ہے ان میں میری پاک ذات

۳۵ چھندوں میں ہوں گائتری میں کلام — وید میں پایا ہے برہت شام نام
ماہِ مگھر ہوں مہینوں کا مہنت — موسموں میں مجھ کو کہتے ہیں بسنت

۳۶ جعل سازوں میں جوا ہوں سربسر — با اثر لوگوں میں ہوں میں ہی اثر

جیتنے والوں میں مجھ کو جیت جان — اور سچوں میں سچائی مجھ کو جان
میں ہی اربابِ یقیں کا ہوں یقیں — پیارے ارجن شک ذرا اس میں نہیں

۳۷ یادووں میں کرشن مجھ کو جان لے — پانڈووں میں مجھکو ارجن مان لے
میں ہی ہوں مُنیوں میں ویاسِ پارسا — میں ہی ہوں شُکر ساحرِ شیریں نوا

۳۸ حاکمانِ وقت کی میں ہوں سزا — طالبِ نصرت کا ہوں میں مدعا
رازِ پوشیدہ میں خاموشی ہوں میں — عارفوں میں معرفت کوشی ہوں میں

۳۹ میں ہی ہوں تخلیقِ عالم کا سبب — مجھ سے ہی پیدا ہوئی مخلوق سب
جتنی اشیا دہر میں ہیں رونما — کوئی بھی ان میں نہیں مجھ سے جدا

۴۰ میری قدرت کی تو کوئی حد نہیں — میں ہوں پیدا اس میں رد و کد نہیں
کر دیا ہے ذکر تجھ سے مختصر — یہ سمجھنے پر تو ہو گا دیدہ ور

۴۱ جو بھی شے ہے پُر جمال و پُر جلال — تابناک و تابدار و باکمال
میرے ہی جلوے سے ہے اُسکا ظہور — اس میں پوشیدہ ہے بس میرا ہی نور

۴۲ میری قدرت چونکہ لامحدود ہے — اسلئے تفصیل بھی بے سود ہے
ساری کائنات کی یہ انجمن — میری قدرت کی ہے چھوٹی سی کرن

وبھوتی یوگ (جلالِ ربّانی) نام کا دسواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئیمہ

گیارہواں ادھیائے

ارجن

اے ہرے دم ساز میرے غم رُبا ۱ رازِ پنہاں مجھ پہ افشا کر دیا
مجھ پہ فرمائی عنایت آپ نے دُور کر دی ہے جہالت آپ نے

آپ نے دُنیا کی تخلیق و فنا ۲ کہہ دی بالتفصیل مجھ سے برملا
آپ کی اس شانِ ربّانی کا حال سُن لیا ہے ذاتِ لاثانی کا حال

آپنے اپنے کو جو کچھ بھی کہا ۳ ٹھیک ہے لیکن ہرے مشکل کُشا
چاہتا ہوں آپ کو دیکھوں عیاں ذاتِ حق پیشِ نظر ہو بے گماں

دیکھنے کی تاب گر آنکھوں میں ہے ۴ دیکھنے والی نظر آنکھوں میں ہے
تو مجھے دیدار اپنا دیجئے جلوہ مستور عُریاں کیجئے

شری بھگوان کرشن جی

سُن کے ارجن کی زباں سے التجا ۵ یوں ہوا ارشاد پھر بھگوان کا
دیکھ ارجن شانِ یزدانی مری دیکھ ذاتِ پاک ولافانی مری
مختلف رنگوں سے ہے میرا ظہور ان گنت شکلوں میں ہے میرا ہی نور

میری صورت مطلعِ انوار ہے — ذات میری کاشفِ اسرار ہے

۶ دیکھ مجھ میں بارہ آدت کے پسر — اشونی دو گیارہ رُدّر جلوہ گر

ہیں مرت انچاس آٹھوں ہیں وسُو — دیکھ ان جلووں کو ہشیاری سے تو

اور بھی حیران کن جلووں کو دیکھ — جو نہ دیکھی ہوں تو اُن شکلوں کو دیکھ

۷ دیکھ میرے جسم میں سنسار کو — دیکھ یک جا ساکن و سیّار کو

اور جو کچھ دیکھنا چاہو یہاں — دیکھ لو اس جسم میں تم بے گماں

۸ لیکن ارجن ظاہری آنکھوں سے تو — دیکھ سکتا ہی نہیں ہے ہو بہو

چشمِ باطن تجھ کو کرتا ہوں عطا — جس سے دیکھے گا تو سب کچھ برملا

سنجے

۹ دھرت راشٹر سے یہ سنجے نے کہا — اے شہِ والا حشم سنئے ذرا

اتنا کہتے ہی شری بھگوان نے — سرمدی جلوے نمایاں کر دیئے

۱۰ ایسا جلوہ ان گنت جسکے دہن — بے شمار آنکھیں، نظارے ضو فگن

تن پہ زنگار نگ کے اوزار تھے — خوفناک و خوف زا ہتھیار تھے

زیوروں کی آب داری پُر ضیا — تن تھا سارا نور میں ڈوبا ہوا

صورتیں تھیں اس بدن میں بے عدد — جن کے جلووں کی نہ تھی کوئی بھی حد

۱۱ رونقِ گردن تھی مالائیں ہزار — نادر و نایاب پھولوں کی بہار

عطر بیزی سے معطر تھا بدن — خوب تر تھا کیا جمالِ پیرہن

حیرت افزا تھے نظارے بے شمار　　دل نشیں دِل کش تھا حُسنِ تابدار
ہر طرف تھے جس کے رُخ ضو آفریں　　وہ تھی قدرت جس کی کوئی حد نہیں
۱۲ آسماں پر ہوں اگر سُورج ہزار　　مل کے دیں وہ روشنی سب ایک بار
پھر بھی وہ انوارِ حق کی ہمسری　　خواب میں بھی کر نہیں سکتے۔ کبھی
۱۳ دیکھا ارجن نے یہ قدرت کا کمال　　ہے محیطِ دو جہاں ربی جلال
آئی مخلوقات سب یک جا نظر　　ذاتِ اقدس میں نمایاں طور پر
۱۴ دیکھ کر ارجُن یہ حیراں رہ گیا　　ہیبت و صولت سے لرزاں رہ گیا
عاجزی سے سر خمیدہ ہو گیا　　ہاتھ باندھے عرض یوں کرنے لگا

ارجُن

۱۵ اے خدا اے خالقِ ارض و سما　　دیکھتا ہوں آپ میں سب دیوتا
مختلف شکلیں گروہوں میں بٹی　　تن کے اندر ہیں دکھائی دے رہی
ہیں برہما سب کے جدِّ پاک تر　　جلوہ فرما ہیں کنول کے پھول پر
سب رشی، شیوجی بھی ہیں رونق فزا　　اک طرف سانپوں کا بھی ہے جمگھٹا
۱۶ پیٹ چہرے اور آنکھیں بے شمار　　سیکڑوں ہیں بازوئے خنجر گزار
ہر طرف رنگین و نادر صورتیں　　حُسن پرور حُسن آگیں مورتیں
آپ کا آغاز و وسط و انتہا　　جان سکتا ہی نہیں ہے دوسرا
آپ میں سارا جہاں موجود ہے　　پاک و برتر ذات لامحدُود ہے

آپکی ہے پاک صورت بے مثال ۱۷ غیر فانی ذوالجلال ولازوال
تاج زیبِ سر ہے ہاتھوں میں گدا — اور چکر کا ہے جلوہ نور زا
آتشِ سوزاں سے بڑھکر ہے دمک — مہرِ تاباں سے زیادہ ہے چمک
کس قدر ہے آپ کا رعب و جمال — آنکھ ان جلوؤں کو دیکھے کیا مجال
غیر فانی آپ ہیں پرماتما ۱۸ آپ ہیں سارے جہاں کا آسرا
ہے دھرم پر آپ کا فیضِ عمیم — آپ ہی کی ذات ہے سب سے قدیم
آپ کا آغاز و وسط و انتہا ۱۹ کچھ نہیں ہے رازِ پنہاں کے سوا
طاقت و وسعت کی کوئی حد نہیں — آپ کی قدرت عیاں ہے ہر کہیں
آپکے بازو ہیں بے حد بے حساب — آپ کی آنکھیں ہیں ماہ و آفتاب
آگ کی مانند رُخ پُر نور ہے — جس سے یہ سارا جہاں معمور ہے
جنت و دوزخ زمین و آسماں ۲۰ ساری سمتوں کے خلا کا درمیاں
آپ ہی کے نور سے بھرپور ہے — سب ہیں پنہاں جلوۂ مستور ہے
آپ کی شانِ جلالی دیکھ کر — جوشِ ہیبت، رعبِ عالی دیکھ کر
تینوں عالم لرزہ براندام ہیں — خوف سے سب موردِ آلام ہیں
دیوتاؤں کے گروہ بھی ہیں یہاں ۲۱ جو دکھائی دے رہے ہیں بیگماں
فرطِ ہیبت سے ہراساں دیوتا — دست بستہ ہیں ثنا خواں دیوتا
یوگیوں کے عارفوں کے جھنڈ بھی — کر رہے ہیں دل سے مدحت آپ کی

اپنے اپنے ڈھنگ سے ہیں نغمہ زن — آپکی توصیف میں ہیں سب مگن

۲۲ گیارہ رُدر اور ہیں آٹھوں وسو — بارہ آدت آپ کے ہیں رُوبرو

دس ہیں وشوے دیو اوشم پا بھی ہیں — ہیں مرُت اُنچاس سب بودھا بھی ہیں

سِدھ کامل اشونی کے دو کمار — راکشس گندھرب سب طاعت گزار

یکش کنّر سب کے سب حیران ہیں — کانپتے ہیں خوف سے ہیمان

۲۳ اے قوی بال آپ کا جسم مہیب — کس قدر ہے خوف افزا و عجیب

لاکھوں رانیں، پاؤں، بازو، دست و پا — چہرے آنکھیں، پیٹ ہیں بے انتہا

ہیں یہ ہیبتناک ڈاڑھیں بے شمار — ہو رہی ہے موت خود جن پر نثار

دیکھ کر دُنیا ہے گھبرائی ہوئی — اور دہشت مجھ پہ ہے چھائی ہوئی

۲۴ آپکا یہ جسم اے ربِّ عُلا — ہے زمیں سے چرخ تک پھیلا ہوا

نور افزا اس میں لاکھوں رنگ ہیں — دیکھ کر اہلِ جہاں سب دنگ ہیں

جلوۂ روئے مبارک برق ریز — اور ہیں آتش فشاں چشمانِ تیز

ایسی صورت سے ہوں میں وقفِ ہراس — کھو رہا ہوں ہاتھ سے ہوش و حواس

۲۵ آپ کا رُخ کتنا ہیبت ناک ہیں — موت کا سینہ بھی ڈر سے چاک ہے

ہے دہن یا نارِ محشر شعلہ بار — اور ڈاڑھوں سے قیامت آشکار

ڈر کے مارے کچھ نہیں ہے سوجھتا — یاد سے اُترا ہے سمتوں کا پتا

اس لئے اے خالق و پروردگار — رحم کا طالب ہے یہ اُمیدوار

دھرت راشٹر کے سبھی لختِ جگر ۲۶ ساتھ ان کے راجگانِ نام ور
جو عدو کی فوج میں شامل ہیں سب آپ کے منہ میں یہاں داخل ہیں سب
درون، بھیشم اور ہے راجہ کرن شیر افگن صف شکن ناوک افگن
اپنی جانب کے بھی ہیں یودھا یہاں جنگ جو، جنگ آزما، پیلِ دماں
آپ کے منہ میں کھنچے آتے ہیں سب ۲۷ تیز دانتوں سے پسے جاتے ہیں سب
ہو رہے ہیں بعض کے سر چور چور دانت بھی پھیلے ہوئے ہیں دور دور
ندیوں کی لہریں جیسے بے شمار ۲۸ ہو کے ساحل کی حدوں سے بیقرار
چلتی ہیں تیزی سے ساگر کی طرف بڑھتی جاتی ہیں سمندر کی طرف
اس طرح یہ سب کے سب خنجر گزار گھس رہے ہیں داڑھوں میں دیوانہ وار
چہرہ بھی ہے مثلِ آتش شعلہ بار جس میں پڑ کر جل رہے ہیں بیشمار
جسطرح پروانے مرنے کے لئے ۲۹ شمع پہ گرتے ہیں آکر شوق سے
اسطرح سب لوگ مرنے کے لئے منہ میں تیزی سے ہیں داخل ہو رہے
شعلہ زن ہیں آپ کے سارے دہاں ۳۰ جل رہے ہیں ان میں سب اہلِ جہاں
ہر طرف سے ہضم کر کے سب کو آپ چاٹتے ہیں اب زبان و لب کو آپ
آپکی شانِ جلالی کیا کہوں اس پہ رُعبِ ذاتِ عالی کیا کہوں
نور کی اُف برق پاشی کا سماں تپ اٹھا ہے یک بیک سارا جہاں
اے خدائے دہر اے ربِّ کریم ۳۱ ذاتِ اقدس دیوتاؤں سے عظیم

شکلِ ہیبت ناک میں کیا راز ہے　　کچھ تو کہئے کس کا یہ اعجاز ہے
کون ہیں آپ اس نرالی شان میں　　دیکھ کر ہوں میں بڑے ہیجان میں
بندۂ ناچیز کو سمجھائیے　　رحم دل ہو کر کرم فرمائیے

شری بھگوان کرشن جی

سن کے یہ بھگوان فرمانے لگے　۳۲　راز سب ارجن کو سمجھانے لگے
آیا ہوں میں سر بسر بن کر قضا　　لوگ یہ ہو جائیں گے نذرِ فنا
گو تمہیں لڑنے سے ہو انکار بھی　　پھر بھی مارے جائیں گے یہ آپ ہی
یہ بہادر دشمنوں کی فوج کے　　بے تمہارے اب نہ رہنے پائیں گے
اسلئے ارجن کھڑا ہو جنگ کر　۳۳　دشمنوں کا قافیہ اب تنگ کر
جیت میں ہیں بادشاہت کے مزے　　لوٹ اٹھ کر جاہ و حشمت کے مزے
جنگ جو جتنے ہیں تیرے سامنے　　پہلے ہی یہ میرے ہاتھوں مر چکے
مارنے میں تو برائے نام ہے　　درحقیقت یہ تو میرا کام ہے
خواہ بھیشم جیدرتھ ہیں صف شکن　۳۴　ہیں کرن یا درون ایسے تیر زن
اور بھی جو تیغ زن جرار ہیں　　میرے ہاتھوں سب کے سب فی النار ہیں
اٹھ کے ہو اب برسرِ پیکار تو　　ان مرے مارے ہوؤں کو مار تو
چھوڑ دے یہ خوف بلکہ جنگ کر　　تو یقیناً پائے گا فتح و ظفر

سنجے

اے شہِ عالی مکاں سنئے ذرا ۳۵ کرشن جی سے جب یہ ارجن نے سنا
عاجزانہ قدموں پر سر رکھ دیا ہاتھ جوڑے اس طرح کہنے لگا

ارجن

اے پربھو اے غیب دان و ذوالجلال ۳۶ جانتے ہیں آپ میرے دل کا حال
آپ کی مدحت میں راحت ہے نہاں اس کو سن کر شاد ہوتا ہے جہاں
راکشس رہتے ہیں ڈر کر دور دور دیوتا رہتے ہیں لیکن محوِ نور
جھک رہے ہیں سدھ بھی بہرِ ادب سجدہ ریزی پر ہیں مائل سب کے سب
آپ برہما کے بھی ہیں پرماتما ۳۷ سب سے اونچا آپ کا ہے مرتبا
آپ لافانی ہیں لامحدود ہیں ہر جگہ ہر چیز میں موجود ہیں
ذاتِ مطلق باطل و حق سے ہے دور چشمِ بینا کے لئے یکسر ہیں نور
آپ ہیں سارے جہاں کا آسرا سر جھکاتے ہیں ادب سے دیوتا
آپ ہیں دنیا و دیں کی ابتدا ۳۸ آپ ہی میں ہے یہ عالم بس رہا
ذاتِ اقدس انتہا سے دور ہے آپ میں سارا جہاں بھرپور ہے
آپ وایو، آپ ہی یم راج ہیں ۳۹ دیوتاؤں کے سروں کا تاج ہیں
خود ہی اگنی، خود ورن خود چندرما خود برہما، خود برہما کے پتا
خود ہی ہیں آغاز خود انجام ہیں آپ کو بے انتہا پرنام ہیں
میرے لب پر یہ ہی صبح و شام ہو آپ کو پرنام ہو، پرنام ہو

قادرِ مطلق ہے قدرت آپ کی ۴۰ بے نہایت ہے بسالت آپ کی
ہر طرف سے آپ کو پرنام ہو ہر گھڑی ہر وقت یہ ہی کام ہو
آپ کی طاقت ہے بیحد بے مثال کچھ نہیں ہے آپ کی حدِ جلال
کیا کہوں میں شانِ صنعت آپ کی جو کبھی صورت ہے وہ صورت آپ کی

میں نے جانا آپ کو اپنا سکھا ۴۱ "ہے سکھے" کہہ کر پکارا بارہا
"کرشن" "یادو" سے کیا میں نے خطاب بھول کتنی ہوگئی مجھ سے جناب
دوستی میں آپ کی توہین کی روکھے پھیکے لفظ کہہ ڈالے کئی
آپکی عظمت کو میں سمجھا نہ تھا سرمدی شوکت سے تھا نا آشنا

چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے کبھی ۴۲ بزمِ تنہائی میں یا ویسے کبھی
کھاتے پیتے جاگتے سوتے کبھی کھیل میں اغیار کے ہوتے کبھی
گفتگو میں کی ہو میں نے دل لگی یا اُڑائی ہو کبھی میں نے ہنسی
بخش دیں بھگوان اب میری خطا خادمِ ناچیز ہوں میں آپ کا

آپ نے پیدا کئے تینوں جہاں ۴۳ آپ گوروؤں کے گرو ہیں بیگماں
قابلِ تعریف ہے یہ احتشام دیوتا کرتے ہیں جھک جھک کر سلام
کیا ہی بے پایاں ہے شوکت آپکی عقل سے بالا ہے عظمت آپ کی
آپ ہیں جب تینوں عالم کے پتا کون ہو سکتا ہے ہمسر آپ کا

ہو چکا ہے جسم سارا نقشِ پا ۴۴ عاجزی سے سر ہے قدموں پر جھکا

ہاتھ باندھے کر رہا ہوں التجا — آپ ہی ہیں موجب لطف و عطا
باپ جیسے اپنے بیٹے کا قصور — اور مِتر جیسے مِتر کا فتور
بخشتا ہے جیسے پتنی کو پتی — بخش دیں ویسے ہی مجھ کو آپ بھی
جو نہ دیکھا تھا کبھی وہ دیکھ کر ۴۵ — ہو رہا ہوں شادماں میں بیشتر
دیکھتا ہوں جب مگر شکلِ مہیب — ہوتی ہے اُسوقت گھبراہٹ نصیب
پہلی ہی صورت میں آئیں آپ پھر — پہلا سا جلوہ دکھائیں آپ پھر
تاکہ ہو حاصل سکونِ دل مجھے — اس لئے اب رحم مجھ پر کیجئے
اے ہزاروں بازوؤں والے خدا ۴۶ — مالکِ کُل، خالقِ ارض و سما
چاہتا ہوں وہ شباہت دیکھ لوں — چار بازو والی صورت دیکھ لوں
پھر وہی عالم ہو ذاتِ پاک کا — تاج سر پہ ہاتھوں میں چکّر، گدا
ہو وہی شکل منوّر سامنے — آپ پھر ہوں جلوہ گستر سامنے

شری بھگوان کرشن جی

پیارے ارجن یہ جمالِ پُر جلال ۴۷ — ہے جو لا محدود، دائم، لازوال
سن کے تیری عاجزانہ التجا — یوگ بل سے تجھ پہ ظاہر کر دیا
تو ہو دل میں شادماں تیرے سوا — یہ کسی نے آج تک دیکھا نہ تھا
دان سے تپ سے نکو افعال سے ۴۸ — یگیہ سے یا زہد و استقلال سے
وید پاٹھی ہو یا اگنی ہوتری — پا نہیں سکتا یہ شکلِ سرمدی

شکلِ ہیبت ناک سے ڈرتا ہے کیوں ۴۹ اس قدر گھبرا کے غم کرتا ہے کیوں
دیکھ میری پہلی ہی صورت کو دیکھ شاد ہو دل میں مری قدرت کو دیکھ

سنجے

سنجے نے یوں دھرت راشٹر سے کہا ۵۰ کہہ کے یہ بھگوان نے ایسا کیا
کر دیا ظاہر وہی پہلا جمال دیکھ کر ارجنُ ہوا فرخندہ حال

ارجنؔ

شادماں ہو کر یہ ارجنُ نے کہا ۵۱ دیکھ کر یہ حُسنِ دل کش آپ کا
اب میں پہلے کی طرح مسرور ہوں پُرسکوں ہوں غم سے کوسوں دُور ہوں

شری بھگوان کرشن جی

تو نے ارجُن جو یہ دیکھا ہے جمال ۵۲ دیکھنا اس کا ہے اوروں کو محال
دیوتا بھی ہیں تمنائی مگر ہو نہیں سکتے کبھی وہ بہرہ ور
یگیہ تپ سے، وید سے با دان سے ۵۳ دیکھنا یوں سخت مشکل ہے مجھے
تم نے جس صورت میں دیکھا ہے مجھے کس میں طاقت ہے کہ مجھ کو دیکھ لے
جو بھگت بس میرے ہی ہو کر رہیں ۵۴ اپنی ہر اک شے مجھی کو سونپ دیں
جن کو ہو آٹھوں پہر میری لگن ہر نفس ہر وقت ہوں مجھ میں مگن
اس حقیقت سے وہی ہیں آشنا دیکھ سکتے ہیں مجھے یوں برملا
جب مرا یہ راز پا جاتے ہیں وہ میرے ہی اندر سما جاتے ہیں وہ

جس کے سب افعال ہیں میرے لئے ۵۵ بے غرض اعمال ہیں میرے لئے
بے تعلق دُنیوی لذّات سے بات رکھتا ہو جو میری بات سے
دیکھتا ہے مجھ میں جو راہِ نجات سامنے ہے جس کے بس میری ہی ذات
دشمنی جس کو نہیں مخلوق سے وہ بھگت آخر کو پاتا ہے مجھے

وشورُوپ درشن یوگ (دیدارِ ذاتِ حق) نام کا گیارہواں ادھیائے سماپت ہوا

بارہواں ادھیائے

ارجن

مائلِ گفتار یوں ارجن ہوا ۱ میرے دل میں ہے پر کھو اک وہم سا
آپ کو کچھ تو مجسم جان کر پوجتے ہیں جسم والا مان کر
مانتے ہیں بعض بیحد، بے نشاں رہتے ہیں محوِ عبادت بے گماں
کون ان دونوں میں ہے پاکیزہ تر میں سمجھ لوں کس کو ان میں دیدہ ور

شری بھگوان کرشن جی

یوں شری بھگوان فرمانے لگے ۲ دل کو ارجن جو کوئی یک سو کرے
پھر عقیدت سے کرے میرا بھجن میرے ہی ہو دھیان میں ہر دم مگن
ہو مجسم روپ میں سچی مگن پھر مجھی کو سونپ دے اپنا بھجن
سب سے افضل پاک تر یوگی ہے وہ یوگیوں میں دیدہ ور یوگی ہے وہ
جو بسر رکھتا ہے قابو میں حواس ۳ اور یک سوئی کی طاقت اپنے پاس
جس کا دل ہر حال میں یکساں رہے و ساری کائنات سے اُلفت کرے
جو بھجن کرتا ہے اس بھگوان کا ۴ جو ہے بیحد، بے نہایت، لا فنا

ذات جسکی عقل و دل سے دُور تر
ہر جگہ ہر چیز میں ہے جلوہ گر

جو تصوّر میں کبھی آسکتا نہیں
بھید جس کا کوئی پاسکتا نہیں

قائم و دائم ہے جو اِک حال پر
ہے تعیّن کی حدوں سے دُور تر

جو ہے جسم و شکل سے بالا نشیں
پھر بھی ہے وہ سب کی صورت میں مکیں

وہ سما جائیگا میری ذات میں
شک کی گنجائش نہیں اس بات میں

۵ غیر صوری برہم میں ہیں جو بھی مگن
رکھتے ہیں اس میں سمانے کی لگن

اُنکے رستے میں ہے دُشواری بہت
کاوشِ دل، جان آزاری بہت

کیونکہ جو پابند ہیں اس جسم کے
اور دل دادہ ہیں شکل و اسم کے

بے نشاں کو پاتے ہیں مُشکل سے وہ
دُکھ یہ دُکھ سہتے ہیں جان و دل سے وہ

۶ جانتے ہیں وہ مجھے بکیر نجات
جن کے دل میں بس چکی ہے میری ذات

اپنے سب اعمال مجھ کو سونپ کر
کرتے ہیں میرا بھجن آٹھوں پہر

۷ جن کے دل میں ہے فقط میری لگن
کرتے ہیں ہر وقت میرا ہی بھجن

اُن کا بیڑہ پار کر دیتا ہوں میں
دامنِ مقصود بھر دیتا ہوں میں

۸ تُو بھی ارجن مجھ میں اپنا من لگا
ہر طرح کی آرزُو دل سے مٹا

ایسا کرنے سے تو پائے گا دوام
ہوگا میری ذات میں تیرا قیام

۹ اور اگر اس راہ کے قابل نہیں
اس قدر طاقت تجھے حاصل نہیں

مجھ کو پانے کے لئے تو مشق کر
مشق و کوشش ہی سے ہوگا بار ور

تجھ میں کوشش کی اگر طاقت نہیں ۱۰ مشق کرنے کی بھی کچھ ہمت نہیں
کر تو میرے واسطے اعمال نیک پاٹھ پوجا دان پن افعال نیک
جو بھی کر سب کچھ مجھی کو سونپ دے کام میرے نام پر ہوں سب ترے
اس طریقے سے تو مجھ کو پائے گا مدعا تیرا تجھے مل جائے گا
اور اگر تو یہ بھی کر سکتا نہیں ۱۱ جیت من میری شرن لے بایقیں
بے غرض بے مدعا کر ہر عمل چھوڑ دے میرے لیئے کرموں کا پھل
مشق سے بڑھ کر ہے رتبہ گیان کا ۱۲ گیان سے اعلیٰ ہے درجہ دھیان کا
چھوڑنا میرے لیئے کرموں کا پھل دھیان سے بھی ہے یہ فائق بے خلل
اس طرح کرموں کا پھل جو چھوڑ دے مجھ سے وہ تسکین دل حاصل کرے
جس کو کائنات سے نفرت نہیں ۱۳ جس کی اُلفت میں کوئی غایت نہیں
رحم دل، رحم آشنا ہے رحم کوش جس میں ایثار و مروّت کا ہے جوش
پاس تک آتا نہیں جس کے غرور انکساری میں جو پاتا ہے سُرور
رنج و راحت ایک ہیں جس کیلیئے شاد ہے جو درگزر کے وصف سے
جو بھگت سُود و زیاں سے دُور ہے ۱۴ آرزوئے این و آں سے دُور ہے
جو مجھی میں رکھتا ہے کامل یقیں کر لیئے ہیں عقل و دل زیرِ نگیں
وہ بھگت تو دل سے پیارا ہے مجھے یوگیوں میں اک ستارہ ہے مجھے
جو کسی کو رنج پہنچاتا نہیں ۱۵ یا کسی سے وہ کبھی دُکھ پاتا نہیں

خوشی و رنج و خوف سے وہ دُور ہے   جس کی دُنیا سے حسد کافور ہے
وہ بھگت ہے آنکھ کا تارا مجھے   اور بھگتوں میں ہے وہ پیارا مجھے

خواہشِ ہر شے سے جس کو عار ہے   ١٦   پاک طینت، نیک دل، ہُشیار ہے
ہر طرح جو غیر جانب دار ہے   جس کے دل میں سب سے یکساں پیار ہے
جو مصیبت میں بھی گھبراتا نہیں   فرطِ غم میں دل میں غم لاتا نہیں
بے خبر آغاز سے انجام سے   وہ بھگت ہے جان سے پیارا مجھے

جو خوشی میں خوش کبھی ہوتا نہیں   ١٧   بیج نفرت کا کہیں بوتا نہیں
ہر طرح کے غم سے جو آزاد ہے   چھوڑ کر خواہش کو دل میں شاد ہے
بے غرض ہے جس بھگت کا ہر عمل   جس کے سب اچھے بُرے کرموں کا پھل
چھوڑ رکھا ہے فقط میرے لئے   وہ بھگت ہے بیشتر پیارا مجھے

دوست دُشمن، عزّت و بے عزّتی   ١٨   رنج و راحت سردی و گرمی سبھی
اپنے دل میں جو برابر جان لے   بے تعلق ہر تعلق سے رہے

اپنی مدح و ذم سے جو ہو دُور تر   ١٩   جس کے دل پر ہو نہ دونوں کا اثر
جو ہمیشہ ساکن و خاموش ہو   اس طرح رہ کر عبادت کوش ہو
جو بھی مل جائے اُسی میں شاد ہو   گھر کی بند و قید سے آزاد ہو
پختگی سے عزم پر قائم رہے   وہ بھگت ہے ہر طرح پیارا مجھے

مجھ سے بے پایاں عقیدت ہے جنہیں   ٢٠   بے شبہ سچی محبت ہے جنہیں

مانتے ہیں جو مرے اقوال کو — ڈھاتے ہیں اس طرح اعمال کو
ہر نفس کرتے ہیں جو میرا بھجن — جن کو ہے ہر وقت میری ہی لگن
جو ہیں میرے آسرے پر جی رہے — وہ بھگت ہی سب سے پیارے ہیں مجھے

بھگتی یوگ (طریقت) نام کا
بارہواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینہ

تیرہواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

پیارے ارجن بھید یہ بھی جان لو ۱ — قالبِ خاکی کو چھیتر مان لو
ہے جو اس چھیتر میں رونق آفریں — چھیترگ کہتے ہیں اس کو بالیقیں
چھیتروں میں چھیترگ جانو مجھے ۲ — دیدۂ بینا سے پہچانو مجھے
یہ حقیقت جانتا ہے جو بشر — ایشور کے گیان سے ہے بہرہ ور
اب بتاتا ہوں تجھے چھیتر ہے کیا ۳ — کس طرح ہوتی ہے اس کی ابتدا

نقص کیا ہوتے ہیں اس میں رُونما — اس کی یوں تشکیل کا باعث ہے کیا
کیا چلن اس کا ہے کیسا ہے مزاج — خاصیت اسکی تجھے کہتا ہوں آج
چھیتر گ کی بھی یونہی تفسیر سُن — کون سی رکھتا ہے وہ تاثیر سُن

۴ راز سمجھایا ہے یہ رشیوں نے بھی — کردیا ہے منکشف ویدوں نے بھی
یوگیوں نے آزمایا ہے بہت — عالموں نے بھی بتایا ہے بہت
برہم سوتر میں مکمل طور پر — ذکر ہے اس کا مدلل طور پر
اس میں یہ اچھی طرح مرقوم ہے — بہترین انداز سے منظوم ہے

۵ آب و خاک و آتش و باد و خلا — یہ عناصر پانچ ہیں ذی مرتبا
تین جوہر مادہ و عقل و غرور — ایک دل کی نقل و حرکت کا ظہور
دس حواس اس جسم میں ہیں جلوہ گر — پانچ ان کی طاقتیں ہیں سربسر
پانچ کا تو ہے تعلق گیان سے — پانچ کا ہے کرم کی پہچان سے

۶ اس کے اندر خواہش و رغبت بھی ہے — اور اسکے ساتھ ہی نفرت بھی ہے
ہے خوشی تو رنج جلوہ گر بھی ہے — ایک جانب عنصری پیکر بھی ہے
بُردباری کی ہے قدرت اک طرف — ہوشیاری کی ہے طاقت اک طرف
ہوگئیں اکتیس چیزیں جب بہم — ہوگیا تیار جسم پُر حشم

۷ انکسار و رحم و صبر و درگزر — ظاہر و باطن پہ یکساں ہو نظر
جو زباں کہتی ہو دل میں ہو وہی — جسم و دل دونوں میں ہو پاکیزگی

عزم راسخ اور استقلال ہو — انتہائے غم میں بھی خوش حال ہو
رکھ کے اپنے آپ پر قابو مدام — خدمتِ مُرشد کرے ہر صبح و شام

بے تعلق دونوں عالم سے رہے ۸ کبر کو نزدیک تک آنے نہ دے
مرنے جینے کا کرے ہر دم خیال — روگ کا دُکھ کا رہے پیہم خیال

عورت و فرزند سے اُلفت نہ ہو ۹ مال و دولت سے کوئی رغبت نہ ہو
چیز چاہے زشت ہو یا خُوب ہو — اس کو ہر صورت میں وہ مرغُوب ہو

میری ہی بھگتی میں ہو ہر دم مگن ۱۰ لگ رہی ہو مجھ سے ملنے کی لگن
کُنجِ خلوت میں کرے اپنی بسر — اہلِ دُنیا سے رہے وہ دُور تر

کام اس کا علمِ عرفاں کا حصول ۱۱ معرفت کے رازِ پنہاں کا حصول
اُس کو ہر جا دیکھنا ہی گیان ہے — جو نہ جانے بھید وہ نادان ہے

اب کہوں گا کھول کر میں اس کا حال ۱۲ جو ہے بیحد بے مثال و بے زوال
ہے ضروری جس کا سب کو جاننا — فرض ہے سب پر جسے پہچاننا
جان لیتا ہے اُسے جو بے گماں — اُس کو ملتی ہے نشاطِ جاوداں
ابتدا و انتہا جس کی نہیں — حق و باطل سے الگ ہے بالیقیں

ہر طرف رکھتا ہے وہ ربِّ علا ۱۳ گوش و چشم و سر، رُخ و دست اور پا
تینوں عالم کا اُسی پر ہے مدار — اس کے دم سے ہیں یہ تینوں اُستوار

جانتا ہے یوں تو وہ علمِ حواس ۱۴ خود پھٹکتا بھی نہیں ہے انکے پاس

بے تعلق ہر تعلق سے ہے گو — پھر بھی اپناتا ہے سارے دہر کو
اِک طرف تینوں گُنوں سے ہے جُدا — اک طرف ہے اِن گُنوں میں بس رہا
اپنی قدرت سے ہے سب کو پالتا — اپنی مایا سے ہے سب کا آسرا
ساکن اشیا میں وہی ہے جلوہ گر ۱۵ غیر ساکن میں بھی وہ ہے سربسر

وہ ہے ساکن غیر ساکن بھی وہی — اُس کو حاصل ہر طرح ہے برتری
وہ بہت نزدیک بھی ہے دُور بھی — وہ سراپا نار بھی ہے نُور بھی
اُس کی ذاتِ پاک ہے اتنی لطیف — دیکھ سکتی ہی نہیں چشمِ کثیف
ایک ہے وہ گو مثالِ آسماں ۱۶ لیکن ہر اک جسم میں بھی ہے نہاں

اِک طرف وہ عظمتِ وحدت بھی ہے — ایک جانب شوکتِ کثرت بھی ہے
ہے جہاں کی ابتدا و انتہا — پالنے والا ہے سارے دہر کا
خود ہی پہلے سب کو دیتا ہے جنم — خود ہی لیکے چلتا ہے سُوئے عدم
سارے پرکاشوں کا وہ پرکاش ہے ۱۷ سارے آکاشوں کا وہ آکاش ہے

جہل کی تاریکیوں سے دُور ہے — آپ ہی وہ معرفت کا نُور ہے
ہے سراسر ایک رازِ معرفت — جاننا جس کا ہے سازِ معرفت
سب کے قالب میں اُسی کا ہے قیام — اُس کی قدرت کا ہے یہ سارا نظام
یہ ہے چھیتر اور چھیتر کا ہے گیان ۱۸ اس کو ہی پرماتما کا رُوپ جان

اس حقیقت سے جو ہوگا آشنا — وہ مری ہی ذات میں مل جائیگا

۱۹
میری مایا اور یہ جیو آتما ...
دونوں کی ہرگز نہیں ہے ابتدا
سامنے ہیں جس قدر ظاہر صفات
اُن کو مایا ہی سے ملتی ہے نجات

۲۰
جس قدر بھی جسم کے افعال ہیں
یا حواسِ خامسہ کا مال ہیں
میری ہی مایا سے یہ پیدا ہوئے
آدمی کی ذات پر شیدا ہوئے
ہوتے ہیں اِن سے جو سُکھ دُکھ رونما
جھیلتا ہے سب کے سب جیو آتما

۲۱
مایا ہی کے میل سے جیو آتما
آ کے اِن تینوں گنُوں میں پھنس گیا
جب گنُوں سے مل گیا جیو آتما
نیک و بد جُونی کا باعث بن گیا

۲۲
جسم میں رہتا ہوا جیو آتما
ہے حدُودِ جسم سے بالکل جُدا
شاہدِ اعمال ہے انسان کا
رائے دینے میں ہے سچا رہنما
اہلِ دُنیا کا بھی ہے آسرا
ہے یہ ضامن نیک و بد افعال کا
درحقیقت ہے برہما کا پتا
اس کو کہتے ہیں جبھی پرماتما

۲۳
آتما مایا گنُوں کو جو بشر
جانتا ہو ہر طرح سے سربسر
وہ رہے چاہے کسی بھی حال میں
پھر نہیں آنا جنم کے جال میں

۲۴
بعض کی ہے رہنما عقلِ سلیم
دھیان میں کرتے ہیں دیدارِ کریم
بعض پاتے ہیں خُدا کو گیان سے
معرفت کے علم سے عرفان سے
بعض ہیں جو بے غرض افعال سے
ترک سے یا پاک تر اعمال سے
کرتے ہیں نظّارہ ذاتِ پاک کا
دل کے اندر دیکھتے ہیں برملا

بعض ایسے بھی ہیں دنیا میں بشر ۲۵ جو ہیں ان بھیدوں سے بالکل بیخبر
اُن کو آگاہی نہیں ہے دھیان سے — کرم کی پابندیوں سے، گیان سے
رکھتے ہیں دل میں مگر میری لگن — دوسروں سے سُن کے کرتے ہیں بھجن
اس طرح کرنے پہ آخر کار وہ — ہوتے ہیں بحرِ فنا سے پار وہ

ملتا ہے مایا سے جب جیو آتما ۲۶ ہوتی ہے ہر ایک شے کی ابتدا
غیر ساکن چاہے ساکن ہے وہ شے — سب کا سب اس میل کا اعجاز ہے

تینوں عالم چاہے ہو جائیں فنا ۲۷ غیر فانی ہے مگر ذاتِ خُدا
جو بشر اس راز کو ہے جانتا — ہے حقیقت میں حقیقت آشنا

وہ مکیں ہے سب میں یکساں طور پر ۲۸ جانتا ہے جو نمایاں طور پر
وہ فنا ہوتا نہیں ہے نیک نام — ملتا ہے آخر اُسے اونچا مقام

دہر کے اچھے بُرے افعال سب ۲۹ مایا ہی کرتی ہے یہ اعمال سب
آتما کو جو سمجھتا ہے بَری — سچے رستے پر وہی ہے آدمی

ہے یہ خلقت مختلف اقسام کی ۳۰ صورتیں بیحد ہیں جسم و نام کی
آتما ہر چیز کی بُنیاد ہے — سب کے اندر آتما آباد ہے
آتما ہی ہے جہاں کی ابتدا — سب کی کرتا ہے یہی نشو و نما
جو بشر اس راز سے ہے آشنا — اُس کو سمجھو واصلِ ذاتِ خُدا

جسم میں رہتا ہوا پرماتما ۳۱ جسم کے فعلوں سے رہتا ہے جُدا

غیر فانی ہے گنوں سے ہے جدا — وہ نہیں رکھتا ہے کوئی ابتدا

ہر جگہ پھیلا ہوا ہے گو خلا ۳۲ ہے مگر اتنا لطافت آشنا

دہر میں اس کا اثر ہوتا نہیں — وہ کسی پہ کارگر ہوتا نہیں

اس طرح ہی آتما ہر جسم میں — رہتا ہے پابند شکل و اسم میں

ہے بری وہ جسم کے افعال سے — بے تعلق جانئے اعمال سے

ایک ہی سورج سے جیسے کل جہاں ۳۳ رہتا ہے پُر آب، روشن، ضو فشاں

اس طرح اِک ایشور یا آتما — کرتا ہے ہر جسم کو نور آشنا

ہو چکا ہے جو بشر راز آشنا ۳۴ جانتا ہے بھید جسم و رُوح کا

جس بشر کی چشمِ باطن وا ہوئی — مایا کے پھندے سے ہے بالکل بری

اُس کو ملتی ہے حیاتِ جاوداں — مجھ میں مل جاتا ہے آخر بیگماں

کشیتر کشیتر گیہ وبھاگ یوگ (امتیازِ جسم و جاں)

نام کا تیرہواں ادھیائے سماپت ہوا

چودھواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

پھر ہوئے بھگوان یوں سنیوا بیاں ۱ یاد رکھ اے صاحب تیر و کماں
جن علوم معرفت کے فیض سے — کرتے ہیں حاصل منی، یوگی مجھے
اُن میں جو ہے سب سے برتر باکمال — کھول کر کہتا ہوں تجھ سے اُس کا حال
آسرا اس گیان کا لے کر بشر ۲ جو مجھے کرتے ہیں حاصل سربسر
وہ تناسخ میں کبھی آتے نہیں — جینے مرنے کا الم پاتے نہیں
تین گن والی ہے جو مایا مری ۳ ابتدا بنتی ہے دنیا کی یہی
بیج بو دیتا ہوں اپنے نور کا — ملتے ہیں آپس میں مایا آتما
پاتے ہیں پھر سب عناصر زندگی — ابتدا ہوتی ہے یوں اجسام کی
دہر کے اندر ہیں بیحد خوبیاں ۴ رکھتی ہے ہر ایک خوبی جسم و جاں
سب کی ماتا ہے یہی مایا مری — میری حیثیت ہے ان میں باپ کی
تینوں گن پیدا ہوئے مایا سے جو ۵ باندھ لیتے ہیں وہ تن میں روح کو
ان گنوں میں ہے ستوگن پاک تر ۶ آتما کے ساتھ ہی ہے جلوہ گر

اسکے اندر گیان کی ہے وہ ضیا — جس میں پھنس جاتا ہے خود ہی آتما

۷ الفت و خواہش تعلق کا ظہور — جانیئے یہ ہے رجو گن کا فتور

کرموں کے پھل کا دیا لالچ جہاں — آتما کو باندھ لیتا ہے وہاں

۸ دل میں پیدا ہو اگر تن کا غرور — جان تو یہ ہے تموگن کا قصور

یہ تموگن ہے جہالت کا مآل — ڈالتا ہے رُوح پر سُستی کا جال

۹ فرطِ راحت سے ستوگُن کا کمال — کرم کی خواہش رجوگُن کا مآل

ڈھانپ لیتا ہے تموگن گیان کو — کرتا ہے جاہل یہ ہر انسان کو

۱۰ آتا ہے جس وقت رَج تَم میں زوال — ہوتا ہے حاصل ستوگُن کو کمال

ہوں اگر کمزور رَج، ست ناگہاں — تَم کی چھا جاتی ہیں پھر تاریکیاں

پست ہو جائیں اگر سَت اور تَم — ہوتا ہے حاصل رجوگُن کو حشم

۱۱ گیان کی ہو روشنی دل میں اگر — اور ہوں جذبات سب پاکیزہ تر

نیکیوں کی سمت ہوں مائل حواس — تب ستوگُن کا ہے غلبہ بے ہراس

۱۲ جب نئے کاموں سے رغبت دل میں ہو — حرصِ دُنیا کی محبت دل میں ہو

بے سکُونی دل میں ہو حد سے سوا — جسم میں سمجھو رجوگُن بڑھ گیا

۱۳ ہو جہالت اور غفلت جسم میں — گمرہی، سُستی کی لعنت جسم میں

بھول جائے جب فرائض کو بشر — ہے تموگن کی ترقی کا اثر

۱۴ جسم میں غالب ستوگُن ہو اگر — ایسے عالم میں جو مر جائے بشر

سورگ میں جائیگا عزت پائیگا　　عشرت و آرام و راحت پائے گا
جو تموگن کے اثر میں چل بسا　　وہ چرندہ یا پرندہ بن گیا
جو رجوگن میں گیا سوئے عدم　۱۵　کرم کرنے والوں میں لے گا جنم
گیان، سکھ، تسکین، ستوگن کا ثمر　۱۶　جھیلتا ہے دکھ رجوگن میں بشر
جب تموگن کا بدن میں ہو ظہور　　ہوتا ہے پیدا جہالت کا فتور
گیان پاتا ہے ستوگن سے وجود　۱۷　اور لالچ ہے رجوگن کی نمود
جسم میں ہے یہ تموگن کا اثر　　گم رہی، غفلت، جہالت بیشتر
سورگ پاتا ہے ستوگن سے بشر　۱۸　اور دنیا ہے رجوگن کا اثر
پنچ جونی ہے تموگن کا مآل　　کیٹ، پکھشی، یا مویشی یا شغال
جو بشر اس بھید سے ہے آشنا　۱۹　کوئی بھی عامل نہیں اسکے سوا
جو سمجھ لے مجھ کو تینوں سے جدا　　یہ سمجھ لو وہ مجھی میں مل گیا
ان گنوں سے آگے بڑھ جاتا ہے جو　۲۰　انکے پھندے میں نہیں آتا ہے جو
وہ تناسخ کے عمل سے ہے بری　　جینے مرنے میں نہیں آتا کبھی

ارجن

سن کے ارجن اس طرح گویا ہوا　۲۱　اے مرے رہبر مرے مشکل کشا
جو بشر تینوں گنوں کے پار ہیں　　کیا نشاں ہیں انکے کیا آثار ہیں
کیا چلن ہے اور کیا اطوار ہیں　　کس طرح رہتے ہیں کیا کردار ہیں

وہ گنوں سے چھوٹتے ہیں کس طرح
لطفِ راحت لوٹتے ہیں کس طرح

شری بھگوان کرشن جی

۲۲ یوں سخن آرا ہوئے بھگوان پھر
اور ارجن کو دیا یہ گیان پھر
جب ستوگن سے ہو حاصل روشنی
یار جو گن سے ترقی حرص کی
جب تموگن سے ہو غفلت کا اثر
ہو جہالت آدمی پر کار گر
اُن سے نفرت یا محبت چھوڑ دے
ان گنوں سے پار کہتے ہیں اُسے

۲۳ جو گنوں میں رہ کے گھبراتا نہیں
اور ان کے دام میں آتا نہیں
پختگی سے عزم پر قائم ہے جو
اپنی راہِ نیک پر دائم ہے جو
اُس کے گن بس اُس کو ہی مقبول ہیں
اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں
خود اُسے ہو دھیان بس بھگوان کا
جان لو وہ ہے بشرانِ سے جُدا

۲۴ ایک جیسے راحت و غم ہوں جسے
یا برابر مدحت و ذم ہوں جسے
جس کے چشم و دل یہاں تک نیک ہوں
سونا، پتھر اور مٹی ایک ہوں
جس کو استقلال کی دولت ملی
عزمِ راسخ مل گیا، ہمت ملی
جو مصیبت میں کبھی گھبراتا نہیں
وہ گنوں کے جال میں آتا نہیں

۲۵ عزت و ذلت برابر ہیں جسے
نفرت و اُلفت برابر ہیں جسے
اپنے فعلوں پر نہیں کرتا غرور
جان لو وہ ہے گنوں کی حد سے دُور

۲۶ جو تہِ دل سے کرے میرا بھجن
جسکے دل میں ہے مری سچی لگن

ان گنوں سے پار ہو جاتا ہے وہ
اور آخر کو مجھے پاتا ہے وہ
کیونکہ اس کی زندگانی مجھ سے ہے ۲۷
یہ نشاطِ جاودانی مجھ سے ہے
میں حقیقت میں ہوں اُس کا آسرا
میرے دم سے اُسکو حاصل ہے ضیا

گُن ترَیہ وبھاگ یوگ (صفاتِ سہ گانہ) نام کا
چودہواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینہ

پندرہواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

راز کھولا پھر یہ بھونے سربسر ۱
ایک ایسا غیر فانی ہے شجر
اُس کی وُسعت کا نہیں کچھ بھی بنا
جڑ ہے اُوپر اور نیچے ہے تنا
جسکے چاروں وید برگ و بار ہیں
جسکی شاخیں مخزنِ اسرار ہیں
یہ حقیقت جانتا ہے جو بشر
اصل میں ہے اُسکو ویدوں کی خبر
ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ٹہنیاں ۲
مختلف ہیں جو نیاں یہ ہیگیاں

تین گن شاداب رکھتے ہیں اسے — ہر طرح سیراب رکھتے ہیں اسے

لذتیں ہیں اس شجر کی کونپلیں — ہیں شگوفے درحقیقت خواہشیں

کچھ جڑیں ہیں اور بھی افعال کی — جن کا ہے پابند ہر اک آدمی

۳ اس شجر میں کون سا انداز ہے — یہ حقیقت سربسر اک راز ہے

سوچیئے تو ابتدا کوئی نہیں — سمجھیے تو انتہا کوئی نہیں

یہ نہیں رکھتا کوئی جائے قیام — ایسے میں بھی اسکو حاصل ہے دوام

ہیں جڑیں مضبوط اسکی اس قدر — ترک کا اِن پر تبر ہے کارگر

۴ ڈھونڈنے کی ہے ضرورت وہ مکاں — پھر نہیں آتا کوئی جا کر جہاں

چاہیئے دیدار اُس بھگوان کا — جس نے یہ دلکش شجر پیدا کیا

۵ جس بشر کے دل سے نخوت مٹ گئی — دُنیوی جھوٹی محبت مٹ گئی

بے تعلق ہر تعلق سے ہے جو — جس نے حاصل کر لیا ہے گیان کو

بے غرض ہوں جس کے سب افعال بھی — اور پاکیزہ ہوں سب اعمال بھی

جس کا دل ہے رنج و راحت سے بری — پاتا ہے منزل وہی بھگوان کی

۶ جسکو سورج چاند کی حاجت نہیں — ہے حدِ ادراک سے بالاتریں

ضوفگن ہیں اپنی ہی رعنائیاں — ہر سُو جلووں کی ہیں نور افزائیاں

جس میں جا کر پھر نہیں آتا بشر — پھر فنا کا غم نہیں کھاتا بشر

غیر فانی ہے وہی میرا مقام — وید نے جس کو کہا ہے "پرم دھام"

جسم میں رہتا ہے جو جیو آتما ۷ میرا ہی اک ہے ایک جزوِ لافنا
ہے گنوں کے ساتھ مایا میں مکیں کھینچ لیتا ہے حواس و دل قریں
آتما جب اک بدن کو چھوڑ کر ۸ جسمِ دیگر میں بنا لیتا ہے گھر
ساتھ لاتا ہے حواس و دل کو یوں جیسے بوئے گل کو بادِ پُرفسوں
ناک، آنکھیں، کان، حس، دل یا زباں ۹ آتما رکھتا ہے ان سب میں مکاں
میل رکھ کر ان کی ہر اک بات سے لطف اٹھاتا ہے یونہی لذات سے
تن میں رہتا ہے مکیں جیو آتما ۱۰ وقتِ آخر تن سے ہوتا ہے جدا
سب گنوں میں پھنس کے رہتا ہے وہاں لذتیں رکھتی ہیں اس کو شادماں
جاہلوں پر راز یہ کھلتا نہیں وہ نہیں رکھتے ہیں چشمِ رازبیں
اہلِ عرفاں ہیں حقیقت آشنا جان لیتے ہیں یہ سارا ماجرا
آتما کا ہے جو باطن میں قیام ۱۱ جانتے ہیں بھید یہ یوگی تمام
بے سمجھ کا دل ہی جب اجلا نہیں آتما کا راز پا سکتا نہیں
ہے عیاں سورج میں جو تابندگی ۱۲ جس سے پاتا ہے جہاں سب روشنی
چاند کا نور اور آتش کی چمک جان ارجن سب یہ میری ہی دمک
میں زمیں میں کرتا ہوں خود کو نہاں ۱۳ اور اٹھائے رکھتا ہوں سارا جہاں
میں ہی بن کر چاندنی دن اور رات پرورش کرتا ہوں یہ ساری نبات
جسمِ انساں میں حرارت میں ہی ہوں ۱۴ جسمِ حیواں میں حرارت میں ہی ہوں

سب کے اندر آنے والی ہوں ہوا — سب سے باہر جانے والی ہوں ہوا
سب کے اندر ہضم کی طاقت ہوں میں — سب کے اندر سانس کی نعمت ہوں میں
ملتی ہے جو چار قسموں کی غذا — ہضم کر دیتا ہوں سب میں برملا

۱۵ میں ہی رکھتا ہوں ہر اک دل میں قیام — دہر کا ہر جسم ہے میرا مقام
علم عرفاں، گیان کی طاقت ہوں میں — حافظہ و ذہن کی جودت ہوں میں
وید میں ہوں وید کی تعلیم ہوں — کارگاہِ دہر کی تنظیم ہوں
رازداں سمجھو مجھے ہر وید کا — میں ہی ہوں ویدانت مت کی ابتدا

۱۶ دہر میں ہیں دو طرح کی ہستیاں — غیر فانی اور فانی بے گماں
غیر فانی ہے فقط جیو آتما — اور فانی ہے یہ دنیا برملا

۱۷ ایک ہستی اور ہے اِن سے جدا — جس کو کہئے لافنا پرماتما
ذات جس کی سب کے اندر ہے نہاں — پالتا ہے وہ ہی یہ تینوں جہاں

۱۸ آتما سے تو بہت اونچا ہوں میں — فانیوں سے بھی کہیں اعلیٰ ہوں میں
اس لئے کہتے ہیں پرشوتم مجھے — وید میں مشہور ہوں اس نام سے

۱۹ جو سمجھتا ہے مجھے ربِ علا — جانتا ہے جو مجھے اپنا خدا
کرتا ہے دائم وہ میرا ہی بھجن — اس کو رہتی ہے مری ہر دم لگن

۲۰ تو نے ارجن آج مجھ سے سن لیا — رازِ پوشیدہ کا سارا ماجرا
اس سے ہو جاتا ہے انساں باشعور — اور ہوتا ہے اسے حاصل سرور

پرشوتم یوگ (ذاتِ مُطلق و برتر) نام کا
پندرہواں ادھیائے سماپت ہوا

اوم شری کرشن آئینمہ

سولہواں ادھیائے

شری بھگوان کرشن جی

پھر شری بھگوان فرمانے لگے ۱ معرفت کا راز سمجھانے لگے
یگیہ، بے خوفی، تپسیا، صبر، دان پاک بازی، سادگی، سچ اور گیان
ضبطِ دل، ضبطِ خودی، ضبطِ حواس رکھنا دل میں شاستروں ویدوں کا پاس
راستی، ترکِ تلوّن، ترکِ طیش ۲ خوش دلی، ترکِ تعلق، ترکِ عیش
بُردباری، ترکِ بدگوئی، حیا بے غرض افعال، تسلیم و رضا
رحم، نرمی، نیکی و صدق و صفا عمر بھر رہنا دھرم کے باوفا
چہرے پہ ہو جلوہ گر شانِ جلال ۳ رہنا ہر دم خوش مزاج و خوش خصال
ظاہر و باطن میں رہنا پاک صاف اور کر دینا خطاؤں کو معاف

لطف، ترکِ دشمنی، ترکِ غرور   دل کو ہر صورت میں رکھنا باصبور
نیک بندوں کی یہی ہیں خوبیاں   رہتے ہیں ہر حال میں وہ شادماں

۴ تلخ گوئی، طیش، مکاری، غرور   دل کے اندر جہل و نخوت کا فتور
جس قدر اے جن ہیں شیطانی صفات   ان کی ہے پابند مردِ بد کی ذات

۵ نیک سیرت لوگ پاتے ہیں نجات   اور بدطینت ہیں پابندِ ممات
اس لیئے اے جن تجھے ہے کیا الم   نیک بندوں میں ہوا تیرا جنم

۶ دو طرح کے دہر میں انسان ہیں   کچھ فرشتے اور کچھ شیطان ہیں
کہدئے تجھ سے فرشتوں کے خصال   سن لے اے جن اب تو شیطانوں کا حال

۷ جان سکتے ہی نہیں ہیں یہ کبھی   کارہائے کردنی نا کردنی
دل ہے میلا اور میلا ہے بدن   بد سے بھی بدتر کہو ان کا چلن

۸ ہے یہ ان شیطان لوگوں کا بیاں   بے سہارا ہیں زمین و آسماں
اس جہاں کا کوئی بھی خالق نہیں   خود بخود ہوتا ہے پیدا بالیقیں
مرد و زن کے میل سے آباد ہے   اور بے مالک ہے بے بنیاد ہے
زندگی کا ماحصل لذات ہیں   اس لئے بدمست وہ دن رات ہیں

۹ ایسے جاہل اور ناہنجار لوگ   بے سمجھ، کم عقل، بدکردار لوگ
خود ہیں اپنی روسیاہی کا سبب   اور دنیا کی تباہی کا سبب

۱۰ کبر و نخوت مکر و تزویر و ریا   خواہشاتِ بد کا لے کر آسرا

رکھتے ہیں باطل عقیدوں پر یقیں — لذتوں سے سیر ہوتے ہی نہیں

بے نہایت غم کا لے کر آسرا ۱۱ لذتوں کو جانتے ہیں خوش مزا

بے طرح ہیں یہ اسیرِ خواہشات ۱۲ طیش و عصیاں کا نمونہ ہے حیات

کرتے ہیں دھوکہ، دغا، مکر و فریب — جھوٹی دولت پا کے یہ ہیں پُرشکیب

اب ملا کچھ کل ملے گا دھن مجھے ۱۳ آفریں کہدے گا میرا من مجھے

ایک دشمن مر گیا اب ماروں گا دوسرا ۱۴ میں ہوں یودھا اور طاقت ور خدا

لوٹتا ہوں عیش و عشرت کے مزے — دولت و راحت ہے میرے واسطے

اس طرح کہتا ہے جاہل آدمی ۱۵ کون کر سکتا ہے میری ہم سری

میں ہوں دولت مند عالی خانداں — یگیہ کر کے دان دوں گا بے اماں

اس طرح گمراہ جو انسان ہیں ۱۶ آدمی کے بھیس میں شیطان ہیں

عمر بھر رہ کر گرفتارِ گناہ — گرتے ہیں دوزخ میں مر کر روسیاہ

خود کو افضل جانتے ہیں پُر غرور ۱۷ شوکت و دولت کے نشے میں ہیں چور

یگیہ ہے اُن کا فقط مکر و ریا — شہرت و عظمت ہے اس کا مدعا

وہ گھمنڈی، تند خو، مغرور ہیں ۱۸ غیر کی ذم کے لئے مشہور ہیں

بڑھ چکی ہے ان میں اتنی سرکشی — رکھتے ہیں بھگوان سے بھی دشمنی

ایسے بد طینت گنہ گاروں کو میں ۱۹ بدشعاروں اور مکاروں کو میں

دیتا ہوں پیہم نکمی جونیاں — وہ بھٹکتے ہیں انہیں کے درمیاں

پاکے وہ چھوٹی سی چھوٹی جُونیاں ۲۰ اور ہو جاتے ہیں مجھ سے بدگماں
ایسے جو ہیں کبر و نخوت کے غلام آتشِ دوزخ میں جلتے ہیں مدام

نرک کے ہیں تین دروازے یہی ۲۱ بدشعاری، طیش، حرصِ دُنیوی
ترک ان تینوں کا واجب جانئے آدمی کا ان کو دُشمن مانئے

ترک تینوں کا جو کرتا ہے بشر ۲۲ وہ ہے علمِ معرفت سے بہرہ ور
اس طریقے سے وہ پاتا ہے نجات ذات سے ملتی ہے آخر اُسکی ذات

شاستر نے جو طریقہ کہہ دیا ۲۳ وہ طریقہ چاہیئے ہر کام کا
اپنی من مانی کرے گا جو بشر کام یابی سے نہ ہو گا بہرہ ور

کام جو ہیں کردنی، ناکردنی ۲۴ حال ان کا شاستر میں ہے سبھی
شاستر کا جس طرح ارشاد ہو ہر عمل اُسکے مطابق ہی کرو

دیوا سُر سمپدا وبھاگ یوگ (صفاتِ ملکوتی و شیطانی)

نام کا سولہواں ادھیائے سماپت ہوا

سترہواں ادھیائے

ارجن

سُن کے ارجن اس طرح کہنے لگا ۱ اے مرے رہبر مرے پرماتما
شاستر کا جو طریقہ چھوڑ کر کام کرتا ہے عقیدت سے بشر
یگیہ کرتا ہے دِلی ارمان سے پُوجتا ہے دیوتا کو دھیان سے
اُس کے دل کا حال سمجھائیں مجھے کون سا گُن ہے یہ فرمائیں مجھے

شری بھگوان کرشن جی

سُن لے اے ارجن اس عقیدت کا بھی حال ۲ سب گُنوں نے اس میں پھیلایا ہے جال
اس عقیدت کی ذرا تفصیل سُن کس طرح رہتے ہیں اس میں تین گُن
آدمی کے دِل میں جیسے ہوں خیال ۳ ویسا ہی اُسکی عقیدت کا ہے حال
آدمی ہے خود عقیدت کا نشاں ہو عقیدت جیسی ویسا اُس کو جان
ساتوک ہے دیوتاؤں پر فدا ۴ اور یکشوں کو ہے راجس پوجتا
جسکے دل میں ہے تموگن آشکار ہے پریتوں اور بھوتوں پر نثار
جو بشر پُر کبر ہیں مغرور ہیں ۵ وید کے حکموں سے کوسوں دور ہیں

اُن کے من مانے طریقے ہیں فضول — گھورتپ کرتے ہیں لیکن بے اصول
٦ رہتے ہیں اُن سے دُکھی پانچوں حواس — مجھ کو بھی وہ رکھتے ہیں مصروفِ یاس
ایسے جاہل ظاہراً انسان ہیں — باطناً لیکن یہ سب شیطان ہیں
٧ یگ، تپسیا، دان ہیں یہ تینوں گُن — ہوتی ہے خوراک میں بھی انکی دُھن
کس طرح ہیں یہ اثر انداز گُن — مَیں سناتا ہوں تجھے سب یہ ازسُن
٨ ساتوِک لوگوں کی ہے ایسی غذا — ہو حیات افروز یا طاقت فزا
سُودمند ہو عقل و صحت کے لئے — جس کو کھا کر راحت و اُلفت بڑھے
رس بھری ہو دل کو پیاری ہو غذا — چکنی ہو، خوش ذائقہ ہو، خوش نما
جس کے کھانے سے بدن مضبوط ہو — اور ہر اک خلط بھی مربوط ہو
٩ کڑوی ہو کھٹی ہو یا نمکین ہو — دیر سے ہو ہضم یا سنگین ہو
روکھی پھیکی یا نہایت تیز ہو — جا کے معدے میں وہ آتش ریز ہو
گرم ہو بیحد، مرض پیدا کرے — درد، غم، کلفت، الم جس سے بڑھے
یہ غذا کھاتے ہیں راجس آدمی — اسکو کھا کر اُن کو ہوتی ہے خوشی
١٠ کچی پکی اور ٹھنڈی ہو غذا — رس سے خالی، روکھی، باسی، بدمزا
جھوٹی یا ناپاک بدبودار ہو — اُس سے تامس آدمی کو پیار ہو
١١ یگیہ کو اپنا دھرم سمجھیں اگر — شاستر کا حکم ہو پیشِ نظر
اُسکے پھل کی ہو نہ دل میں آرزو — یگیہ وہ ہے ساتوِک اے نیک خو

دل میں پھل کی آرزو رکھیں اگر ۱۲ اور اس میں ہو دکھاوے کو اثر
یگیہ ایسا جان راجس بیگماں اس میں ہوتا ہے رجوگن حکمراں
یگیہ وہ تامس کہے سُن لے صاف صاف ۱۳ ہو جو ویدوں کے اصولوں کے خلاف
جو ہو خالی دکھشنا سے دان سے منتروں سے یا دلی ارمان سے
گرو، برہمن، دیوتا، ماتا، پتا ۱۴ عالم و فاضل بشر کا پوجنا
رہنا پاک و سادہ، مہرباں یہ ہیں جسمانی تپسیا کے نشاں
نرمی و شیریں زبانی، راستی ۱۵ خیر اندیشی، بھلائی، دلبری
وید پڑھنا، کرنا پرمیشر کا جپ کہتے ہیں ارجن اسے بانی کا تپ
راحت و حلم و مسرت خامشی ۱۶ پُرسکونی، باطنی پاکیزگی
دل پہ قابو پا کے رہنا شادماں یہ ہیں روحانی تپسیا کے نشاں
تین قسموں کی تپسیا جو کہی ۱۷ بے غرض ہو کر کرے جو آدمی
جس میں ہو سچی عقیدت رونما وہ تپسیا ساتوِک ہے برملا
جس میں پوشیدہ ہو تزویر دریا ۱۸ عزت و عظمت ہو جس کا مدعا
بے بقا، بے سود ہو جو سربسر ایسے تپ میں ہے رجوگن کا اثر
جس میں ہو ضد یا جہالت کارگر ۱۹ جسم کو تکلیف پہنچے بیش تر
جس کا مقصد ہو تباہی غیر کی وہ تپسیا ہے سراسر تامسی
دان دیتے وقت ہو ارجن خیال ۲۰ دان دینا فرض ہے اے خوش خصال

جس میں ہوں پیشِ نظر وقت و مقام — دان لینے والا بھی ہو نیک نام

یاد رکھ کہ وہ بشر جو دان لے — دان لے کر دان کا بدلہ نہ دے

بے غرض بے آرزو جو دان ہو — ساتوک کہتے ہیں ایسے دان کو

۲۱ جو دکھی ہو کر دیا جاتا ہے دان — اُسکے بدلے کی طرف رہتا ہے دھیان

اپنے مطلب کا اگر ارمان رہے — جان لو اس کو کہ راجس دان ہے

۲۲ جس میں ہو نفرت حقارت کا اثر — لینے والا بھی ہو نا قابل بشر

بے محل ہو اور ہو پُر آرزو — دان ایسا تو ہے تامس ہو بہو

۲۳ دے رہے ہیں وید ہم کو یہ پیام — "ادم تت ست" ہیں پرم کے تین نام

یُگ برہمن وید ہیں ان کا ظہور — تینوں ناموں کا ہے تینوں ہی میں نور

۲۴ اس لئے ویدوں کے بھی عالم تمام — شاستر کے حکم سے کرتے ہیں کام

جب شروع کرتے ہیں کوئی نیک کام — سب سے پہلے لیتے ہیں وہ "اوم" نام

۲۵ جن کو ثمرے کی نہیں ہے آرزو — محض مُکتی کی ہے دل میں جستجو

یگیہ یا تپ۔ دان کرتے ہیں وہ جب — سب سے پہلے لیتے ہیں "تت" نام تب

۲۶ "ست" کا استعمال ہوتا ہے وہاں — بیاہ شادی یا سگائی ہو جہاں

یا ہو اظہارِ صداقت کا خیال .. — یا دلی سچی عقیدت کا خیال

۲۷ یگیہ، تپسیا، دان کا ہو جو خیال — "ست" پکارا جاتا ہے بے قیل و قال

کام ہو جو ایشور کے نام پر — اس میں بھی "ست" نام ہی ہے کارگر

دان ہو، تپ ہو، ہون بھی ہو اگر ۲۸ بے عقیدت ہے یہ باطل سر بسر

دین و دُنیا میں نہیں اُس کا مقام آدمی رہتا ہے اُس سے بے مرام

اس لئے اے ارجن والا مقام جب بھی کرنا چاہو کوئی نیک کام

دل میں رکھو شاستر کا احترام پھر کرو سچی عقیدت سے وہ کام

شردھا تریہ وبھاگ یوگ (سہ گانہ اعتقادات)

نام کا سترہواں ادھیائے سماپت ہوا

اٹھارہواں ادھیائے

ارجن

سُن کے ارجن یوں ہوا محو بیاں ۱ اے خدا دو جہاں اے غیب داں
تیاگ کیا ہے اور ہے سنیاس کیا بھید اب سمجھائیے ہر ایک کا

شری بھگوان کرشن جی

کرم ہو جو دُکھ مٹانے کے لئے ۲ یا حصولِ مدعا کے واسطے
ترک کر دے ایسے کرموں کو اگر وہ ہی سنیاسی کہا تا ہے بشر
بے غرض ہوتے ہیں گیانی کے عمل چھوڑ دینا ہے وہ سب کرموں کا پھل
تیاگ ایسے ترک ہی کا نام ہے وصلِ حق اس ترک کا انجام ہے
بعض عالم یہ بھی رکھتے ہیں خیال ۳ نقص کا ہر کرم میں ہے احتمال
تیاگ سب کرموں ہی کا مرغوب ہے اُن سے منہ کو موڑ لینا خوب ہے
بعض پنڈت یہ بھی رکھتے ہیں یقیں دان، تپ، یگ تیاگ کے قابل نہیں
عالموں کا فیصلہ تو سُن لیا ۴ سُن لے ارجن اب تو میرا فیصلا
تیاگ بھی رکھتا ہے ست رج، تم کی دھُن اسمیں بھی ہیں رونما تینوں ہی گُن

دان تپ یگ تیاگ کے قابل نہیں ۵ انکی نسبت ہے یہی میرا یقیں
ایسے کرموں کا ہے کرنا لازمی یہ نہ چھوڑے بھول کر بھی آدمی

دان تپ یگ اور اچھے کام بھی ۶ بے غرض ہو کر ہیں کرنے لازمی
ہے مرا اِس قول پر پکا یقیں اس عقیدے میں کوئی بھی شک نہیں

روزمرّہ کے ہیں جو افعالِ نیک ۷ پاٹھ پوجا ایسے سب اعمال نیک
چھوڑنا ان کا جہالت سے کبھی تیاگ ہے ارجن یہ یکسر تامسی

کرم کرنے سے پہنچتا ہے ضرر ۸ جسم کو ہوتی ہے کلفت بیشتر
یہ بہانہ جو کرے جاہل بشر چھوڑ دے کرموں کو وہ کاہل بشر
تیاگ یہ بے فائدہ ہے بے ثمر اس میں ظاہر ہے رجوگن کا اثر

کرم کرنا ہی ہے فرضِ اوّلیں ۹ رکھتا ہے جو دل میں یہ پختہ یقیں
کرم کے پھل کی تمنّا چھوڑ کر شاستر کے حکم کے زیرِ اثر
بے تعلق ہو کے کرموں کو کرے ساتوک ہیں کرم سب اس قسم کے

سخت کرموں سے جسے نفرت نہ ہو ۱۰ سہل کرموں سے جسے رغبت نہ ہو
ساتوک ہے وہ بشر، گیانی ہے وہ درحقیقت دیدہ ور تیاگی ہے وہ

جس قدر دُنیا میں ہیں تن کے مکیں ۱۱ ترکِ افعال اُن کو ہے مشکل تریں
کرم کا پھل تیاگتا ہے جو بشر وہ ہی اصلی تیاگ سے ہے بہرہ ور

پھل کی خواہش سے جو کرتے ہیں عمل ۱۲ بعد مرنے کے بھی وہ پاتے ہیں پھل

ایسے پھل کی تین ہی اقسام ہیں — نیک، بد، یا درمیانہ نام ہیں
بے غرض کرتے ہیں جو کوئی عمل — وہ نہیں پاتے کبھی کوئی بھی پھل
کرم کے بندھن سے وہ آزاد ہیں — تیاگی رہ کر اپنے دل میں شاد ہیں

۱۳ سانکھ کے ہے فلسفے کا یہ بیاں — پانچ ہیں اسباب کرموں میں نہاں
کرم کی تکمیل کے پانچوں سبب — سن لے ارجن مجھ سے بالتفصیل اب

۱۴ جسم کا ہے پہلے نمبر پر شمار — جسم ہی ہے فعل کا بنیاد کار
دوسرا ہے کرنے والے کا مقام — جس کا عرفِ عام میں ہے جیو نام
تیسرے دل ساتھ ہی پانچوں حواس — چوتھے ساری کوششیں ہیں بے ہراس
پانچویں ہر قسم کی ہیں طاقتیں — کام کرتی ہیں جو ہر اک فعل میں

۱۵ اپنے دل سے یا زبان و جسم سے — کام کرتا ہے بشر اچھے برے
وید کا ہو حکم یا من مانا ڈھب — ہوتے ہیں ہر کام کے پانچوں سبب

۱۶ خود کو فاعل جو سمجھتا ہے بشر — وہ حقیقت سے ہے بالکل بےخبر
جو کبھی سمجھا اُس نے وہ سمجھا غلط — وہ ہے جاہل اور سرتا پا غلط

۱۷ جو سمجھتا ہے کہ میں فاعل نہیں — خواہشوں سے پاک ہے وہ بالیقیں
قتل کرنے پر بھی وہ قاتل نہیں — اور جرمِ قتل کا حامل نہیں

۱۸ علم، عالم، ساتھ ہی معلوم بھی — تینوں ہو جاتے ہیں یکجا جس گھڑی
فعل کی تحریک ہوتی ہے جبھی — سوچ لیتا ہے طریقہ آدمی

فاعل و مفعول آلہ مل کے تین | فعل کو کرتے ہیں پورا بالیقین
فعل فاعل گیان کے ہیں تین گُن | ۱۹ بھید اُن کا ارجن مجھ سے آج سُن
سانکھیہ میں بھی ملتا ہے ان کا بیاں | سب کی میں تشریح کرتا ہوں یہاں
اس جہاں میں جسقدر جاں دار ہیں | ۲۰ ایک ہی نشے میں سب سرشار ہیں
سب میں ہے وہ لافنا پرماتما | گیان حاصل ہے جسے اس بات کا
ساتوِک ہے گیان ایسا جان لو | یہ ستوگن کا اثر ہے مان لو
رہتا ہے اجسام میں جو البشور | ۲۱ مختلف شکلوں میں جب آئے نظر
علم ہو اس بات کا جس گیان سے | بیشک ایسا گیان راجس جان لے
جسم فانی کو جو سمجھے آتما | ۲۲ جان سکتا ہو نہ اصلی مدعا
اس جھمیلے میں ہے پھنسنا گمرہی | گیان ایسا واقعی ہے تامسی
کرم کرتا ہو کوئی انساں اگر | ۲۳ شاستر کا حکم ہو پیشِ نظر
کرتا پن کا بھی نہ ہو اس میں غرور | پھل کی خواہش سے رہے وہ دور دور
اُس سے ظاہر دنیوی اُلفت نہ ہو | دل میں ہرگز جذبۂ نفرت نہ ہو
کرم ایسا ساتوک ہے بیگماں | اُس میں ہیں سارے ستوگن کے نشاں
کرم میں پھل کی تمنا ہو اگر.... | ۲۴ جسم کو تکلیف بھی ہو بیش تر
کرنے والا بھی کرے دل میں غرور | کرم ایسا راجسی ہے بالضرور
کرم میں ہو جیو ہتیا کا فتور | ۲۵ اور نہ ہو اس کا نتیجہ پر قصور

ہو جہالت پر فقط اُس کی بنا — تامسی ہے کرم ایسا برملا

۲۶ کرم کرنے والا بے تعلق ہو بشر — مُنکسر ہو، پُرسکوں ہو، باخبر
کامیابی یا ہو ناکامی اُسے — ہر طرح ہر حال میں یکساں رہے
کبر و نخوت سے رہے دُور تر — اطمینانِ قلب سے ہو بہرہ ور
پاک سیرت، پاک طینت، پاک خُو — ساتوِک ہے ایسا فاعل ہو بہو

۲۷ کرم میں حرص و ہوا کا ہو اثر — پھل کی خواہش ہی کرے اُس کو بشر
کرنے والے میں ہو لالچ آشکار — مردم آزاری ہوس اُس کا شعار
بدگماں، بدخواہ، بدکردار ہو — ناخلف، نااہل ناہنجار ہو
رنج و راحت کا بھی ہو اُس پر اثر — ایسا فاعل راجسی ہے سربسر

۲۸ کرم کرنے والا ہو چینچل اگر — بیخرد، مغرور، بے حس، بے خبر
بند کر دے دوسروں کا روزگار — بدسگالی کار ہے ہر دم شکار
سُست ہو، کاہل ہو، بداندیش ہو — بدبیں، بدانجام، نفرت کیش ہو
بات اُسکی ہو نہ کوئی کام کی — ایسا فاعل بے شُبہ ہے تامسی

۲۹ عقل و استقلال کے ہیں تین گُن — اُن کی بھی تفصیل ارجُن مجھ سے سن

۳۰ کام کرنا یا نہ کرنا جان لے — ابتدا میں کام کو پہچان لے
کرنے کے قابل عمل ہے کون سا — کون سے ہے کام کا کرنا بُرا
راز جو سمجھے نجات و قید کا — خوف و بے خوفی سے بھی ہو آشنا

ان حقائق سے ہو جو راز آشنا — ساتوک ہے عقل ایسی برملا

۳۱ جو نہ جانے کردنی ناکردنی — پاپ پُن سے ہو نہ اُس کو آگہی

فعل کا سمجھے نہ حالِ واقعی — عقل ایسی بے شُبہ ہے تامسی

۳۲ جس پہ چھایا ہو جہالت کا حجاب — جو گناہوں کو سمجھتا ہو ثواب

جس پہ ہو ہر بات کا اُلٹا اثر — ہے تموگن حکم راں اُس عقل پر

۳۳ جو مزاجِ مستقل شاکر رہے — ہر طرح ہر حال میں صابر رہے

ہو خدا پر جس کا پکا اعتقاد — ہر نفس ہر وقت رکھے اُسکو یاد

ضبطِ دل، ضبطِ نفس، ضبطِ حواس — ہر عمل ہو اُس کا پختہ بے ہراس

عزم راسخ ہو عیاں افعال میں — ہے ستوگن ایسے استقلال میں

۳۴ مستقل ہو گو دھرم پر کرم پر — دل کے اندر پھل کی خواہش ہو مگر

جلوہ گر ہو جس میں حرصِ دُنیوی — ایسا استقلال سمجھو راجسی

۳۵ ہے بشر کج فہم یا بسیار خواب — رنج و غم کا اُس پہ نازل ہے عتاب

کبر و نخوت جس کی عادت بن گئی — اُس کا استقلال سمجھو تامسی

۳۶ پیارے ارجن سُکھ میں بھی ہیں تین گُن — اب تو مجھ سے اُن کا بھی احوال سُن

یوگ میں یوں محو ہو جائے بشر — دُور ہو دُکھ اور سُکھ ہو بیشتر

۳۷ اس کا ہے آغاز گو کلفت فزا — زہر کی مانند ہے اِس کا مزا

ہے مگر انجام راحت آفریں — آبِ حیواں سے بھی ہے بالانشیں

ملتا ہے آرام یہ عرفان سے | بے غرض اعمال سے یا گیان سے
جس سے حاصل ہو نشاطِ جاوداں | ایسے سکھ میں ہے ستوگُن کا مکاں

۳۸ سُکھ جو ہے اِن دُنیوی لذّات کا | ابتدا میں ہے نہایت خوش مزا
زہر بن جاتا ہے وہ انجام کار | اُس کا راجس سُکھ میں ہوتا ہے شمار

۳۹ ابتدا جس کی فریبِ شوق ہو | انتہا میں غم کو حاصل فوق ہو
جس سے حاصل ہو تساہل، گمرہی | ایسے سُکھ کو جان ارجن تامسی

۴۰ کھوج لو چاہے زمین و آسماں | چھان مارو سب فرشتوں کا جہاں
مل نہیں سکتا کوئی ایسا وجود | تین گُن رکھتے نہ ہوں جس میں نمود

۴۱ چھتری، شودر، برہمن و یش سب | اپنی اپنی فطری خصلت کے سبب
لگ رہے ہیں مختلف افعال میں | شادماں رہتے ہیں ان اشغال میں

۴۲ بس میں رکھنا اپنا دل اپنے حواس | اور رکھنا دیدۂ وحدت شناس
ظاہر و باطن کو رکھنا پاک صاف | اور کر دینا خطاؤں کو معاف
سادگی و حلم و تسلیم و رضا | وید کا پڑھنا دھرم کا جاننا
رہنا ہر دم محوِ انوارِ خدا | فطرتاً ہے یہ برہمن کو روا

۴۳ حوصلہ، شیری، دلیری، ملک و مال | جرأت و طاقت جواں مردی جلال
جنگ جُوئی دُور اندیشی، سخا | چھتری کا کام ہے یہ برملا

۴۴ گلّہ بانی، کھیتی یا سوداگری | ویش کا ہے کام یہ ہی قدرتی

سیوا کرنا دل سے ہر اک ورن کی
یہ ہی شودر کا دھرم ہے فطرتی

۴۵ رہتا ہے قائم جو اپنے فرض پر
دہر میں ہوتا ہے وہ کامل بشر

کس طریقے سے وہ پاتا ہے کمال
سُن لے ارجُن آج مجھ سے یہ بھی حال

۴۶ وہ خدا وہ خالقِ کون و مکاں
جس نے پیدا کر دئے دونوں جہاں

اُس کو پُوجے ہو دھرم کا بھی خیال
وہ بشر پاتا ہے دُنیا میں کمال

۴۷ دوسروں کا ہو اگر اعلیٰ دھرم
اس سے اچھا اپنا یہ ادنےٰ دھرم

جو مقررہ کام کرتا ہے بشر
اس پہ پاپوں کا نہیں ہوتا اثر

۴۸ رکھتا ہو اپنا دھرم خامی اگر
کاربند اس پر رہے پھر بھی بشر

آگ کو جیسے چھپاتا ہے دھُواں
رکھتی ہے ہر کرم کو خامی نہاں

۴۹ ہر تعلق سے تعلق توڑ لے
ہر طرف سے اپنے دل کو موڑ لے

اُس جگہ ہوتا ہے وہ یوگی مکیں
کرم کرنے کی جہاں حاجت نہیں

۵۰ جب اُسے ہوتا ہے حاصل یہ کمال
پاتا ہے وہ ذاتِ باری کا وصال

برہم کو پاتا ہے وہ جس گیان سے
اہمیت اُس گیان کی بھی جان لے

۵۱ عقلِ پاکیزہ سے جو بھرپور ہو
سچے استقلال سے معمور ہو

اُلفت و نفرت کو دل سے چھوڑ دے
دل، حواسِ خمسہ بھی بس میں کرے

۵۲ بے تعلق، کم خور و خلوت گزیں
ہو زبان و جسم و دل زیر نگیں

ہر نفس جس کو بھجن سے کام ہو
ایشور کا دھیان صبح و شام ہو

کبر و نخوت، لذتِ دنیا و طیش ۵۳ حرصِ دنیا، حرصِ زر، دنیا وی عیش
چھوڑ کر ان کو ہوا جو سُرخ رُو — پر برہم کا رُوپ ہے وہ ہُو بہُو

رکھتا ہو جو ذاتِ اقدس پر یقیں ۵۴ دُنیا بھر کی کوئی بھی خواہش نہیں
خوش مزاج و خوش دل و خوش خُو ہے جو — جس کے دل میں اُلفت و نفرت نہ ہو
برتر و کم تر سے جو یکساں رہے — ہر طرح ہر حال میں شاداں رہے
ہیچ ہے جس کیلئے سارا جگت — طالبِ صادق ہے وہ میرا بھگت

وہ بھگت میری حقیقت جان کر ۵۵ مجھ کو پورے طور پر پہچان کر
مُجھ میں مل جاتا ہے پاتا ہے نجات — ایک ہو جاتی ہے اُسکی میری ذات

جس کو حاصل ہو گئی میری شرن ۵۶ بے غرض ہو کر ہے کرموں میں مگن
پائے گا وہ اُونچے سے اُونچا مقام — جاودانی اُس میں رکھے گا قیام

بے غرض ہو کر مدد لے یوگ سے ۵۷ اپنے سارے کرم مجھ کو سونپ دے
پیارے ارجن اپنا دل مجھ میں لگا — رکھ جہاں میں محض میرا آسرا

مُجھ میں اپنا من لگائے گا اگر ۵۸ چھُوٹ جائیگا غموں سے سربسر
اس نصیحت کو نہ مانے گا اگر — ہو کے رہ جائے گا تو زیر و زبر

یہ جو کہتا ہے تُو ہو کر پُر فتور ۵۹ اپنوں سے میں لڑ نہیں سکتا حضور
فیصلہ تیرا سراسر ہے فضول — جنگ تو ہے تیری فطرت کا اصول

پھنس کے ارجن پیار کے جنجال میں ۶۰ دل نہیں دیتا تو جن افعال میں

جوش میں جب آئیگی فطرت تری   جنگ میں ہو جائیگی رغبت تری
قادرِ مطلق ہے وہ پرماتما ۶۱   غیب داں ہو کر ہے سب میں بس رہا
دے رہا ہے دہر کو چکر وہی   گھومتا ہے اس طرح ہر آدمی
دل سے لے ارجن خدا کا آسرا ۶۲   ہے وہی مامن وہی مشکل کشا
اس سے پائے گا سکونِ جاوداں   اور ہوگا پُر سرور و شادماں
کہہ دئے ہیں تجھ سے اسرارِ نہاں ۶۳   کر دیا ہے معرفت کا راز داں
پہلے ان باتوں کو دل میں سوچ لے   کام پھر وہ کر جو ترا دل کہے
چوں کہ ارجن تجھ سے ہے الفت مجھے ۶۴   اور اک سچی محبت ہے مجھے
پھر سے کرتا ہوں نصیحت ایک بار   غور سے سن اور ہو جا راز دار
دل میں رکھ ہر وقت میری ہی لگن ۶۵   اور سچے دل سے کر میرا بھجن
پوج مجھ کو دل، زباں یا جسم سے   رکھ عقیدت دل میں تو میرے لئے
کر مرے در پر سرِ تسلیم خم ...   جان لے میری عبادت کو اہم
غرق ہو جائے گا میری ذات میں   فرق آسکتا نہیں اس بات میں
ترک کر دے اپنے سب کرموں کا پھل ۶۶   اور آ میری شرن میں بے خلل
تجھ کو پاپوں سے رہا کر دوں گا میں   دامنِ امید کو بھر دوں گا میں
گیان گیتا کا جو تجھ سے کہہ دیا ۶۷   تیری بہبودی ہے اس کا مدعا
جو بشر رکھتا نہ ہو مجھ پر یقیں   جس کو میرے نام سے رغبت نہیں

کرتا ہو میری بُرائی جا بجا — جس کو پُوجا پاٹھ سے ہو بیر سا
اِس کو سننے کی نہ خواہش ہو جسے — گیان یہ اُس سے نہ کہنا چاہیئے
میرے بھگتوں میں کہے گا جو اسے ۶۸ — بے شُبہ حاصل کرے گا وہ مُجھے
شادماں ہو گا مُرادیں پائے گا — مر کے مری ذات میں مل جائے گا
جو بشر دیتا ہے گیتا کا پیام — مجھ کو ہے ہر کام سے پیارا یہ کام
جو بھگت رکھتا ہے گیتا پر یقیں — اُس سے بڑھ کر کوئی بھی پیارا نہیں
جو بھگت گیتا کو روزانہ پڑھے ۷۰ — بے گماں وہ بامِ عرفاں پر چڑھے
گیتا کا پریمی ہے پیارا جان سے — میری پُوجا کرتا ہے وہ گیان سے
سنتا ہے جو دل سے گیتا شاستر ۷۱ — چھوٹ جائے گا وہ پاپوں سے بشر
پائے گا وہ پاک لوگوں میں مقام — دین و دنیا میں رہے گا نیک نام
مَیں نے ارجن تجھ سے جو کچھ بھی کہا ۷۲ — گوشِ دل سے تو نے کیا اُسکو سنا؟
حال اپنا مجھ کو اب سچ سچ بتا — وہم باقی ہے تیرا یا مٹ گیا؟

ارجن

جوڑ کر ہاتھوں کو ارجن نے کہا ۷۳ — بیکراں ہے فیض مجھ پر آپ کا
وہم سے مجھ کو ملی ہے مخلصی — ہو گیا اپنے دھرم کا گیان بھی
کس قدر ہے آپ کا لطفِ عمیم — مجھ پہ ہے یہ ایک احسانِ عظیم
ہو گیا ہے دُور سارا تنک مرا — اب لڑوں گا دُشمنوں سے برملا

سنجے

سنجے جب حالات سارے کہہ چکا ۷۴ دھرت راشٹر سے وہ یوں کہنے لگا
اک طرف تھا ارجن ایسا پارسا اک طرف جلوہ شری بھگوان کا
میں نے دونوں کی سُنی جو گفتگو تجھ سے راجن کہہ دی ساری ہو بہو
سُن کے استادہ تھے میرے رونگٹے تھے حواس و ہوش دونوں اُڑ رہے
ویاس جی کی ہے یہ سب جیسے دو سخا ۷۵ چشمِ باطن جو مجھے کر دی عطا
سن لئے وہ میں نے اسرار نہاں کہہ رہی تھی جن کو ایشور کی زباں
گفتگو دونوں کی ہے وجہ نجات ۷۶ بات سے کرتی ہے پیدا اور بات
یاد کرتا ہوں اُسے میں بار بار راحتوں سے ہو رہا ہوں ہم کنار
شکل وہ بھگوان کی حیرت فزا ۷۷ جلوۂ سحر آفریں شری کرشن کا
اب بھی پیہم یاد آتا ہے مجھے ہر طرح شاداں بناتا ہے مجھے
جس جگہ یوگیشور بھگوان ہیں یوگیوں کے حکمراں سلطان ہیں
جس جگہ ہے ارجنِ ناوک فگن جنگجو، گاندیو دھاری، صف شکن
دائمی اقبال و نصرت ہے وہاں مصلحت، انصاف، دولت ہے وہاں
ہے یہی راجن مرا پختہ خیال میری سب باتوں کا سمجھو یہ مآل

موکش سنیاس یوگ (ترکِ نجات) نام کا
اٹھارہواں ادھیائے سماپت ہوا

اشلوکوں اور شعروں کی تفصیل

ادھیائے	تعداد اشلوک	تعداد اشعار	ادھیائے	تعداد اشلوک	تعداد اشعار
پہلا	۴۷	۱۱۳	گیارہواں	۵۵	۱۷۶
دوسرا	۷۲	۲۵۲	بارہواں	۲۰	۶۵
تیسرا	۴۳	۱۴۳	تیرہواں	۳۴	۱۰۰
چوتھا	۴۲	۱۱۹	چودہواں	۲۷	۶۴
پانچواں	۲۹	۸۵	پندرہواں	۲۰	۵۶
چھٹا	۴۷	۱۵۵	سولہواں	۲۴	۶۰
ساتواں	۳۰	۹۳	سترہواں	۲۸	۶۶
آٹھواں	۲۸	۷۵	اٹھارہواں	۷۸	۱۹۴
نواں	۳۴	۹۸	میزا	ن	کُل
دسواں	۴۲	۱۰۴		۷۰۰	۲۰۱۸

قطعۂ تاریخ طباعت سرِ مغفرت

فیضِ سرور کا کرشمہ دیکھئے
چھپ گئی ہے آج سرِ مغفرت

کیا کہوں میں آپ کی شانِ کرم
آفریں کہتی ہے خود انسانیت

بے کسوں کا ملجا و ماویٰ ہیں آپ
رکھتے ہیں ہر دل میں قدر و منزلت

بے نوا محتاج جب دیکھا کوئی
صَرف کر دی اُس پر نگہہِ عاطفت

آپ کی یکساں نوازی بے مثل
کس بلندی پر ہے جذبِ معدلت

رحمتِ باری کی ہوں ارزانیاں
ہر قدم پر ہوں حصولِ میمنت

کہہ رتن سالِ طباعت اس طرح
سربسر گیتا ہے درکِ معرفت

۶ ۱ ۹ ۸ ۲

رتن پنڈوروی کی جملہ تصنیفات

مطبوعہ

۱۔ فرشِ نظر پہلا دیوان جو دلکش نظمیات، روح پرور غزلیات اور کیف آور رباعیات کا مجموعہ ہے۔ ناظرین کو ہر گام پہ میرؔ کا درد، داغؔ کی زبان اور امیر مینائی کا تخیل یک جا ملے گا۔ ۱۹۶۵ء میں نندہ پبلیکیشنز پٹھان کوٹ نے شائع کیا۔

۲۔ بہشتِ نظر دوسرا دیوان غزلیات، نظمیات، منجمات رباعیات، قطعات سادہ و قطعاتِ تاریخ کا بے نظیر مجموعہ جو بڑے سائز کے تین سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں پنجاب اردو اکاڈمی چنڈی گڑھ نے شائع کی اور بھاشا وبھاگ پنجاب نے ایک ہزار روپے کے نقد انعام سے نوازا۔